

تلخیص القرآن

رمضان المبارک میں روزانہ نمازِ تراویح میں تلاوت
کی جانے والی آیات کا بالترتیب خلاصہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف

تلخیص القرآن

رمضان المبارک میں روزانہ نمازِ تراویح میں تلاوت
کی جانے والی آیات کا بالترتیب خلاصہ

ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف

اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ۔
۳۔کورٹ سٹریٹ لوئر مال، لاہور پاکستان

نام کتاب	:	تلخیص القرآن	
مصنف	:	ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف	
اشاعت	:	ایڈیشن	تعداد
		2	2100
		جولائی 2006ء	
اہتمام	:	پروفیسر محمد امین جاوید (مینجنگ ڈائریکٹر)	
		اسلامک پبلی کیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ	
		۳۔کورٹ سٹریٹ، لوئر مال لاہور۔پاکستان	
فون	:	042-7320961-7248676 فیکس 7214974	
ویب سائٹ	:	www.islamicpak.com.pk	
ای میل	:	Islamicpak@hotmail.com	
		Islamicpak@yahoo.com	
مطبع	:	میٹرو پرنٹرز، لاہور	
قیمت	:	125/- روپے	

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ ابْنُ عَبْدِکَ ابْنُ اَمَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآئُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِهٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ اَوِسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِیْ عِلْمِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَنُوْرَ صَدْرِیْ وَجِلَآءَ حُزْنِیْ وَذِھَابَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ. (مسند احمد، ابن حبان)

''خدایا! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے بندے کا بیٹا ہوں، تیری بندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیری مٹھی میں ہے، مجھ پر تیرا ہی حکم نافذ ہے۔ میرے حق میں تیرا فیصلہ عین انصاف ہے، میں تجھ سے تیرے ہر اس نام کے واسطے سے جو تیرے لیے سزاوار ہے، جو تو نے اپنے لیے رکھا ہے، یا تو نے اپنی کتاب میں اتارا ہے، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو بتایا ہے، یا تو نے اپنے پاس اپنے خزانۂ غیب میں اسے پوشیدہ ہی رہنے دیا ہے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے غم کا مداوا اور میری فکرو پریشانی کا علاج بنا دے۔'' (آمین یا ربَّ العالمین)

..........☆☆☆..........

فہرست

☆☆☆

انتساب

جامع مسجد سبلائم سیالکوٹ کے مینار و گنبد

اور

محراب و منبر کے نام

جن کے دامنِ ہدایت سے فہم القرآن کے نور کی یہ کرنیں پھوٹیں جو آج مجتمع ہو کر تلخیص القرآن کی شکل اختیار کر گئی ہیں۔

رمضان المبارک کے پُر رحمت اور نورانی ماحول میں سینکڑوں لوگوں نے ان دروس سے اپنے سینوں کو منور کیا۔

دعا ہے کہ اب یہ روشنی دنیا کے کروڑوں باسیوں تک پہنچے۔ ہر ایک مسجد میں نماز تراویح میں تلاوت و سماعت کرنے کے ساتھ ساتھ خلاصہ بیان کرنے کی روایات زور پکڑتی چلی جائیں اور یہ امت پھر سے قرآن کے ساتھ وابستہ ہو کر دنیا و آخرت کی کامیابیوں والی شاہراہ پر گامزن ہو جائے۔ (آمین)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ اوّل

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ٥

ترجمہ: ''رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔''

رمضان المبارک نزولِ قرآن کا مہینہ۔ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ صبر کا مہینہ، فراخیٔ رزق کا مہینہ، ایک دوسرے سے خیر خواہی کا مہینہ، جنت میں داخل ہونے اور جہنم سے آزادی حاصل کرنے کا مہینہ ہے۔

ماہِ صیام ساری دنیا کے مسلمانوں کے لیے ذکر و فکر، تسبیح و تہلیل، تلاوت و نوافل، صدقہ و خیرات گویا ہر قسم کی عبادت کا ایک عالمی موسم بہار ہے جس سے دنیا کا ہر مسلمان اپنے اپنے ایمان اور تقویٰ کے مطابق حصہ پا کر دل کو سکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک مہیا کرتا ہے۔

دن روشن ہوتا ہے تو ان گنت بندوں کو یہ سعادت نصیب ہوتی ہے کہ وہ اپنے مالک کی اطاعت اور رضا جوئی کی خاطر دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔ رات کا اندھیرا چھاتا ہے تو بے شمار بندے اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کرتے ہیں۔ اس کے کلام اور اس کے ذکر کی لذت و برکت سے مالا مال ہوتے ہیں اور ان کے دل شیشے کے چراغوں کی طرح منور ہو کر ایسے جگمگاتے ہیں جیسے آسمان پر رات کے ستارے۔

نمازِ تراویح کے منظر کا ایک اپنا سماں ہوتا ہے۔ کلام اللہ کے نور کی بارش دلوں کی تاریکیوں کو منور کرتی چلی جاتی ہے اور نمازِ تراویح کے اوقات میں پوری فضا کے اندر روحانیت اور نورانیت کا رنگ بھرا ہوتا ہے شاید کروڑوں فرشتے قرآن سننے کے لیے زمین پر جمع ہو چکے ہوتے ہیں ان مبارک ساعتوں میں اگر قرآن پڑھنے اور سننے کے ساتھ ساتھ اس کو کسی حد تک سمجھنے کا سامان بھی ہو جائے تو دل کی رہی سہی اندھیاریاں مکمل طور پر چھٹ جائیں...... آج کے دور میں ہماری سب سے بڑی ضرورت قرآن فہمی ہے۔

نماز تراویح میں سماعت کی جانے والی آیات کا موثر اور مختصر خلاصہ جہاں ہمارے اندر قرآن فہمی کی پیاس پیدا کر سکتا ہے وہاں بہت حد تک قرآن کے مضامین اور اہم واقعات سے آگہی بھی دے سکتا ہے۔

رمضان کا اجتماعی ماحول نیکیوں کے لیے اور بالخصوص قرآن سے تعلق پیدا کرنے کے لیے انتہائی سازگار ہوتا ہے اور وعظ ونصیحت دل میں گھر کرتی چلی جاتی ہے۔ نماز تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر آرام کے لیے بیٹھنا مسنون بھی ہے اور فرحت بخش بھی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگر تلاوت کردہ آیات کا مختصر اور مؤثر خلاصہ بیان کیا جائے تو یہ بات تجربے میں آئی ہے کہ لوگ بڑے ذوق وشوق سے سنتے ہیں بلکہ اپنے اندر بڑی پیاس رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ جامع قابل فہم اور مختصر ہو۔ تلخیص القرآن اسی مقصد کی تکمیل کے لیے مرتب کی گئی ہے۔

پچھلے سال پروفیسر امین جاوید صاحب نے جامع مسجد سلائم سیالکوٹ میں نماز تراویح کا خلاصہ بیان کرنے کے لیے مجھ ناچیز کی ڈیوٹی لگائی۔ میں اس کام کو بڑا مشکل سمجھ رہا تھا لیکن ان کے حکم کی تعمیل میں اللہ کی مدد کا سہارا لے کر میں نے ہر چار رکعت کے بعد تلاوت کی جانے والی منزل کا خلاصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ امام العصر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفہیم القرآن نے میری علمی بے مائیگی کا شدید احساس میرے دل سے ختم کر دیا اور میرے لیے قرآن فہمی کے راستے کھول دیے۔

اب میری خواہش تھی کہ یہ سلسلہ صرف سلائم مسجد تک محدود نہ رہے بلکہ ملک کے طول وعرض میں قرآن کی بازگشت گونجنی چاہیے اور اس مقصد کے لیے خلاصہ بیان کرنے والوں کو کوئی ایسی مختصر رہنما کتاب میسر آ جائے جو بغیر لمبی چوڑی تیاری کے ہزاروں مربّین تیار کر سکے یعنی لوگوں کو ایسے بنے بنائے تیار درس مل جائیں جن کی بدولت ایک عام پڑھا لکھا شخص اپنے حلقے کی مسجد میں خود نماز تراویح کا خلاصہ بیان کر سکے جو نہ حد سے زیادہ مختصر ہو اور نہ بہت طویل۔ جس میں نہ مشکل علمی بحث ہو اور نہ اختلافی مسائل بلکہ قرآن کا پیغام لوگوں تک اس انداز سے پہنچایا جائے کہ ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو جائے۔

میں مارکیٹ میں بھی کسی ایسی کتاب کی تلاش میں رہا اور کئی بار ایسا بھی ہوا کہ میں نے خود ہی قلم اٹھا کر اس موضوع پر لکھنے کی کوشش کی لیکن اپنی بے عملی اور بے علمی کا شدید احساس مجھے اس کام کی جانب پیش قدمی سے روکتا رہا لیکن دوسری جانب یہ جذبۂ بیتاب تکمیل شوق کے لیے مہمیز کا کام کرتا رہا کہ یہ عظیم سعادت اگر تمہارے حصے آ جائے تو فلاحِ اخروی کا ذریعہ بن سکتی ہے سو اس

قسم کے احساسات کے درمیان توفیق ایزدی کا سہارا لے کر مقدور بھر کچھ نہ کچھ کرتا رہا اور خصوصی طور پر جامع مسجد سلائم میں بیان کیے جانے والے خلاصے کے دروس کو مجتمع کرتا رہا اور نوٹس تیار کرتا رہا تا کہ آنے والے رمضان میں اس روشنی کو زیادہ سے زیادہ مساجد تک پہنچایا جائے۔

آغاز ہی میں جس روز میں نے سورۃ البقرۃ کا خلاصہ مکمل کیا مجھے خواب میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی واضح زیارت نصیب ہوئی جس نے میرے عزائم کو بہت بلند کر دیا اور میں یکسوئی کے ساتھ اسی کام میں لگ گیا پھر اللہ نے بھی اپنی خاص مدد فرمائی کہ آج تلخیص القرآن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس میں جو خوبی ہے وہ قرآن کا اعجاز ہے اور جو خامی ہے وہ میری کم فہمی اور کم علمی کا نتیجہ ہے۔

تلخیص القرآن ان مدرسین کی تیاری کے مقصد سے مرتب کی گئی ہے جو اپنی مسجد میں یہ خدمت سرانجام دینا چاہئیں۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ. اس شخص سے بڑھ کر اچھی بات کس کی ہوگی جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے۔ پس ہر مسلمان نوجوان خاص کر تحریک اسلامی سے وابستہ حضرات کو چاہیے کہ تلخیص القرآن سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے قال اللہ کی صدا کو بلند کریں اور قرآن کے پیغام کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اتر جائیں۔ انہیں اقامت دین کے لیے تیار کریں۔ اللہ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اپنے آپ کو اور اپنے معاشرے کے لوگوں کو جنت کے حصول کی راہ پر ڈال دیں۔

آخر میں میں محترم پروفیسر امین جاوید صاحب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ جن کی مسلسل حوصلہ افزائی، بھرپور رہنمائی اور توجہ کے باعث یہ عظیم کام پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔

اس موقع پر بڑی ناانصافی ہوگی اگر میں اپنے پیر و مرشد سید مودودی رحمۃ اللہ کا ذکر نہ کروں جن کی مشہور عالم تفسیر تفہیم القرآن کے باعث مجھ جیسے لاکھوں کروڑوں انسان فہم قرآن کی روشنی سے بہرہ مند ہوئے اور اقامت دین کی راہ کے راہی بنے، اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور جنت الفردوس میں ہمیں ان کا ساتھی بنائے اور پھر ہم سب کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں حوض کوثر کا پانی نصیب فرمائے۔ (آمین)

ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف

۱۵ جولائی ۲۰۰۵ء

پیش لفظ

امت مسلمہ کا دستور حیات قرآن مجید ہے اور مرکز عقیدت صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔قرآن کے معجزات بے حد وشمار ہیں۔ یہ معجزات قیامت کے دن تک زندہ رہیں گے۔ان معجزات میں سے ایک بڑا معجزہ یہ ہے کہ قرآن مجید اپنے نزول کے وقت سے لے کر آج تک اپنی اصلی شکل میں مکمل متن کے ساتھ محفوظ ہے اور تا قیامت یہ اسی صورت میں محفوظ رہے گا۔اس کے دشمن اس میں کسی ایک حرف کی بھی کمی بیشی کرنے پر قادر نہیں ہیں۔قرآن میں اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: اِنَّـا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ. ''اس ذکر کو ہم نے نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔'' (الحجر:۹) دوسرے مقام پر ارشادِ ربانی ہے: لَا يَاۡتِيۡهِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَلَا مِنۡ خَلۡفِهٖ تَنۡزِيۡلٌ مِّنۡ حَكِيۡمٍ حَمِيۡدٍ. ''باطل نہ سامنے سے اس پر آسکتا ہے نہ پیچھے سے، یہ ایک حکیم وحمید کی نازل کردہ چیز ہے۔'' (حم السجدہ:۴۲)

قرآن کا ایک اور معجزہ یہ ہے کہ اتنی ضخیم کتاب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ان حفاظ کرام میں چھوٹے بچوں سے لے کر بڑے بوڑھوں تک اور مردوں سے لے کر عورتوں تک امت کے تمام افراد شامل ہیں۔دنیا کی مختلف زبانیں بولنے والے، عربی زبان کے مفہوم ومعانی سے بے خبر مسلمان بھی اس کی تلاوت اسی انداز اور تلفظ کے ساتھ کرتے ہیں، جس حسن وکمال کے ساتھ عربی جاننے والے یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔قرآن کے سوا کسی چھوٹی سے چھوٹی کتاب کو بھی یہ اعزاز حاصل نہیں ہے۔

قرآن مجید دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔خود لفظ قرآن کے معانی میں قرأت یا تلاوت وخواندگی کی کثرت ومبالغے کا مفہوم شامل ہے۔قرآن مجید ہر گھر میں پڑھا جاتا ہے۔قرآن مجید کی تلاوت بالخصوص ماہ رمضان میں جس کثرت واہتمام کے ساتھ ہوتی ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔رمضان المبارک ماہ صیام وقیام بھی کہلاتا ہے مگر یہ ماہِ قرآن بھی ہے۔ لوگ انفرادی تلاوت بھی کرتے ہیں مگر نمازِ عشا کے بعد دھرتی کے سینے پر جگہ جگہ تلاوت قرآن کی

شمعیں روشن ہو جاتی ہیں اور آسمان کے ستاروں کی طرح زمین پر بھی لاتعداد ستارے جگمگانے لگتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ حفاظ کی تعداد مساجد کی تعداد سے کئی گنا بڑھ گئی ہے۔ نمازِ تراویح میں قرآن کی تلاوت محرابِ مسجد کے علاوہ کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں، ہاسٹلوں اور مارکیٹوں میں حتیٰ کہ گھروں کی چھتوں اور کمروں میں بھی ہوتی ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے اور اسلام دشمن قوتوں کو اس سے بے پناہ پریشانیاں لاحق ہیں۔

قرآنِ مجید کی تلاوت ثواب اور سعادت کا باعث ہے اور اس کی سماعت بہت بڑی نیکی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اس کو سینے میں محفوظ کر لینا بڑی خوش قسمتی ہے مگر قرآن مجید کی برکات سے صحیح معنوں میں استفادہ کرنے کے لیے محض اتنا کافی نہیں ہے۔ اس کے پیغام کو سمجھنا اس پر عمل کرنا، اسے دوسروں تک پہنچانا اور اس کے طے کردہ نظام حیات کو نافذ کرنے کی کوشش کرنا ہی حقیقی فلاح وکامیابی کی ضمانت ہے۔ حفظ وتدریس قرآن کی طرف رجوع بہت عام ہے اور اس کے ساتھ فہم قرآن کا سلسلہ بھی اللہ کے فضل سے روز افزوں ہے۔ ماہِ رمضان میں دل نیکیوں کی طرف مائل، رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کوشاں اور قرآن کی محبت سے سرشار ہوتے ہیں۔ یہ نیکیوں کا موسم بہار ہوتا ہے۔ اس ماہ مقدس میں تذکیر کا اثر بھی کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ دن کو اللہ کی خاطر صیام اور رات کو اللہ کی خاطر قیام پاکیزگی وتقدیس کا ایک ایسا ماحول پیدا کرتا ہے کہ جس سے دلوں کی ویران کھیتیاں آباد کرنے کی سبیل نکل آتی ہے۔

نمازِ تراویح میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ سامعین کے سامنے پیش کر دیا جائے تو اس کے بڑے مفید اثرات سامنے آتے ہیں۔ ایک اچھا مدرس وخطیب مختصر وقت میں اس ایک مہینے میں اپنے سامعین کو پورے قرآن سے بطریق احسن متعارف کرا سکتا ہے۔ آج کے دور میں غلامی کے ادوار کے برعکس محض طوطے کی طرح قرآن کو پڑھنے کے بجائے اس کی تفہیم کی تحریک خوش آیند ہے اور خلاصہ بیان کرنے کا یہ مثبت اور خوش گوار رجحان خاصا مقبول ومتداول ہو گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اس قرآن مجید کے ذریعے قوموں کو پستی سے بلندی کی طرف اٹھاتا ہے اور اس قرآن مجید ہی کی بدولت کچھ قومیں بلندی سے پستی کی طرف دھکیل دی جاتی ہیں۔“ (مسلم، ابن ماجہ، دارمی، مسند احمد) رفعت وبلندی کی طرف جانے کے لیے قرآن کو اپنا امام اور ہادی بنانا ضروری ہے۔ ہمارے عزیز بھائی ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف

صاحب نے ماہِ رمضان میں جامع مسجد سلامٌم سیالکوٹ کے نمازیوں کے سامنے قرآن مجید کے مضامین جس خوب صورتی، اختصار اور جامعیت کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے وہ ان کا ایک بڑا قابل قدر کارنامہ ہے۔ انھوں نے ستائیس دنوں میں اول سے آخر تک قرآن کے تمام مضامین اور اہم ہدایات ربانی کا مکمل احاطہ کیا ہے۔ کم وبیش سوا تین سو صفحات میں مرتب ہونے والے یہ محاضرات قارئین کے مطالعہ کے لیے نفع بخش لوازمہ ہے۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ مختصر وقت میں تمام اہم مضامین وعنوانات کا احاطہ کیا گیا ہے اور کسی اہم موضوع کو نظر انداز نہیں ہونے دیا گیا۔

ہر چار تراویح کے بعد ترویحہ (راحت کے لیے بیٹھنا) آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مسنون ہے۔ اس وقفے میں تلاوت شدہ حصہ قرآنی کو خوب صورت پیرائے اور ایجاز کے ساتھ سامعین کے سامنے پیش کر دینا بھی بہت مفید عمل تھا مگر اسے مرتب کر کے شائع کرنا ایک صدقۂ جاریہ کا درجہ رکھتا ہے۔ اب یہ کتاب سلامٌم مسجد کے نمازیوں ہی کے لیے نہیں بلکہ اردو دان طبقے کے لیے ہر جگہ رہنمائی اور روشنی کا مینار ثابت ہوگی۔

ہمارے محترم بھائی پروفیسر محمد امین جاوید صاحب، بڑے مخیّر اور صاحب دل مسلمان ہیں۔ حدیث پاک میں بعض لوگوں کو مفتاح الخیر یعنی خیر کے دروازے کھولنے کی چابی قرار دیا گیا ہے۔ (ابن ماجہ عن انس بن مالکؓ)۔ اللہ تعالیٰ نے پروفیسر امین جاوید صاحب کو بھی مفتاح الخیر کا مقام عطا کیا ہے۔ وہ ہر میدان میں ایسے سنگ ہائے میل قائم کر دیتے ہیں کہ ہمارے ملک کے صاحب ثروت لوگوں کے لیے نمونہ اور دعوتِ عمل کا پیغام بن جاتے ہیں۔ کوئی بھی عمل اللہ کی توفیق ہی سے ممکن ہوتا ہے۔ اچھی مثال قائم کرنے والے لوگ اپنی ان مثالوں کے ذریعے ہمیشہ زندہ بھی رہتے ہیں اور ان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کا ذخیرہ مسلسل بڑھتا بھی رہتا ہے۔ پروفیسر صاحب حسن اتفاق سے اسلامک پبلی کیشنز کے مینجنگ ڈائریکٹر بھی ہیں۔ یہ کتاب اس ادارے کی طرف سے چھاپی جا رہی ہے، اس ادارے کی اسلامی اشاعت کی طباعت وترویج میں بڑی قابل تحسین خدمات ہیں۔

ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف صاحب بہت اچھے، سلجھے ہوئے، صالح نوجوان ہیں جو بہت اچھے مقرر بھی ہیں۔ ان کو ان لیکچرز کے لیے آمادہ وتیار کرنا، پھر ان کی تدوین وترتیب کا کام انہی کے ذریعے مکمل کروانا بنیادی طور پر پروفیسر امین جاوید صاحب ہی کا کارنامہ ہے۔ میں خود سالہا سال

سے نمازِ تراویح کے بعد تلاوت شدہ قرآنی آیات کا خلاصہ خواتین وحضرات کے سامنے پیش کرتا رہا ہوں۔کم وبیش ہر سال اس کی ریکارڈنگ ہوتی رہی ہے، بے شمار لوگوں کا اصرار رہا کہ یہ خلاصہ تحریری صورت میں مرتب ہونا چاہیے مگر خواہش کے باوجود یہ کام نہ ہو سکا۔لیکچر کو تحریر کرنا ذرا مشکل کام ہوتا ہے۔اب میں نے برادر عزیز ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف صاحب کی مرتب کردہ اس کتاب کو دیکھا ہے تو مجھے بڑی مسرت ہوئی ہے۔میری رائے میں یہ کتاب ہر مسجد میں تراویح پڑھانے والے حفاظ، مساجد کے خطبا اور آئمہ کے زیر مطالعہ رہے اور اس کی روشنی میں ہر شبِ رمضان سامعین کو فہم قرآن کے ذریعے اس کے مضامین سے روشناس کرانے کا اہتمام ہو جائے تو یہ ایک مثبت اور تعمیری تبدیلی کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

کتاب لکھنا اور مرتب کرنا ایک مشکل کام اور بڑی بھاری ذمہ داری ہوتی ہے، بالخصوص قرآن مجید کے مضامین پر قلم اٹھانا یا زبان کھولنا نہایت ہی نازک اور حساس معاملہ ہے۔ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلے میں دورِ جدید کے عظیم مفسرِ قرآن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تفسیر ''تفہیم القرآن'' سے رہنمائی حاصل کی ہے۔اس لیے ان کے ملفوظات میں قرآن وسنت کی حدود کو پوری طرح ملحوظ رکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔کتاب لکھنا مشکل مگر اسے ٹھیک انداز میں چھاپنا مشکل تر عمل ہے۔کتابت کی غلطیاں بعض اوقات سارے مفہوم کو غتر بود کر دیتی ہیں۔ہمیں امید ہے کہ ادارہ اسلامک پبلی کیشنز اس سلسلے میں بڑی احتیاط سے کام لے گا۔

ہم آخر میں اپنے عزیز بھائی ڈاکٹر عبدالرحمٰن حنیف اور رفیقِ محترم پروفیسر محمد امین جاوید صاحب کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور انھیں اس کارِ خیر کا بہترین اجر عطا فرمائے۔(آمین)

حافظ محمد ادریس

ڈائریکٹر ادارہ معارف اسلامی، لاہور

۴ر شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ

۹ر ستمبر ۲۰۰۵ء

ہدایات برائے مدرسین

۱۔ تلخیص القرآن میں کل ۱۳۵ لیکچر ہیں، نماز تراویح میں تو یہ بیان کیے ہی جائیں گے لیکن ترجمہ اور فہم القرآن کی کلاسوں اور دروس قرآن کی محفلوں کے لیے بھی ان سے بھرپور استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ سرسری طور پر قرآن فہمی اور اس کی پیاس بجھانے کے لیے تو یہ بہت موثر ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ تفہیم القرآن کا مطالعہ ایک مدرس کے لیے سونے پر سہاگے کا کام دے گا۔

۳۔ یہ لیکچرز بیس رکعت نماز تراویح کی ترتیب سے مرتب کیے گئے ہیں جن مساجد میں آٹھ رکعت نماز تراویح پڑھی جاتی ہے وہ اس کے دو حصے کر لیں یعنی پہلے تین لیکچر پہلی چار رکعت کے بعد اور دوسرے دو لیکچر آخری چار رکعت کے بعد۔

۴۔ چونکہ زیادہ تر مساجد میں ستائیسویں شب کو نماز تراویح میں قرآن پاک مکمل کیا جاتا ہے اس لیے تلخیص القرآن بھی اس کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔

۵۔ نماز تراویح کے پڑھانے والے حافظ صاحبان کو بھی تلخیص القرآن کی ترتیب کے مطابق تلاوت کرنے کو کہا جائے تا کہ خلاصہ اسی حصے کا بیان کیا جائے جو تلاوت ہوا ہو۔

۶۔ قرآن فہمی کے لیے لوگوں کو ابھارا جائے اور مسجد کا ماحول اس طرح بنایا جائے کہ لوگ کھنچے چلے آئیں جس طرح مختلف جلسوں اور محفلوں کے لیے خصوصی ماحول بناتے ہیں۔ قرآن کا حق سب سے زیادہ ہے اس کے لیے اشتہارات، ہینڈ بل، بینرز، مسجد کے نوٹس بورڈ کے ذریعے بھرپور تشہیر کی جائے، فرض نمازوں اور خطبۂ جمعہ میں اعلان کے ذریعے بھی لوگوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ فہم قرآن کی اس کاوش میں گہری دلچسپی لیں اور اپنی طرف سے مزید لوگوں کو بھی دعوت دیں۔

۷۔ ہر لیکچر کا دورانیہ ۵ سے ۶ منٹ ہے اور یوں پانچوں لیکچرز میں ٹوٹل اضافی وقت آدھے گھنٹے سے زیادہ نہیں لگتا ویسے بھی چار رکعت کے قیام کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنا لوگوں کے لیے

آرام کا ذریعہ ہوتا ہے۔

۸۔ اسی خلاصے پر اکتفا کریں مزید طوالت لوگوں کے لیے اکتاہٹ کا باعث ہو سکتی ہے۔

۹۔ پوری کوشش کریں کہ خواتین اس سعادت سے محروم نہ رہیں ان کے لیے پردے کا معقول انتظام کیا جائے۔

۱۰۔ دن میں دو تین بار درس کو اچھی طرح پڑھ لیں تاکہ بیان کرتے ہوئے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ بلند آواز سے انتہائی اعتماد کے ساتھ تقریری انداز میں پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

............☆☆☆............

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

......پہلی تراویح

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۱، سورۃ فاتحہ تا سورۃ البقرۃ، رکوع ۱ تا ۵ آیات ۱ تا ۴۶﴾

انتہائی قابل احترام بزرگو، دوستو اور خواتین اسلام!

ہم اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہماری زندگیوں میں ایک بار پھر رمضان المبارک کا رحمتوں اور برکتوں اور مغفرتوں والا مہینہ سایہ فگن فرمایا ہے۔ ہمیں ڈھیر ساری رحمتیں عطا کرنے اور گناہوں کی بخشش کا بندوبست فرمایا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کر کے جنت کے دروازے کھول دیے ہیں، اسی مہینے میں ہمیں قرآن جیسی عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے، جس کا لفظ لفظ نور اور حرف حرف روشنی ہے۔ پس کیا ہی خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جو قرآن سنتے ہیں، پڑھتے ہیں اور سمجھتے بھی ہیں۔

ہم نے نزول قرآن کے اس عظیم مہینے میں آپ تک قرآن مجید کا پیغام پہنچانے کے لیے نماز تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد تلاوت کی جانے والی آیات کا مفہوم اور خلاصہ مختصراً بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شرحِ صدر کے ساتھ یہ کام سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے، (آمین)۔ اور ہمارے دلوں کو قرآن کے نور سے بھر دے۔ خلاصے کا دورانیہ انشاء اللہ پانچ یا چھ منٹ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ آپ پورا رمضان قرآن کی محبت میں انتہائی دل جمعی کے ساتھ بیٹھیں گے اور فہم القرآن کے ذریعے اللہ اور اس کے رسول کا قرب حاصل کرتے ہوئے دین اسلام کے صحیح مفہوم کو سمجھتے ہوئے خود کو ایک سچا مسلمان بنانے کی کوشش کریں گے۔

سورۃ الفاتحہ:

قرآنِ عظیم الشان کا آغاز ام الکتاب سورۃ الفاتحہ سے ہو رہا ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ اسی سے قرآن پاک کھلتا اور اسی سے اس کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس سورۃ کی پہلی تین

آیات میں اللہ تعالیٰ کی خصوصی صفات بیان کی گئی ہیں۔اسی میں حمد وثنا ہے اس کی ربوبیت، رحمت اور مالکیت کا ذکر ہے۔

بندہ اس کے رب، رحمٰن، رحیم اور روز جزا کے مالک ہونے کا اقرار کرتا ہے اور پھر یہ حلف اٹھاتا ہے کہ میں صرف تیری ہی بندگی کروں گا اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگوں گا لیکن کہیں ایسا تو نہیں کہ بندہ سورۃ الفاتحہ پڑھتے ہوئے اور نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہوئے تو اپنے رب کے سامنے یہ حلف اٹھائے لیکن عملی زندگی میں نہ جانے کس کس سے مدد مانگتا ہو اور کس کس کی بندگی اور غلامی میں مگن ہو تو کیا اللہ کے سامنے کیا جانے والا یہ عہد ہماری طرف سے جھوٹ اور بددیانتی پر مبنی نہیں ہے؟

اس طرح جب ہم کہتے ہیں اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا تو کیا واقعتاً ہمارا سیدھے راستے پر چلنے کا کوئی پروگرام بھی ہوتا ہے یا رٹے رٹائے الفاظ بغیر سمجھے بوجھے دہرا کے آجاتے ہیں۔

دوستو! قرآن پڑھتے ہوئے اس پر تدبر کیا کرو، غور وفکر کیا کرو، دل سے سمجھا کرو اور عمل کی کوشش کیا کرو۔

سورۃ الفاتحہ ایک دعا ہے۔ بندے کی جانب سے اور پورا قرآن مجید اس دعا کا جواب ہے اللہ رب العالمین کی جانب سے بندہ دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار ہماری رہنمائی کر جواب میں اللہ تعالیٰ پورا قرآن مجید بندے کے سامنے رکھ دیتے ہیں کہ یہ قرآن ہے وہ ہدایت اور رہنمائی جس کی درخواست تو نے مجھ سے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

سورۃ البقرہ رکوع ۱ تا ۵: آیات ۱ تا ۴۶:

اس کے بعد سورۃ البقرۃ ہے، جو قرآن مجید کی سب سے لمبی سورۃ ہے اس کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سورۃ البقرۃ قرآن کی کوہان اور اس کی بلندی ہے۔''

اس کی ایک ایک آیت کے ساتھ ۸۰ فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بالخصوص آیت الکرسی تو خاص عرش تلے نازل ہوئی۔ آپ ؐ نے مزید ارشاد فرمایا: ''جس گھر میں سورۃ البقرۃ پڑھی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ اس گھر کے مکینوں کو کوئی شیطان یا بُری چیز ستا سکتی ہے۔ یہ

آیتیں اگر مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کا دیوانہ پن بھی دور ہو جاتا ہے۔

سورۃ بقرۃ کے آغاز میں ہی اعلان فرمادیا گیا ہے کہ اس کتاب میں کوئی شک نہیں، یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ لیکن اس کتاب سے فائدہ وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں جن کے اندر یہ چھ صفات ہوں:

۱:...... پرہیزگار ہوں۔ ۲:...... غیب پر ایمان رکھتے ہوں۔ ۳:...... نماز کے پابند ہوں۔ ۴:...... اپنے مال سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہوں۔ ۵۔ قرآن اور سابقہ الہامی کتب پر ایمان رکھتے ہوں۔ ۶:...... آخرت پر یقین رکھتے ہوں۔

جو لوگ ان باتوں کو تسلیم نہیں کرتے وہ قرآن سے کوئی ہدایت حاصل نہیں کر سکتے۔ کافر وہ ہیں جو ایمان نہیں لاتے، اور سرے سے احکام خداوندی کے منکر ہیں لیکن منافق وہ ہیں جو بظاہر مسلمانوں سے ملتے ہیں اور در پردہ کافروں سے ساز باز رکھتے ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ وہ صرف اللہ کو پہچانے اور اس کی اطاعت کرے۔ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس کے لیے کیا کیا نعمتیں بہم پہنچائیں اور یہ قرآن بھی عنایت فرمایا، جس کی ایک سورت جیسی عبارت بھی کوئی انسان نہیں بنا سکتا۔ پھر انسان کی بصیرت کے لیے آدم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا کہ انھیں خلافت الٰہیہ کے لیے پیدا کیا گیا، علم کے زیور سے آراستہ کیا گیا اور فرشتوں سے آدم کو سجدہ کرا کے انسانیت کی عظمت کا ذکر کیا گیا۔ پھر بنی اسرائیل کو خطاب کر کے ان کی مختصر تاریخ اور مختلف ادوار میں یہودیوں کی حیلہ جوئی اور نافرمانی کا ذکر کیا گیا۔ اور مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز قائم کرو اور صبر اور نماز کے ذریعے سے قوت حاصل کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ ۱، رکوع ۷ تا ۹، سورۃ البقرۃ، آیات ۸۲ ﴾

حضرات محترم!

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ البقرۃ کے دوسرے پاؤ کی تلاوت سماعت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی نمک حرامی اور کرتوتوں کا واضح ذکر

فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر بے پناہ احسان کیے، انھیں فرعون کے مظالم سے نجات دی، سمندر پھاڑ کران کے لیے راستے بنائے، ان پر اپنی نعمتوں اور رزق کی بارش نازل کر دی، لیکن انھوں نے اللہ کے انعامات کی قدر کرنے کے بجائے انھیں ٹھکرایا، نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا غضب نازل فرمایا اور وہ ذلیل وخوار ہوئے۔

مسلمان اس گمراہ قوم کی ذلالت اور رسوائی سے عبرت حاصل کریں۔ یہودیوں کو تورات عطا کی گئی لیکن انھوں نے اس پر عمل کرنے کے بجائے شرک کا راستہ اختیار کیا، گائے کی پرستش شروع کر دی اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے جب تک اللہ تعالیٰ کو ہم اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتے اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بجلی کا ایک ایسا کڑکا بھیجا کہ سب بے جان ہو کر گر گئے۔ پھر اللہ نے انھیں زندہ کیا۔ صحرائے سینا کی بے آب وگیاہ سنسان و ویران وادی میں دھوپ سے تپتی زمین پر بادلوں کا سایہ بھی کر دیا، من وسلویٰ یعنی بھنے ہوئے بٹیر اور سویٹ ڈش بھی غذا کے لیے نازل کر دی لیکن اس بےھودہ اور ناشکری قوم نے اس کی بھی قدر نہ کی، اور نخرے کیے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک بستی پر فتح ونصرت عطا فرمائی لیکن ان لوگوں نے شکر اور نیاز مندی کے بجائے غرور اور غفلت کو اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ۱۲ قبیلوں کے لیے الگ الگ پانی کے ۱۲ چشمے جاری کیے۔ ان لوگوں نے اس کی بھی قدر نہ کی، اور وہ نہ صرف فضول لذتوں اور اللہ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہوئے بلکہ اپنے نبیوں کو بھی قتل کیا، جس کی پاداش میں پھر وہ ذلت اور مسکنت میں مبتلا ہوئے۔ یہود ونصاریٰ کی گروہ بندیاں دنیا وآخرت کے لیے مفید نہیں ہو سکتیں، بلکہ صرف اللہ پر ایمان یوم آخرت کا یقین اور نیک اعمال ہی کام آ سکتے ہیں۔

بنی اسرائیل نے کوہ طور کے دامن میں یہ عہد کیا تھا کہ وہ تورات پر قائم رہیں گے اور احکام الٰہی بجالائیں گے لیکن وہ اپنے عہد سے پھر گئے اور لوگوں کو قتل کرنے لگے، جو شریعت الٰہی کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے۔

انسانوں کا بے پناہ قتل یہودیوں کا پرانا شعار ہے۔ ہر دور میں یہ انسانوں کے روپ میں درندے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن نے یہاں ایک تفصیلی واقعہ کا ذکر فرمایا ہے:

''بنی اسرائیل نے ایک شخص کو ناحق قتل کر دیا، اور موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ کرنے لگے کہ

ہمیں قاتل کی شناخت کر کے دو۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ایک حصہ مقتول کی لاش کے ساتھ لگاؤ وہ زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کی نشان دہی کر دے گا۔"

عربی زبان میں گائے کو بقرہ کہتے ہیں۔ اس واقعہ کی مناسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ البقرہ رکھا گیا ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے گائے ذبح کرنے کا حکم اس لیے بھی دیا کہ یہ لوگ گائے کی پرستش کرنے لگے تھے، جیسے ہندو گائے کو مقدس خیال کرتے ہیں، اس کی پوجا کرتے ہیں، اس لیے ذبح نہیں کرتے۔ انھیں گائے ذبح کرنے کا حکم دے کر ان کے ذہنوں سے شرک کی گندگی کو بھی ختم کر دیا۔ انہوں نے اس چیز کو ٹالنا چاہا لیکن ٹال نہ سکے اور بڑی مشکل سے آمادہ ہوئے۔

پھر مسلمانوں سے مخاطب ہو کر قرآن کہتا ہے کہ یہودیوں سے یہ امید نہ رکھو کہ یہ مسلمان ہو جائیں گے، بلکہ یہ تو وہ ہیں جنھوں نے اپنی مقدس کتاب تورات کو بھی بدل ڈالا۔ ان میں کچھ منافق بھی ہیں، اور کچھ بے بنیاد امیدیں بھی لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے پیشواؤں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے ذہن سے تراشے ہوئے افکار کو دین اور اللہ سے تعبیر کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ ان پر دوزخ کی آگ حرام ہے، حالانکہ ایسا نہیں۔

اگر کوئی دوزخ کی آگ سے بچنا چاہتا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ والدین اور رشتے داروں سے حسن سلوک کرے اور اللہ تعالیٰ کا تابعدار بن کر رہے دھوکہ اور فریب چھوڑ دے اور قرآن کو اللہ کی کتاب تسلیم کر کے یہودیوں جیسی عادت اور نافرمانیوں سے محفوظ رہے۔ (آمین)

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۱، رکوع ۱۰ تا ۱۳، سورۃ البقرۃ، آیات ۸۳ تا ۱۱۲﴾

الحمد للہ! نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے پہلے پارے کا تیسرا چوتھائی حصہ سماعت کیا ہے۔ اس حصے میں بھی تسلسل کے ساتھ بنی اسرائیل کا ذکر چل رہا ہے، کہ ہم نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ لیا تھا کہ ایک اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی بندگی نہیں کریں گے، اپنے والدین پر احسان کریں گے۔ رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں سے حسن سلوک کریں گے۔ لوگوں کے ساتھ بول چال میں نرمی یعنی اندازِ گفتگو میں شائستگی رکھیں گے، نماز قائم کریں گے، زکوۃ دیں گے، کسی کا خون نہیں کریں گے، کسی کو اس کے گھروں سے نہیں نکالیں گے۔

لیکن بنی اسرائیل ان سارے وعدوں سے پھر گئے۔ وہ ان سب باتوں سے منحرف ہو گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا، گھروں سے نکالا، ظلم اور زیادتیاں کیں، گویا انہوں نے دنیا کی چندروزہ من مانیوں کرنے کے بدلے ہمیشہ کے لیے دوزخ کو خرید لیا ہے۔ اب نہ تو ان لوگوں کی سزا میں کمی ہوگی اور نہ انھیں کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

حضرت موسیٰؑ کے بعد بھی کئی پیغمبر تشریف لائے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ سبھی پیغمبر انہیں اللہ کی طرف بلاتے رہے لیکن بنی اسرائیل نے غرور اور نافرمانی سے کام لیتے ہوئے بے شمار نبیوں کو جھٹلایا اور بہت نبیوں کو قتل بھی کر دیا۔ اب جب قرآن نازل ہوا ہے تو اس کا بھی وہ لوگ انکار کر رہے ہیں، حالانکہ یہ قرآن بھی وہی تعلیم دیتا ہے جو تورات کی ہے اور تورات کی تصدیق بھی کرتا ہے۔

بلکہ اسی تورات کی پیشین گوئی کی بنیاد پر یہ یہودی دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ، اس نبی کو مبعوث فرما دے، جس کی وجہ سے وہ کفار پر فتح یاب ہو سکیں لیکن اب جبکہ یہ نبیؐ آ گیا ہے تو یہی ظالم اس کا انکار کر رہے ہیں، ان کی یہ روش لعنت کی سزاوار ہے۔ اب نہ صرف یہ کہ وہ رسولؐ کا انکار کرتے ہیں بلکہ وہ جبریل علیہ السلام کو بھی بُرا بھلا کہتے ہیں کہ وہ قرآن لے کر نبی کے پاس آتا ہے۔

اے نبیؐ! ان سے کہو کہ جبریل علیہ السلام اللہ کے حکم سے وحی لے کر آتے ہیں جو جبریل علیہ السلام کا دشمن ہے، وہ اللہ کا دشمن ہے۔ قرآن کا انکار کرنے والے سرکش اور باغی ہیں۔ بنی اسرائیل کے پاس کوئی نبی تورات کی تصدیق کرتا ہوا آتا تو ان لوگوں کا ایک گروہ کتاب اللہ کو پس پشت ڈال کر شیطان کی بتائی ہوئی چیزوں کی پیروی کرتا اور اسے سلیمان علیہ السلام سے منسوب کر دیتا۔ یہ لوگ جادوگری کی تعلیم کو بھی عام کرتے۔

انہوں نے دو فرشتوں ہاروت اور ماروت سے جو ان کی آزمائش کے لیے بھیجے گئے تھے جادو کے ایسے عمل دریافت کیے جو میاں بیوی کے درمیان جدائی کرا دیں، تاکہ ان کی نفسیاتی خواہشات کے اسباب بن جائیں۔ بنی اسرائیل کا یہ انتہائی درجے کا اخلاقی زوال تھا۔ افسوس کہ آج کل مسلمان بھی جادو، کالے علم اور تعویذ گنڈے کے ذریعے حسد کی آگ میں جل کر یہودیوں کے نقش پا پر چل رہے ہیں۔ قرآن نے اس روش کو کفر کہا ہے اور یہ انتہائی بدترین اخلاقی گناہ ہے۔ اللہ

ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اس آیت کی تشریح میں تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں کہ یہودیوں کے جادو ٹونے کی منڈی میں سب سے زیادہ جس چیز کی مانگ تھی وہ یہ تھی کہ کوئی ایسا عمل یا تعویذ مل جائے جس سے ایک آدمی دوسرے کی بیوی کو اس سے توڑ کر اپنے اوپر عاشق کر لے۔ یہ اخلاقی زوال کا وہ انتہائی درجہ تھا جس میں وہ لوگ مبتلا ہو چکے تھے۔ پست اخلاقی کا اس سے زیادہ نیچا مرتبہ کوئی نہیں ہوسکتا کہ ایک قوم کے افراد کا سب سے زیادہ دلچسپ مشغلہ پرائی عورتوں سے آنکھ لڑانا ہو جائے، اور کسی منکوحہ عورت کو اس کے شوہر سے توڑ کر اپنا کر لینے کو وہ اپنی سب سے بڑی فتح سمجھنے لگیں۔

ازدواجی تعلق درحقیقت انسانی تمدن کی جڑ ہے۔ عورت اور مرد کے تعلق کی درستی پر پورے انسانی تمدن کی درستی اور اس کی خرابی پر پورے انسانی تمدن کی خرابی کا مدار ہے۔ لہٰذا وہ شخص بدترین مفسد ہے جو اس درخت کی جڑ پر کلہاڑی چلاتا ہے جس کے قیام پر خود اس کا اور پوری سوسائٹی کا قیام منحصر ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ

''ابلیس سب سے زیادہ اپنے اس ایجنٹ پر خوش ہوتا ہے جو عورت اور اس کے شوہر میں جدائی ڈال کر آتا ہے۔ ابلیس اسے گلے لگا لیتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سب مردوں اور عورتوں کو اس لعنت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۱، رکوع ۱۴ تا ۱۶، سورۃ البقرۃ، آیات ۱۱۳ تا ۱۴۱﴾

اللہ کے فضل و کرم سے نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے پہلا پارہ مکمل کر لیا ہے پہلے پارے کے اس آخری پاؤ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے باہمی اختلافات کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو کہتے ہیں کہ تم حق پر نہیں ہو۔ مشرکین عرب بھی اسی طرح کہتے ہیں حالانکہ حق یہ ہے کہ نجات اس دین کے مطابق زندگی ڈھال لینے میں ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک آیا، اور جس کا مستند دستور العمل اب قرآن ہے۔ اہل کتاب کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ اللہ انسان کی طرح مادی جسم رکھتا ہے، جس سے نسل اور نسب

وابستہ ہے۔

عیسائی کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہودی کہتے ہیں کہ عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں حالانکہ اللہ ان باتوں سے پاک ہے۔

اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو دین حق کے ساتھ خوشخبری بنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ جو لوگ جہنم سے رشتہ جوڑ چکے ہیں، تم ان کے ذمہ دار نہیں ہو۔ یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو۔ ان سے صاف کہہ دو کہ راستہ بس وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔ بنی اسرائیل کو پھر اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کی یاددہانی کرائی جاتی ہے، اور آخرت کے اس دن سے ڈرایا جاتا ہے جب کوئی شخص کسی دوسرے کے کام نہیں آئے گا اور نہ رشوت یا سفارش ہی کسی کام آئے گی۔

پھر جناب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ہوتا ہے کہ ان کے رب نے انھیں کئی طریقوں سے آزمایا، اور وہ ہر آزمائش میں پورے اترے تو آسمان کے رب نے انھیں دنیا کا امام وپیشوا بنا دیا، اور لوگوں کو حکم دیا کہ ابراہیم جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو۔ ابراہیم کے بنائے ہوئے گھر کو پوری دنیا کا مرکز بنا دیا اور اس شہر کو امن والا اور رزق والا بنا دیا۔

ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام جب بیت اللہ کی دیواریں اٹھا رہے تھے تو دعا کرتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب ہماری طرف سے اس خدمت کو قبول فرما، اور ہماری نسل سے ایسی قوم اٹھا جو تیری فرماں بردار ہو، اور ان میں ایسا نبی بھیج جو انھیں تیری آیات سنائے۔ ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کی زندگیاں سنوار دے۔ اللہ تعالیٰ نے دعاءِ ابراہیم کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے شہر مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث فرمادیا۔

ابراہیم علیہ السلام کے بعد منصبِ امامت ان کی اولاد اسحاق علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام کو ملا، اور ان کی نسل کو بھی ملا وہ سب ابراہیم علیہ السلام اور ان کی پاکیزہ اولاد کی فرماں برداری کا پھل تھا پھر خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت ان کی دعا جس رسول اور جس امت کے لیے تھی اور جس کتاب کی تعلیم کے لیے تھی، ان سب پر ایمان لانے کے لیے بنی اسرائیل کو دعوت دی جارہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کا دین بھی یہی تھا اور اسی دین اسلام کے لیے انہوں نے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو نصیحت فرمائی تھی۔ نصرانیت یا یہودیت کو اختیار کرنا ہدایت نہیں

ہے بلکہ ملت ابراہیمی کی پیروی یہ رسول اور یہ مومنین ہی کر رہے ہیں اور انہی کی طرح ایمان لانا اصل ہدایت ہے۔

ابراہیم علیہ السلام اور یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بچوں کو یہی نصیحت کی تھی کہ اللہ نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کرلیا ہے، لہٰذا مرتے دم تک تم مسلمان ہی رہنا۔ یعقوب علیہ السلام نے مرتے وقت اپنے بیٹوں سے یہی پوچھا تھا کہ بچو! ''میرے بعد تم کس کی بندگی کرو گے۔ تو سب نے یہی جواب دیا کہ اسی ایک خدا کی، جس کی بندگی آپ نے کی، ابراہیمؑ نے کی، اسماعیلؑ نے کی، اسحاقؑ نے کی اور ہم تو پکے مسلمان ہیں۔ یہ لوگ تو گزر گئے ان کے اعمال ان کے ساتھ گئے اور جو کچھ تم کماؤ گے وہ تمہارے لیے ہے۔''

یہودی کہتے ہیں، یہودی ہو جاؤ، عیسائی کہتے ہیں، عیسائی ہو جاؤ۔ ان سے کہو سب چھوڑ کر ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر آ جاؤ، اور ابراہیمؑ مشرکوں میں سے نہ تھے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم!

''ان سے کہو کہ کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑتے ہو، حالانکہ وہی تمھارا رب بھی ہے اور ہمارا رب بھی۔ آؤ اس کے رنگ کو اختیار کرو اور اللہ کے رنگ سے اچھا رنگ کس کا رنگ ہوگا؟ تم بھی اسی کے رنگ میں رنگ جاؤ، ہم تو اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔''

ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، یعقوبؑ، اور آلِ یعقوب سب کے سب نہ یہودی تھے نہ عیسائی، بلکہ وہ مسلم تھے اور تم بھی اسلام کا راستہ اختیار کرلو۔

آخری چار رکعتوں میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۲، رکوع ۱ تا ۵، سورۃ بقرۃ، آیات ۱۴۲ تا ۱۷۶﴾

حضراتِ محترم! خواتین اسلام ہم اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے ہمیں با جماعت نماز تراویح ادا کرنے، قرآن سننے اور اس کا خلاصہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے دوسرے پارے کا آغاز کیا ہے۔

تقریباً ۱۷ ماہ تک حضور انورؐ مدینہ منورہ میں ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ پھر جب خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم ہوا تو اہل کتاب نے اعتراض کیا۔

قرآن کہتا ہے کہ یہ اعتراض تنگ نظری اور سمت ومقام کی پابندی رکھنے والوں کا ہے، ورنہ مشرق ومغرب سب اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کسی سمت سے مخصوص نہیں، پھر مختلف لوگوں کے مختلف قبلے ہیں۔تو ایک کے قبلے کو اختیار کرنے سے سب لوگ راضی نہیں ہو سکتے! ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر کی تھی۔اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ وہ امت مسلمہ کا قبلہ ہوگا۔اور یہی امت امتِ وسط ہے، جو نیکیوں کی طرف بلانے اور برائیوں سے روکنے کی بنا پر دنیا کی امامت کرسکتی ہے۔کعبہ کا قبلہ بنایا جانا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معبوث ہونا اور قرآن جیسی کتاب کا نازل ہونا ایسی نعمتیں ہیں جن کا شکر ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔

عمل صالح اور اللہ کا خوف ہی راہِ ہدایت ہے۔میں نے تمہارے درمیان ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تمہیں میری آیات سناتا ہے، تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔لہٰذا تم میرا ذکر کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔میرا شکر ادا کرو، کفرانِ نعمت نہ کرو۔

صبر اور نماز میں ثابت قدمی ہی سے اللہ کی مدد حاصل ہوسکتی ہے اور جو لوگ اللہ کے راستے میں شہید ہوتے ہیں وہ مردہ نہیں ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے وفاداروں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے، خوف اور بھوک میں مبتلا کر کے بھی، جانی اور مالی نقصان کر کے بھی جو آزمائش میں صبر کریں، ان کے لیے خوش خبریاں ہیں، اور اللہ کا ساتھ بھی، وہ اس بات کا احساس رکھتے ہیں کہ ہمیں بھی ایک روز اللہ کی طرف پلٹنا ہے۔ایسے وفاداروں پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں اور حج کرنا بھی اللہ کی رضا کے حصول کے لیے ہے۔حق کو چھپانے والوں پر اور قرآنی تعلیم سے روگردانی کرنے والوں پر اللہ کی لعنت کی گئی ہے اور لغزش ہونے پر اگر استغفار کیا جائے اور اعمالِ صالحہ اختیار کیے جائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور معاف فرمانے والا ہے۔پھر کائنات کی چیزوں پر غور وفکر کرنے کی دعوت ہے، جس سے انسان ضرور توحید کا قائل ہوسکتا ہے، آسمانوں اور زمینوں کی ساخت میں رات اور دن کے بدلنے میں، سمندروں کے سینوں پر، بہتی کشتیوں میں، بارش کے قطروں میں، زمین کی ہریالی میں، الغرض ہر چیز میں اللہ کی نشانیاں موجود ہیں، بشرطیکہ کوئی عقل وتدبر سے کام لے۔

ناسمجھ اور احمق ہیں وہ لوگ جو کائنات کی چیزوں اور انعامات الٰہیہ کا مشاہدہ کرنے کے

باوجود شرک میں مبتلا ہیں۔ ان کے برعکس، مومنین اللہ سے محبت کرتے ہیں، قیامت کے دن معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کتنی زبردست قوت کا مالک ہے۔ وہاں مشرکین حسرتوں اور پشیمانیوں سے ہاتھ ملتے رہ جائیں گے، اور جہنم سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پائیں گے۔

اب حرام چیزوں کا ذکر ہے کہ مردار خون، خنزیر، اور غیر اللہ کے نام کی چیزیں حرام ہیں۔ حلال اور جائز طریقے سے حاصل کی ہوئی چیزیں کھاؤ۔ رشوت کھانے والے اپنے پیٹ کو آگ سے بھرتے ہیں، جو لوگ احکام الٰہی سے سرتابی کرتے ہیں ان کے لیے جہنم کا دردناک عذاب ہے۔ شیطان تمہیں حلال کے راستے سے ہٹا کر حرام کے راستے پر چلاتا ہے۔ اس کی پیروی نہ کرو، بلکہ اللہ کی مغفرت میں آ جاؤ۔

خواتین وحضرات!

آج جہاں آپ نے نماز تراویح میں قرآن کو سنا ہے وہاں قدرے اس کے مفہوم سے بھی آگاہ ہوئے ہیں۔ پورے رمضان میں انشاء اللہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ گو اس میں وقت تو زیادہ لگتا ہے، لیکن یہی وقت ہمارے سینوں کو قرآن کی روشنی سے منور کر کے اللہ کی رحمتوں میں لے آئے گا، اور جنت میں جانے کا سبب بن جائے گا۔

لہٰذا کل نہ صرف خود آئیں بلکہ اپنے ساتھ اور خواتین وحضرات کو بھی لے کر آئیں، انہیں فہم القرآن کی طرف بلائیں۔ اگر آپ کے بلائے ہوئے ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو آپ کی جنت پکی ہے۔ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

............☆☆☆☆............

......دوسری تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲، رکوع ۶ تا ۹ سورۃ البقرہ آیات ۱۷۷ تا ۲۱۰﴾

حضراتِ محترم! خواتینِ اسلام!

آج دوسری شب بھی ہم قرآن سمجھنے کے لیے جمع ہیں۔ نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے دوسرے پارے کے دوسرے پاؤ کو سنا ہے۔ اس میں انتہائی اہم مسائل کا ذکر ہے۔ پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ نیکیاں صرف وہ ہیں جن کو اللہ نے نیکیاں قرار دیا ہے، مثلاً اللہ، اس کے رسول، فرشتوں، کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانا، اللہ کے لیے مستحق لوگوں پر مال خرچ کرنا، نماز اور زکوٰۃ ادا کرنا، وعدہ وفا کرنا، احکامِ الٰہی پر عمل کرنے سے جو سختیاں درپیش ہوں ان پر صبر کرنا، پھر تعزیری قوانین کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے کہ تم پر قتل کے مقدموں میں قصاص لکھ دیا گیا ہے۔

قتل کے بدلے قتل یا پھر اگر مقتول کے وارث قاتل کو معاف کر دیں اور راضی نامہ کر لیں، تو قاتل کو خون بہا ادا کرنا ہوگا۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔

اے عقل وخرد رکھنے والو! تمہارے لیے قصاص میں زندگی ہے۔

آج روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے نام پر اسلامی سزاؤں کو ظالمانہ قرار دیا جاتا ہے، لیکن تاریخ اور حالات گواہ ہیں کہ جہاں جہاں قصاص کا یہ قانون نافذ ہے وہاں مکمل امن ہے اور جہاں یہ قوانین نہیں ہیں وہاں انسانوں کا خون پانی کی طرح بہتا ہے اور ملک جرائم کی آماجگاہ بن چکے ہیں۔

اگلی آیتوں میں حکم دیا گیا ہے کہ موت سے پہلے اپنے والدین اور تمام عزیزوں کے لیے قرآن کے مطابق اپنے مال کی وصیت کرو۔ پھر قرآن کے مہینے یعنی رمضان المبارک کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بتایا گیا کہ یہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا یہ اللہ کا خاص احسان ہے کہ اس نے مسلمانوں کو روزہ جیسی عظیم عبادت عطا کی، لہٰذا سوائے مریض اور مسافروں کے تمام لوگوں کو صبح صادق سے مغرب تک روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور کھانے پینے اور شہوت کی تسکین سے بالکل روک دیا گیا ہے، بوڑھے کے لیے روزے کا فدیہ ہے۔

پھر فرمایا گیا کہ اے نبی ﷺ! میرے بندے اگر میرے متعلق پوچھیں تو انھیں بتادو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں، پکارنے والا جب مجھے پکارتا ہے، میں اس کی پکار سنتا اور جواب دیتا ہوں، پھر اس بات کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ تمہارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے۔ البتہ جب تم مسجدوں میں معتکف ہو تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو۔

اور آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، اور نہ حکمرانوں یا افسروں کو رشوت کے طور پر کچھ پیش کرو۔

اس کے بعد چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کے متعلق لوگوں کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ یہ سارا انتظام تاریخوں کے تعین کیلئے ہے۔ یہ اوقات کار اور حج کے وقت بتانے کا ذریعہ ہے۔

آدابِ معاشرت بھی بتائے ہیں، کہ اپنے گھروں میں ہمیشہ دروازوں کے ذریعے داخل ہوا کرو، جہاد بالسیف اسلام کے بنیادی احکام میں سے ہے اور اس کا مقصد یہ بتایا گیا ہے وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ تاکہ اللہ کا دین مکمل طور پر نافذ ہو سکے۔ حکم ہے کہ تم ان سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ پھر کہا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ احسان کا طریقہ اختیار کرو۔ اس کے بعد حج کے احکام تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ حکم ہوا کہ حج کرنا ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو کعبۃ اللہ تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اس موقع پر مناسک حج کے متعلق بھی تفصیلی احکام دیے گئے اور بڑی تاکید سے بتایا گیا کہ

اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ''یعنی اللہ کے دین میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ، اور کوئی بہانہ بازی نہ کرو، کیونکہ اس بارے میں تم سے جواب طلب کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مکمل طور پر دین میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۲، رکوع ۱۰، ۱۳ سورۃ البقرۃ، آیات ۲۱۱ تا ۲۳۱﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے دوسرے پارے کے تیسرے پاؤ کی تلاوت سماعت کی ہے ان آیات میں پھر گفتگو کا رخ یہودیوں کی طرف پھیر کر انھیں یاد دلایا گیا ہے کہ اللہ نے ان پر

کس طرح معجزات کے ذریعے اپنی نعمتیں نازل کیں، اور انہوں نے کس طرح ناشکری کی۔

مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنے اندر اتحاد و یگانگت پیدا کریں، کیونکہ تمام انسان امتِ واحدہ ہیں، ہر اہل ایمان کے ایمان کی آزمائش کی جائے گی جنت اتنی سستی چیز بھی نہیں ہے، جیسا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بغیر آزمائے ہوئے، اللہ انہیں جنت میں داخل کردے گا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ انھیں انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ جب تک اپنے مال اور اپنے آپ کو اللہ کے راستے میں نہیں کھپاتے، جنت کے حق دار نہیں ہوسکتے۔ تم پر تو ابھی وہ سخت وقت آیا ہی نہیں جو پہلے ایمان والوں پر آچکا ہے۔ ان پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے، یہاں تک کہ وقت کا رسول اور اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ اس وقت انھیں تسلی دی گئی کہ اللہ کی مدد قریب ہی ہے۔

جو مال تمہیں دیا گیا ہے اسے والدین، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔

گیارھویں رکوع میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مشرکین مکہ کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔

عرب میں شروع سے حرمت والے چار مہینوں میں لڑائی بند ہو جاتی تھی لیکن سن ۲ ہجری میں نخلہ کے مقام پر مسلمانوں سے کفار کا ایک چھوٹا سا تصادم ہوا، جس میں ایک مشرک مارا گیا، ایک حادثاتی موت کو موضوع بنا کر مشرکین نے اعتراضات شروع کردیے۔ یہاں ان ہی اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''بیشک حرمت والے مہینوں میں لڑائی کرنا بہت بُرا ہے، لیکن اگر کوئی ان ایام میں لوگوں کو راہِ خدا سے روکے اور مسجد حرام کا راستہ بند کرنے کی کوشش کرے تو اس سے لڑنے کی اجازت ہے۔ نیز یہ کہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا وہی لوگ رحمت الٰہی کے جائز حق دار ہیں۔ اس کے بعد شراب اور جوئے کے بارے میں پہلا حکم یہ دیا گیا کہ یہ اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ بعد میں ان دونوں چیزوں کو مکمل حرام کردیا گیا یہ حکم بھی دیا گیا کہ مسلمان مشرک عورتوں سے نکاح نہ کریں خواہ وہ انہیں کتنی ہی مرغوب ہوں، اگلے رکوع میں حیض کے بارے میں سوال کا جواب دیا گیا ہے اللہ نے حکم دیا ہے کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے مباشرت کرنا منع ہے۔ جب وہ پاک ہو جائیں تو تم ان کے پاس جاسکتے ہو نیز یہ کہ ان کے

ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ کیونکہ عورتیں مردوں کے ساتھ اس طرح وابستہ ہیں جیسے کسان کے ساتھ کھیتی اور کسان اپنی کھیتی کے ساتھ محبت کرتا ہے۔

اس کے بعد ازدواجی زندگی سے متعلق تفصیل سے کچھ اصول بیان کیے گئے ہیں، اور بتایا گیا ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت اور مرد دونوں معاشرہ کی فلاح کے لیے یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ پھر طلاق کے مسائل بیان کیے گئے ہیں حکم دیا گیا ہے کہ اگر میاں بیوی کے تعلقات ناقابل اصلاح حد تک خراب ہو جائیں تو انھیں طلاق کی اجازت ہے۔ عورت کو بھی اللہ کی مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر شوہر سے علیحدگی حاصل کرنے کی اجازت ہے۔

عدت کے بعد وہ کسی بھی دوسرے شخص سے شادی کر سکتی ہے۔ طلاق کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ عورت کو حالتِ طہر میں (جب وہ حیض کی حالت میں نہ ہو) ایک مرتبہ طلاق دی جائے پھر دوسرے طہر میں دوبارہ ایک طلاق دے۔ اس صورت میں شوہر کو یہ حق حاصل رہتا ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے پہلے جب چاہے رجوع کرے، اور اگر عدت گزر جائے تو باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر لیں، لیکن تیسرے طہر میں تیسری بار طلاق دینے کے بعد نہ تو شوہر کو رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور نہ نکاح کا موقع۔ رہی یہ صورت کہ ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دے ڈالی جائیں جیسا کہ آج کل جہلاء کا عام طریقہ ہے، تو یہ شریعت کی رو سے سخت گناہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی مذمت فرمائی ہے۔ حضرت عمرؓ سے یہاں تک ثابت ہے کہ جو شخص بیک وقت تین طلاقیں دیتا تھا، آپ اس کو درّے لگاتے تھے، تاہم گناہ ہونے کے باوجود آئمہ اربعہ کے نزدیک تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے۔

تیسری طلاق کے بعد عورت مرد کے لیے اس وقت تک حلال نہ ہوگی کہ کوئی تیسرا شخص اپنی مرضی سے اس سے نکاح کرے، اور پھر اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے، لیکن اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر کسی سے سازش کے طور پر اس کا نکاح کرائے اور پہلے سے یہ طے کرے کہ وہ نکاح کے بعد اسے طلاق دے دے گا، تو یہ سراسر ایک ناجائز فعل ہے۔ ایسا نکاح نکاح نہ ہوگا بلکہ محض ایک بدکاری ہوگی، اور ایسے سازشی نکاح وطلاق سے عورت ہرگز اپنے سابقہ شوہر کے لیے حلال نہ ہوگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۲، رکوع ۱۴ تا آخر، سورۃ البقرۃ، آیات ۲۳۲ تا ۲۵۲﴾

الحمد للہ نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے دوسرا پارہ مکمل کر لیا ہے اور ابھی ہم نے دوسرے پارے کے آخری پاؤ کی تلاوت سننے کا شرف حاصل کیا ہے۔ پچھلے حصے میں جو طلاق کا موضوع زیر بحث تھا اسی کو مزید آگے چلایا جا رہا ہے کہ طلاق کی صورت میں بچوں کی پرورش کس طرح کی جائے، بچے کو مکمل ۲ سال تک دودھ پلانے کا حکم دیا گیا اور بتایا گیا کہ طلاق کے بعد باپ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا خود انتظام کرے۔ یہاں ہر قدم پر یہ تاکید کی گئی ہے کہ اللہ سے ڈرو، کیونکہ وہ تمہارے اعمال کو خوب دیکھ رہا ہے۔

بیوہ عورتوں کی عدت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد ۴ مہینے اور دس دن تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔ پھر جب یہ عدت پوری ہو جائے تو انہیں اختیار ہے کہ وہ اپنی ذات کے معاملہ میں جو بھی چاہیں فیصلہ کریں۔ عدت کے بعد مطلقہ عورتوں سے باقاعدہ نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ یہاں عورتوں کو حق مہر کی ادائیگی کیے جانے پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے، کیونکہ مہر کے بغیر کوئی نکاح جائز نہ ہوگا۔

عورتوں اور مردوں کے باہمی رشتے میں کلیدی نکتہ یہ بتایا گیا ہے کہ آپس کے تعلقات میں فیاضی کو نہ بھولو کیونکہ اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد نمازوں کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ خاص طور پر درمیانی نماز یعنی نماز عصر سے غفلت نہ برتو، اور نماز کی پابندی ہر حال میں حتیٰ کہ حالتِ جنگ میں بھی اور سفر اور بیماری میں بھی لازمی ہے۔ ان تمام آیات میں بیویوں کے حقوق کے بارے میں بار بار نصیحت فرمائی گئی ہے، اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو اللہ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔

پھر اگلی آیات میں جہاد فی سبیل اللہ کی طرف دعوت دی گئی ہے اور اس کی سختیوں کو ہمت اور حوصلے کے ساتھ برداشت کرنے کا حکم ہے۔

بنی اسرائیل کی تاریخ میں سے بھی چند حوالے دیے گئے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

بعد یہودیوں نے اپنے نبی سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمارے لیے کوئی سپہ سالار مقرر کر دیجیے، جس کے تحت ہم ایک کافر بادشاہ جالوت سے جہاد کر سکیں، لیکن جب ایسا ہی کیا گیا تو ان لوگوں نے طرح طرح کے اعتراضات کیے اور جنگ سے پہلو تہی کرتے رہے، اور اپنے مقرر کیے جانے والے امیر میں بھی کئی طرح کی خامیاں نکالتے رہے، جب طالوت کی قیادت میں بنی اسرائیل کا لشکر جہاد کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں ایک نہر پر سے گزرتے ہوئے ان کی آزمائش کے لیے یہ اعلان کیا گیا کہ جو آدمی یہاں سے پانی پئے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ یہ حکم اطاعتِ امیر اور ضبطِ نفس کی خاطر دیا گیا لیکن فوج کے بیشتر لوگوں نے اس کی خلاف ورزی کی اس کے بعد طالوت کی فوج جالوت کے مقابلہ پر آئی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی:

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَo

''اے ہمارے رب! ہمیں کفار کے مقابلہ میں صبر و استقامت دے اور فتح نصیب فرما۔''

دراصل اس مقام پر یہ دعا مسلمانوں کو اس لیے سکھائی گئی ہے تاکہ وہ کفار سے ڈٹ کر جنگ کر سکیں۔

اس کے بعد جنگ شروع ہوئی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا، اور اس طرح اللہ کی نصرت سے انہوں نے فتح حاصل کی۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۳ رکوع ۱ تا ۵، سورۃ البقرۃ آیات ۲۵۳ تا ۲۸۳﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے اللہ کے فضل سے تیسرے پارے کا آغاز کیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ہر زمانے میں مختلف رسولوں نے اسلام ہی کو پیش کیا ہے لیکن ان کی تعلیمات کو بھلا دینے والوں نے اختلاف پیدا کیے۔ پھر اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والوں کو آخرت کی سرخروئی کی بشارت دی گئی ہے۔

آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ حی و قیوم ہے نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ، وہ آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اس کے حکم کے بغیر کوئی اس کے آگے شفاعت نہیں کر سکتا، وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور وہی انسانوں کو علم عطا فرماتا ہے، آسمان اور زمین سب اس

کی قدرت کے اندر ہیں وہ ان کا نگہبان ہے اور بہت عظمت والا ہے۔

ایسے اللہ کی دی ہوئی ہدایت جو بہت روشن ہے انسانوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ قبول کریں یا نہ کریں، اس کے ماننے والے، اس کی حمایت حاصل کرتے ہیں، اور شیطان کی پیروی کرنے والے تاریکیوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کا مکالمہ آتا ہے کہ نمرود نے کہا تھا کہ اس دنیا کا خدا میں ہوں تو ابراہیم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ''میں اس خدا کی بندگی کرتا ہوں، جو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اور مغرب میں غروب کرتا ہے، اگر تو خدا ہے تو آج سورج کو مغرب سے طلوع کر کے مشرق میں غروب کر دے۔''

اس طرح ابراہیم علیہ السلام نے اس منکر خدا کو لا جواب کر دیا، لیکن پھر بھی وہ ایمان نہ لایا، اس کے بعد ایک شخص کا ذکر ہوا جو غالباً عزیر علیہ السلام تھے۔ انہوں نے ایک مردہ بستی کو دیکھ کر سوچا کہ اللہ تعالیٰ اس کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے عملی مشاہدے کے لیے انھیں اور ان کے گدھے کو ایک سو سال تک سلا دیا اور بالکل مردہ کر دیا اس لمبی مدت کے بعد دونوں کو زندہ کر دیا۔ اس طرح اللہ نے اس شخص کو دکھایا کہ کس طرح وہ قیامت کے دن مردوں کو زندہ کرے گا۔

پھر ایسا ہی سوال حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے کیا تو اللہ نے ان سے پوچھا کیا تجھے یقین نہیں ہے؟ اس پر ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ یقین تو ہے لیکن دل کے اطمینان کے لیے یہ مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ حکم ملا کہ چار پرندے لے لو انھیں ذبح کر کے ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔ پھر تمام ٹکڑے مکس کر کے مختلف پہاڑوں پر رکھ دو انہوں نے ایسا ہی کیا پھر حکم ہوا اچھا اب ان کو بلاؤ، تو وہ سب اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر آ گئے۔ اس عملی مظاہرے سے اللہ تعالیٰ نے موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے عمل کو ثابت کر دیا۔

سبق یہ دیا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو حقائق دکھلائے جاتے ہیں۔ اس لیے وہ قیاس سے نہیں کہتے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حقائق بیان کرتے تھے۔

اب صدقات کی ترغیب ہے کہ وہ ریاکاری کے لیے نہیں بلکہ اخلاص کے ساتھ دیے جاتے ہیں۔ انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیے جانے والے مال کی مثال اس دانے کی ہے جسے زمین میں بویا جائے، اور اس سے سات بالیاں نکلیں اور پھر ہر بالی میں سو (۱۰۰) دانے ہوں اس طرح اللہ کی راہ میں دیا ہوا مال قیامت میں سات سو گنا یا

اس سے بھی زیادہ کر دیا جائے گا اور اللہ اس کا بہترین اجر دے گا۔ ساتھ ہی نصیحت بھی کی گئی ہے کہ اپنے صدقات وخیرات کو احسان جتا کر اور لوگوں کو دکھ دے کر اپنے ثواب کو ضائع نہ کرو۔ سخاوت کرنا اور اللہ کی خوش نودی کے لیے مال خرچ کرنا اللہ کو بہت پسند ہے اس کی مثال اس باغ کی سی ہے جس سے وافر مقدار میں پھل حاصل ہوتا ہو۔

چونکہ کوئی شخص بھی اپنی محنت کی کمائی کو ضائع کرنا پسند نہیں کرتا اس لیے ہمیں بھی اپنے مال کو صرف اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔

فرمایا! اللہ تم سے انفاق فی سبیل اللہ کے بدلے مغفرت اور اپنے خاص فضل کا وعدہ فرماتا ہے جبکہ شیطان تمہیں مفلسی سے ڈراتا ہے اور یہ کہ جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرو گے اللہ اس کا بہترین اجر دے گا۔ پھر زکوۃ اور صدقات کے متعلق یہ بھی بتا دیا کہ یہ مال غریب ومسکین لوگوں پر خرچ کرنا چاہیے، جو اپنی روزی خود نہیں کما سکتے۔ بہر حال جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اللہ کو اس کا علم ہو جائے گا اور وہ اس کا اجر ضرور دے گا۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۳، رکوع ۶ تا ۱۰ آیات سورۃ البقرۃ ۲۷۴ تا آل عمران ۲۰﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ البقرۃ کو مکمل کر کے اگلی سورۃ آل عمران کا آغاز کر دیا ہے، سورۃ البقرۃ کے آخر میں جہاں صدقات کی ترغیب دی ہے وہاں سود کی ممانعت کا بھی حکم ہے، کہ سود سے باہمی مساوات اور محبت پر ضرب پڑتی ہے، اور حاجت مندوں کا خون چوس لیا جاتا ہے۔ سود کے لین دین کو اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ قرار دیا گیا ہے۔ قرض واپس لینے میں بھی سہولت اور وقت کی مہلت دی جائے، اور عسرت والوں کا قرض معاف کر دیا جائے تو اس میں اللہ کی بڑی خوشنودی ہے۔

لین دین کو تحریر میں لانا چاہیے، البتہ جو لین دین دست بدست اور نقد ہو رہا ہو اس میں تحریر کی ضرورت نہیں۔ تحریر ہو تو دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی ضروری ہے۔ سفر میں اگر لین دین کے لیے تحریر نہ ہو سکے تو حرج نہیں۔

امانت مطالبے کے وقت بغیر لیت ولعل کے واپس کر دی جائے، اور کوئی شہادت پوشیدہ نہ

رکھی جائے۔ آسمان وزمین سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ اور کوئی چیز اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتی۔ لہٰذا ہر عمل کی جواب دہی ہوگی۔ دل کے ارادے بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں، اس لیے انسان کو اپنی روش صحیح رکھنا ہوگی۔ اللہ کے رسول اور مومن بندے ایمان رکھتے ہیں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، کتابوں اور رسولوں پر اور اللہ کے رسولوں میں کوئی تفریق نہیں کرتے۔

ایمان کے تقاضوں کو بھی پورا کرتے ہیں۔ اور اللہ سے مغفرت کے طالب بھی رہتے ہیں، اس لیے کہ آخرت پر ان کا مکمل یقین ہے۔ اللہ نے کسی شخص کو اس کی طاقت اور برداشت سے زیادہ کا پابند نہیں کیا۔ مومنین ہمیشہ اپنے اللہ کی جانب رُجوع کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں:

''کہ اے اللہ! ہماری بھول چوک معاف فرمادے ہم پر ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈال، ہمیں معاف فرمادے، ہماری مغفرت فرمادے، ہم پر رحم فرمادے کہ تو ہی ہمارا آقا ہے، اور کافروں کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔'' (آمین)

سورۃ آل عمران: (یہ سورۃ مدنی ہے اس میں ۲۰ رکوع اور ۲۰۰ آیات ہیں)

ہم نے سورۃ آل عمران کا آغاز بھی نماز تراویح کے اسی حصے میں کیا ہے۔ واضح طور پر اس سورۃ کے چار حصے ہیں۔ یہ مدنی سورت ہے، جو جنگ بدر کے فوراً بعد نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا پہلا حصہ مسلمانوں کی تربیت کے لیے ہے، اور اس میں اہل کتاب کو بھی مختلف دلائل کے ذریعے اسلام اور پیغمبر اسلام کی صداقت کا قائل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن اسی رب کریم کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے اس سے پہلے توراۃ اور انجیل کو لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا۔ جس طرح توراۃ اور انجیل کا انکار کرنے والے اس دنیا میں ذلیل وخوار ہوئے، قرآن کا انکار کرنے والوں کی بھی یہی سزا ہوگی۔ قرآن کی آیاتِ محکمات، یعنی جن میں صاف صاف احکام ہیں، پر عمل کرنے کی ہدایت ہے۔ اہل علم وہ ہیں جو اللہ اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں اور ثابت قدمی اور رحمت الٰہی نیز صحیح اعتقاد کے لیے دعا مانگتے ہیں۔

پھر غزوۂ بدر کا ذکر ہے، جس میں کافر تعداد اور مال کے اعتبار سے بہت بھاری تھے۔ لیکن کافروں کا مال، اولاد اور وسائل کچھ کام نہ آئے۔ اہلِ بصیرت کے لیے اس میں بڑا سبق ہے۔

پھر قرآن کہتا ہے کہ لوگوں کے لیے مرغوباتِ نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، مہنگی سواریاں، مویشی اور زرعی زمینیں بڑی خوش آئند بنادی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ

زندگی کا سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ اللہ کے پاس ہے۔

کہو: ''میں تمہیں بتاؤں، ان میں سے سب سے زیادہ اچھی چیز کیا ہے۔ جو لوگ تقوی کی روش اختیار کریں ان کے لیے ان کے رب کے پاس باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی، اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ مالک! ہم ایمان لائے، ہماری خطاؤں سے درگزر فرما، اور ہمیں آتشِ دوزخ سے بچالے۔ یہ لوگ صبر کرنے والے ہیں، راست باز ہیں، فرماں بردار ہیں، اور فیاض ہیں اور رات کی آخری گھڑیوں میں اللہ سے مغفرت کی دعا مانگا کرتے ہیں۔

اے اللہ انہی لوگوں میں ہمارا بھی شمار کر دے۔ آپ تمام خواتین و حضرات کا بیٹھنا، قرآن سننا اور سمجھنا اللہ قبول فرمائے۔ (آمین)

☆☆☆

......تیسری تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۳ رکوع ۱۰ تا ۱۳، سورۃ آل عمران، آیات ۲۱ تا ۵۴﴾

خواتین اسلام! محترم بزرگو! اور دوستو!

ہم اپنے اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں قرآن کو سننے اور اس کا فہم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ آج تیسری شب بھی ہم اپنے اللہ کی بندگی کے لیے جمع ہیں، اور اس کے قرآن کی روشنی سے اپنے سینوں کو منور کر رہے ہیں۔ آج اپنے دل میں وعدہ کر لیں کہ پورا رمضان ہم ایک بھی ناغہ نہیں کریں گے۔ اللہ ہمیں استقامت عطا فرمائے۔ (آمین)

تلاوت کردہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کا ذکر کیا ہے، جو انبیاءؑ اور ان علماء کو قتل کرا دیتے تھے، جو صحیح دین پیش کرتے تھے۔ ایسے لوگوں کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے، اور یہودیوں کا یہ خیال کہ وہ دوزخ میں نہیں جائیں گے، اور گئے بھی تو صرف چند دن کے لیے جائیں گے، بالکل غلط ہے۔ آخرت میں تو عمل کے اعتبار سے جزا یا سزا ملے گی۔ اللہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ وہ مردہ سے زندہ اور زندہ سے مردہ کو تخلیق کرتا ہے، اور جسے جتنا رزق دینا چاہتا ہے، دیتا ہے۔ اللہ ہی کو تمام اختیارات حاصل ہیں۔ اہل ایمان کو چاہیے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔ جو ایسا کرے گا اسے آخرت میں سخت عذاب دیا جائے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ اعلان فرما دیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اگر تم اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو گے تو نجات پاؤ گے۔

پھر سورۃ آل عمران کا دوسرا خطبہ شروع ہوتا ہے۔ اس کا زمانہ نزول سن ۹ ہجری ہے۔ ان دنوں نجران کے علاقہ سے ایک عیسائی وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور اس خطبہ کے ذریعے نجران کے اہل کتاب کو اسلام کی دعوت دی گئی۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ، حضرت ابراہیمؑ، اور بنی اسرائیل کے دوسرے

رسولوں کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ یہ انبیاء اللہ کے خاص بندے تھے۔

اس کے بعد حضرت مریمؑ کے بارے میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت سے انھیں حضرت زکریاؑ کے زیر تربیت رکھ کر حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے لیے تیار کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے متعلق بتایا گیا کہ جس طرح حضرت آدم کو بغیر ماں باپ کے اللہ نے اپنے حکم سے پیدا کیا اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے پیدا کیا۔ اس بات پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں، کیونکہ اللہ قادر مطلق ہے اور وہی تمام کائنات کا خالق ہے۔

یہ بھی ذکر ہوا کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کو محراب میں دیکھتے تو ان کے پاس کھانے پینے کے وافر مقدار میں سامان کے علاوہ بے موسمی پھل بھی ہوتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہو کر پوچھتے: ''مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آئے۔'' مریمؑ جواب دیتیں: ''اللہ کے پاس سے، اللہ جسے چاہتا ہے، بے حساب رزق دیتا ہے۔''

حضرت زکریاؑ ابھی تک بے اولاد تھے اور بوڑھے بھی ہو چکے تھے۔ تو ان کے دل میں خیال آیا کہ جو اللہ حضرت مریم علیہا السلام کو بے موسمی پھل دے سکتا ہے وہ اس بڑھاپے میں مجھے بھی اولاد دے سکتا ہے۔ انھوں نے اپنے رب کو پکارا: ''اے پروردگار! اپنی قدرت سے مجھے نیک اولاد عطا کر، تو ہی دعاؤں کا سننے والا ہے۔''

جب وہ محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، تو فرشتوں نے آواز دی کہ اللہ تجھے بیٹے کی خوش خبری دیتا ہے، جس کا نام یحییٰ ہوگا، وہ نبی ہوگا اور بڑی سرداری وشان والا بھی۔ زکریا علیہ السلام نے کہا، پروردگار! بھلا میرے ہاں لڑکا کہاں سے ہوگا؟ میں تو بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے۔ جواب ملا، ایسا ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

پھر حضرت مریم سے متعلق تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیے گئے معجزات کا بھی حال بیان ہوا کہ وہ کس طرح مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے، اور اللہ کے حکم سے لوگوں کو بتا سکتے تھے کہ انھوں نے کیا کھایا ہے اور کیا ذخیرہ کیا ہے۔ وہ تورات کی اسی طرح تصدیق کرنے والے تھے جس طرح رسولِ عربی ﷺ نے قرآن سے پہلے نازل ہونے والی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کی۔ اس طرح یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ قرآن کو نازل کرنے والا وہی رب ہے جس پر ایمان لانے کی دعوت بنی اسرائیل کے تمام انبیاء دیتے رہے تھے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۳، رکوع ۱۴ تا ۱۷، سورۃ آل عمران آیات ۵۵ تا ۹۱﴾

پچھلی آیات میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا تھا، کہ اللہ نے آپ کو نبوت، رسالت اور معجزات سے نوازا، لیکن بنی اسرائیل نے آپ کے ساتھ بداعتقادی اور بدسلوکی روا رکھی، بلکہ آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دشمنوں سے نجات دلانے کا وعدہ فرمایا۔ اور ان کو زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے کا ذکر بھی فرمایا، نیز آپ کے دشمنوں کو کافر قرار دیا۔ آدم علیہ السلام کے ماں باپ نہ ہونے اور عیسیٰ علیہ السلام کے باپ نہ ہونے میں اللہ کی قدرت کاملہ اور اختیار تامہ کا دخل ہے ان واقعات میں شک کرنے والے بڑے ہی بدبخت اور لعنتی ہیں۔

اب اہل کتاب کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے کہ آؤ ہم اس توحید کی دعوت پر جمع ہو جائیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کی بندگی نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے، ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ ان سے کہو: ''ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی تھے۔ ایسی تفریق مت کرو، بلکہ ابراہیم کی طرح مسلمان بن جاؤ۔

اب اہل کتاب کے دو گروہوں کا ذکر ہے، ایک خفیہ گروہ یہودیوں کا تھا، جنہوں نے یہ سازش کر رکھی تھی کہ پہلے علانیہ مسلمان ہو جاؤ، پھر مرتد ہو کر اسلام کی برائیاں بتاؤ۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو لوگوں کی امانت رکھ کر کھا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر یہودیوں کا مال کھا لینا حلال ہے اور قیامت میں اس کا مواخذہ نہیں ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ انھیں نہیں چھوڑے گا اور ضرور سزا دے گا۔ یہودیوں کی ایک اور شرارت کا ذکر ہے کہ وہ تورات میں تحریف کرتے ہیں، اور حق کو چھپاتے ہیں۔ سننے والا یہ سمجھتا ہے کہ ویسا ہی تورات میں ہوگا پھر ایسی باتوں کی بھی تردید ہے جو یہودیوں نے انبیاء علیہم السلام کی طرف سے خود ہی اپنی کتابوں میں شامل کر لی تھیں اور یہ باور کروانے کی کوشش کرتے تھے کہ نبی یا فرشتے کی حیثیت معبود کی طرح ہے، چنانچہ اب ایسا قاعدہ

کلیہ بتایا گیا ہے کہ ایسی کوئی تعلیم جو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی سکھائے، کسی نبیؑ کی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ کوئی نبیؑ ایسا نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کتاب اور نبوت عطا فرمائی ہو اور وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم اللہ کے بجائے میرے بندے بن جاؤ، بلکہ وہ تو پوری سچائی سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا۔ جو بھی اللہ کے بجائے لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا وہ اللہ والا نہیں ہو سکتا۔

پھر نبی آخر الزماں اور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت اور شان کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے کہ جب اللہ نے اس کائنات کو تخلیق نہیں فرمایا تھا تو سب نبیوں کی روحوں کو جمع کر کے ان سے یہ وعدہ لیا تھا کہ جب میں تمہیں کتاب، حکمت اور نبوت عطا کروں اور پھر میرا آخری رسول آ جائے تو تم اپنی رسالت اور کتاب کو چھوڑ کر اس آخری نبیؐ کی پیروی کرو گے، اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی نصرت کرو گے۔ سب نبیوں نے یہ وعدہ کیا، اور سب نبی اس وعدے کے گواہ بن گئے۔

اب اگر کوئی اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین یا طریقے کو اختیار کرے گا تو اس کا طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا، اور آخرت میں وہ ناکام اور نامراد رہے گا۔

اللہ ان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا جو ایمان کی نعمت حاصل کر لینے کے بعد پھر کفر اختیار کریں۔ ان کے ظلم کا صحیح بدلہ یہی ہے کہ ان پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی پھٹکار ہو، اور عذاب میں مبتلا کیے جائیں البتہ جو سچی توبہ کر کے اپنے طرزِ عمل کی اصلاح کریں گے ان کے لیے اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ لیکن جنھوں نے کفر کی حالت میں جان دی وہ پوری روئے زمین جتنا سونا بھی فدیہ میں دیں تو اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک سزا تیار ہے، اور وہ اپنا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔

اللہ ہمیں ایسے لوگوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۴، رکوع ۱ تا ۴ آل عمران آیات ۹۲ تا ۱۲۹﴾

الحمدللہ!

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے چوتھے پارے کا آغاز کیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ جسمانی عبادت کے ساتھ ساتھ مالی عبادت کی طرف اپنے بندوں کی توجہ مبذول کراتے ہیں، کہ

اللہ کے راستے میں ایسی چیز ہرگز نہ دی جائے جو تمہیں پسند نہ ہو، بلکہ تم نیکی تک اس وقت پہنچو گے جب اپنی محبوب ترین چیزیں اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے جس طرح گندگی کی صورت میں نماز ادا نہیں ہوتی اسی طرح خراب مال سے زکوٰۃ و خیرات ادا نہیں ہوتی۔

پھر ملت ابراہیمؑ یعنی ابراہیمؑ کی پیروی کا حکم ہے اور خانۂ کعبہ کی عظمت بتائی گئی ہے، یہ کہ یہاں جنگ اور خون ریزی نہ کی جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے اہلِ کتاب سے دور رہیں جو حق کو جانتے ہوئے اس سے گریز کرتے ہیں حالانکہ اس کو قبول کرنے میں ہی نجات اور سلامتی ہے۔

اہل ایمان کو تقویٰ کی تلقین کی گئی اور فرمایا کہ اللہ سے ایسے ڈرو جیسے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت اس حال میں آئے کہ تم پکے مسلمان ہو۔ پھر مسلمانوں کو فرقہ پرستی سے روکتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔ یہ اللہ کا تم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے تمہارے دل جوڑ دیے اور تمہیں بھائی بھائی کر دیا، وگرنہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اور آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے۔ سو اللہ نے تمہیں مسلمان بنا کر اس سے بچا لیا۔

تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں، جو لوگ یہ کام کرلیں گے وہ فلاح پائیں گے۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو فرقوں میں بٹ گئے اور واضح ہدایات کے باوجود، اختلافات کا شکار ہوئے۔ اس دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت اور اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی بنی اسرائیل کو نااہلی کے باعث جس منصب سے معزول کیا جا چکا ہے، اب دنیا کی امامت و رہنمائی کے اس عظیم منصب پر رسول اللہ ﷺ کی امت کو مامور کر دیا گیا ہے، اس لیے کہ اخلاق و اعمال کے لحاظ سے اب یہ دنیا میں سب سے بہتر انسانی گروہ بن گئے ہیں اور ان میں وہ صفات پیدا ہو گئی ہیں جو امامتِ عادلہ کے لیے ضروری ہیں، یعنی نیکی کو قائم کرنے اور بدی کو مٹانے کا جذبہ و عمل، اور اللہ وحدہٗ لاشریک کو اعتقاداً و عملاً اپنا الٰہ اور رب تسلیم کرنا، لہٰذا اب یہ کام تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور تمہیں لازم ہے کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو اور ان غلطیوں سے بچو جو تمہارے پیش رو کر چکے ہیں۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اپنی جماعت کے لوگوں کے سوا دوسروں کو اپنا راز دان نہ بناؤ۔

وہ تمہاری خرابی اور نقصان کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ جس چیز سے تمہیں نقصان پہنچے وہی ان کو محبوب ہے، کیونکہ ان کے دلوں میں اسلام کے خلاف شدید بغض ہے۔

اس کے بعد چوتھا خطبہ شروع ہوتا ہے جو جنگِ اُحد کے بعد نازل ہوا۔ اس خطبے کا اندازِ بیاں یہ ہے کہ جنگ اُحد کے سلسلے میں جتنے اہم واقعات پیش آئے تھے ان میں سے ایک ایک کو لے کر اس پر چند جچے تلے فقروں میں سبق آموز تبصرہ کیا گیا ہے۔ جنگ احد میں مسلمانوں کی ناکامی کی وجوہات کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یاد دلایا کہ اس نے جنگ بدر میں کس طرح ان کی مدد کی تھی، اور انھوں نے اپنے سے کئی گنا فوج کو کس طرح شکست دی تھی! لیکن احد میں ان کی اپنی نااتفاقی اور منافقین کے دو گروہوں کی دھوکہ دہی کی وجہ سے انھیں ہزیمت اٹھانا پڑی، انھیں چاہیے کہ مایوس نہ ہوں، اور صبر و استقامت اختیار کریں۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۴، رکوع ۵ تا ۸، سورۃ آل عمران آیات ۱۳۰ تا ۱۷۱﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے چوتھے پارے کے دوسرے پاؤ کی تلاوت سماعت کی ہے، جس میں اللہ نے اہل ایمان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو، اور اللہ سے ڈرو، ایسا نہ ہو کہ سود کھا کے تم دوزخ کی اس آگ میں پہنچ جاؤ جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے بلکہ تم اللہ کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑ لگا دو جس جنت کی وسعت زمین و آسمان جیسی ہے جو متقیوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور ان کے لیے جو ہر حال میں اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ خواہ خوشحال ہوں یا تنگدست، غصے کو پی جاتے ہیں اور دوسروں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔

اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام یا گناہ سرزد ہو بھی جائے تو معاً اللہ انھیں یاد آ جاتا ہے اور اس سے وہ اپنے قصوروں کی معافی چاہتے ہیں۔

اللہ کے سوا اور کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہے؟ ایسے لوگوں کو اللہ معاف کر دے گا اور ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مسلمانوں کو جنگ احد میں پہنچنے والے نقصان پر تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ دل شکستہ نہ ہو غم نہ کرو تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اگر آج تمہیں چوٹ لگی ہے تو جنگ بدر میں تمہارے مخالف کو بھی تو سخت چوٹ لگ چکی ہے۔ لہٰذا زمانے کے نشیب وفراز سے مت گھبراؤ۔ یہ تو ایک آزمائش تھی۔

کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ تم میں کون وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں جانیں لڑانے والے اور اس کی خاطر صبر کرنے والے ہیں؟

اب جنگ احد کے موقع پر مسلمانوں سے جو غلطی ہو گئی تھی اس پر تنبیہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جماعت کو پہاڑ کی گھاٹی پر متعین فرمایا تھا۔ جب مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے تو مسلمان ان کا چھوڑا ہوا مال غنیمت جمع کرنے لگے۔ گھاٹی والے صحابہ نے ڈیوٹی چھوڑ دی اور وہ بھی ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔ مشرکین کے ایک گروہ نے موقع کی نزاکت بھانپ لی اور گھاٹی کی طرف سے حملہ کر دیا، باقی مشرکین نے بھی واپس پلٹ کر پھر حملہ کر دیا۔

اب مسلمان جو غیر مسلح بھی ہو چکے تھے اور ذہنی طور پر جنگ کا اختتام کر چکے تھے، درمیان میں گھر گئے۔ مسلمانوں کا کافی جانی نقصان ہوا اور یہ افواہ بھی اڑائی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ اس خبر سے بھی کچھ لوگوں نے حوصلہ ہار دیا اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے، اللہ پاک نے تنبیہ فرمائی ہے کہ تم دین حق کے لیے جہاد کر رہے تھے یا کسی اور کے لیے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت اپنی جگہ لیکن کسی وقت تو وہ بھی نہیں رہیں گے تو کیا تم لوگ دین چھوڑ دو گے؟ جنگ احد کے واقعہ سے سبق دیا گیا ہے کہ کفار کے فریب سے بچیں، اور اللہ سے مدد چاہیں۔ اللہ ہی کو کارساز سمجھنے پر کفار تم سے مرعوب ہوں گے۔ منافقین کے اس خیال کی بھی تردید فرمائی گئی ہے کہ اگر مدینہ میں وہ جنگ ہوتی تو شکست نہ ہوتی۔ فرمایا گیا جس زمین میں تمہاری موت مقدر ہے وہیں ہو کر رہے گی اور یہ جنگ اللہ کی طرف سے ایک امتحان تھا، تاکہ مومن اور منافق کا فرق سامنے آجائے۔ پھر منافقین کی ریشہ دوانیوں سے بچے رہنے کی ہدایت ہے اور حضور کے رحم دل ہونے کی تعریف ہے۔ نیز، آپؐ نے جو بعض لوگوں کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے مدینہ سے باہر جنگ کی تھی اس پر آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ مشورہ ضرور

فرمائیں۔

لیکن جو رائے آپ کی ہو، اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس پر عمل فرمائیں۔ بعض منافقین کی بہتان تراشی کی تردید بھی ہے۔ آخر میں فرمایا: ''جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوئے ہیں انھیں مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں، اور جو کچھ اللہ نے ان پر فضل کیا ہے اس پر خوش وخرم ہیں۔ اور پیچھے رہ جانے والے اہل ایمان بھی مطمئن رہیں کہ وہ بھی جب آئیں گے اسی جنت میں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ (آمین)

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۴، رکوع ۹ تا ۱۱۔ سورۃ آل عمران، آیات ۱۷۲ تا ۲۰۰﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ آل عمران کی تلاوت مکمل کی ہے۔ اس میں تسلسل کے ساتھ جنگِ احد کے اہم واقعات پر تبصرہ ہے۔ جنگ احد کے اختتام پر مشرکین کئی منزل دور چلے گئے تو انھیں ہوش آیا اور انہوں نے آپس میں کہا یہ ہم نے کیا حرکت کی کہ مسلمانوں کی طاقت کو مکمل طور پر توڑ دینے کا جو بیش قیمت موقع ملا تھا اسے کھو کر چلے آئے، یعنی مدینہ پر قبضہ نہ کر سکے۔ چنانچہ ایک جگہ ٹھہر کر انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ مدینہ پر فوراً ہی دوسرا حملہ کر دیا جائے، لیکن پھر ہمت نہ پڑی اور مکہ واپس چلے گئے۔

ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں پھر نہ پلٹ آئیں، اس لیے جنگ احد کے دوسرے ہی دن آپ نے مسلمانوں کو جمع کر کے فرمایا کہ کفار کے تعاقب میں چلنا چاہیے۔ یہ اگرچہ نہایت نازک موقع تھا، مگر پھر بھی جو سچے مومن تھے وہ اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لیے آمادہ ہو گئے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حمراء الاسد تک گئے، جو مدینہ سے آٹھ میل کے فاصلے پر واقع ہے ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہا، ان لوگوں کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

لوگوں نے ان کو حالات کی سنگینی سے بہت ڈرایا اور کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہیں ان سے ڈرو۔ یہ سن کر ان کا ایمان اور بڑھ گیا، اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ یہ ہے سچے مومنوں کا یقین اور اپنے رب پر توکل!

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ"

یہی مومن کا اسلحہ اور مسلمانوں کا ہتھیار ہے۔ دراصل یہ شیطان ہوتا ہے جو مومنین کے دلوں میں ڈر اور خوف پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تم شیطان سے کبھی نہ ڈرنا بلکہ صرف اور صرف اپنے حقیقی رب سے ڈرنا۔

اے پیغمبر ﷺ! جو لوگ کفر کی راہ میں دوڑ دھوپ کر رہے ہیں ان کی سرگرمیاں تمھیں آزردہ نہ کریں یہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے یہ لوگ تو دنیا و آخرت میں ذلت کا سودا کر رہے ہیں۔ ہم نے انھیں ڈھیل دے رکھی ہے تاکہ یہ خوب بارِ گناہ سمیٹ لیں۔ پھر ان کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے جن لوگوں کو اللہ نے دولت دی ہے لیکن وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے بجائے بخل اور کنجوسی سے کام لیتے ہیں یہی دولت قیامت کے روز ان کے گلے کا طوق بن جائے گی زمین و آسمان کی میراث تو اللہ ہی کے لیے ہے۔

راہ خدا میں خرچ کرنا بھی جہاد ہے جس کی ذمہ داری مسلمانوں پر ہے اور دین کی سربلندی کے لیے جان و مال دونوں کی ضرورت ہے۔ اب اہل کتاب کی ان شرارتوں کا ذکر ہے جو وہ مسلسل کرتے آئے ہیں، مثلاً پیغمبروں کا قتل ان کا شیوہ رہا ہے۔ اہلِ حق پر مشرکین کے مظالم کا ذکر یوں ہے:

فرمایا!

"موت کا ذائقہ ہر شخص کو چکھنا ہے۔"

اور قیامت کے روز سب اپنے کیے کا پورا بدلہ پائیں گے۔ کامیاب دراصل وہ ہے جو وہاں آتشِ دوزخ سے بچ جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے۔ رہی یہ دنیا تو یہ محض ایک فریب اور دھوکے کا سامان ہے۔

مسلمانو! تمھیں مال اور جان دونوں کی آزمائش پیش آ کر رہے گی، ان سب حالات میں ثابت قدم رہو۔

آخرت کی فلاح کے لیے اسلامی زندگی ہی ضروری ہے اور اسلام پر خاتمہ بھی ہو۔ دنیا کے معاملات کو خوش اسلوبی سے ضرور انجام دینا چاہیے لیکن دنیا کی محبت نہ ہو اور دنیا میں رہ کر آخرت کی فلاح کے لیے سارے کام ہوں۔ اہل کتاب نے دنیا پرستی ہی کی وجہ سے تورات میں تحریف کی

تھی، اور حق کو چھپانے کی کوشش کی تھی۔

کائنات میں پھیلی ہوئی کتنی نعمتیں ہیں جن سے اللہ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان سے توحید کا سبق حاصل ہوتا ہے۔

دنیا کی کوئی چیز بے کار پیدا نہیں کی گئی تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے کیا بے مقصد پیدا ہو گیا ہے؟ اگر وہ بے مقصد نہیں ہے تو پھر کیا یہ ضروری نہیں کہ محاسبۂ عمل ہو۔ آخر میں ہمیں دعائیں سکھائی گئی ہیں جن سے صبر، ہمت اور اتحاد کا سبق ملتا ہے:

فرمایا: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر سے کام لو باطل پرستوں کے مقابلے میں پامردی دکھاؤ، حق کی خدمت کے لیے کمر بستہ رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید ہے کہ فلاح پاؤ گے۔''

..........☆☆☆..........

......چوتھی تراویح

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۴، رکوع ۱۲ تا آخر سورۃ النسآء، آیات ۱ تا ۲۳﴾

چوتھی تراویح میں ہم نے سورۃ النسآء کا آغاز کر دیا ہے اور اس کے ساتھ ہی چوتھا پارہ مکمل ہو گیا ہے۔ سورۃ النسآء مدنی سورت ہے۔ جو ۱۷۷ آیات اور ۲۴ رکوع پر مشتمل ہے۔

اس سورت میں اجتماعی زندگی کی درستی کے طریقے بتائے گئے ہیں۔ خاندان کی تنظیم ہنکاح کے طریقے، یتیموں کے حقوق، وراثت کی تقسیم، خانگی جھگڑوں کی اصلاح، تعزیری قوانین، محرمات، منافقین، یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے غلط تصورات اور معاملات وغیرہ جیسے مضامین ہیں۔

اس سے پہلے جنگِ بدر اور جنگِ اُحد پر تبصرہ تھا۔ اب بیواؤں اور یتیموں کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ اللہ کا خوف دلاتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ہم نے تم سب کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے۔ خاندانی معاملات پر احکام ہیں کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ چار نکاح تک کی اجازت ہے لیکن بیویوں کے درمیان عدل وانصاف کرنا لازمی ہے اور یہ کہ ایک ہی نکاح عدل کے قریب ہے۔ مہر فرض ہے، اور اس کا ادا کرنا لازمی ہے۔ بیواؤں کی دست گیری اور یتیموں کے مال کی حفاظت کے لیے ہدایات ہیں۔ میراث صرف مردوں ہی کا حصہ نہیں، عورتیں بھی حق دار ہیں، میراث ضرور تقسیم کی جائے، خواہ تھوڑی ہی ہو۔

میراث کی تقسیم کے موقع پر دور ونزدیک کے رشتہ دار اور مسکین آئیں تو ان سے تنگ دلی نہ برتی جائے۔ میراث میں اگرچہ ان کا حصہ نہیں، لیکن وسعتِ قلب سے کام لے کر انھیں بھی کچھ دے دیا جائے۔ مرنے والے کے ورثے میں حقداروں اور ان کے حصے کا ذکر ہے۔ مرنے والے نے کوئی وصیت کی ہو، اور قرض بھی چھوڑا ہو تو پہلے وہ ادا کیا جائے، پھر وصیت پر عمل کیا جائے، اور اس کے بعد ترکہ تقسیم کیا جائے۔

ایسی وصیت پر عمل نہ کیا جائے جس سے اس کے رشتہ داروں کے حقوق تلف ہو جائیں۔

اس طرح محض حقداروں کو محروم کرنے کے لیے مرتے وقت خواہ مخواہ ایسے قرض کا اقرار نہ کر لینا چاہیے جو فی الواقع نہ لیا ہو۔

پھر دو خاص قسم کی بدکاریوں کا ذکر ہے کہ کوئی عورت اگر کسی برائی میں ملوث ہو تو ایسی عورتوں کو گھروں میں مقید کر دو۔ اگر کوئی مرد برائی میں ملوث ہو تو اسے جسمانی سزا دی جائے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے۔

توبہ کا ذکر ہے کہ اگر نادانی کی وجہ سے کوئی بُرا کام سرزد ہو جائے اور جلد توبہ کر لی جائے تو وہ توبہ قابل قبول ہو سکتی ہے۔ ایسا نہیں کہ گناہ کرتے رہیں اور سوچیں کہ بعد میں توبہ کر لیں گے، یا مرتے وقت توبہ کر لیں گے تو ایسی توبہ قابل قبول نہیں۔ ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی جو مرتے دم تک کافر رہیں۔

پھر بیواؤں کے حقوق کے احکام ہیں فرمایا کہ بیوہ اپنی عدت گزار کر آزاد ہے۔ جہاں چاہے نکاح کرے اور محض اس خیال سے کہ اگر وہ کہیں چلی جائے گی یا کسی سے نکاح کرے گی تو اس کے مال سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکے گا اس لیے اسے روک کر رکھا جائے، تو ایسا روکنا جائز نہیں۔ اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ عورتوں کو تنگ کر کے انکے مہر کا کچھ حصہ اڑا لیا جائے۔ پھر سمجھایا گیا ہے کہ اگر کسی کو اپنی بیوی پسند نہ ہو تو فوراً چھوڑ دینے پر آمادہ نہ ہونا چاہیے صبر سے کام لینا چاہیے کہ اللہ پاک نے اس میں کوئی خوبی بھی ضرور رکھی ہوگی۔ یہ ہدایت بھی ہے کہ اگر ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی رکھنے کا ارادہ ہو تو پہلی بیوی سے اپنا مال واپس نہیں لینا چاہیے، خواہ وہ کتنا ہی ہو۔ اب ان عورتوں کا بیان ہے جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔ مثلاً ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس وغیرہ بعض ایسی عورتوں کا ذکر ہے جن سے کسی وجہ سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ وجہ دور ہو جائے تو پھر ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک عورت سے نکاح ہو چکا ہے تو اس کی بہن کے ساتھ اس وجہ سے نکاح نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس کی زوجیت میں ہے۔ اگر یہ وفات پا جائے تو پھر سالی سے بھی نکاح ہو سکتا ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۵، رکوع ۱ تا ۵، سورۃ النسآء، آیات ۲۴ تا ۵۹﴾

خواتین و حضرات!

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے اللہ کے فضل سے پانچویں پارے کا آغاز کر دیا ہے اور اس کے پہلے پاؤ کی تلاوت سماعت کی ہے۔ سورۃ النسآء کے مضامین جو خاندانی تنظیم اور نکاح کے طریقوں سے متعلق ہیں، تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔

فرمایا کہ نکاح کے بعد میاں بیوی کی رضامندی سے مہر کی رقم میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ غلام اور لونڈیوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایات ہیں اور اس مال کو کھانے سے روکا گیا ہے جو شرعاً اور اخلاقاً ناجائز ہے۔ ہر نوع کے انسان کو اللہ نے کم یا زیادہ مال و دولت سے نواز کر ان میں سے ہر ایک کی آزمائش کی ہے۔ مالدار کی آزمائش یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی امانت کس طرح، کیوں کر اور کن کاموں پر خرچ کرتا ہے۔

اور غریب کی آزمائش قناعت اور شکر ہے۔ مال کا ترکہ اللہ کے مقرر کیے ہوئے طریقے پر دے دینا چاہیے اور اس میں کوئی حیل وحجت نہیں کرنی چاہیے۔ پھر عورت پر مرد کی فضیلت بتائی گئی ہے کہ وہ سربراہ بھی ہے اور کفالت بھی کرتا ہے بیوی اگر سرکش اور غلط کار ہے تو پہلے اسے نصیحت کریں۔ اگر نہ مانے تو خواب گاہ سے الگ رہیں، پھر بھی نہ مانے تو اس کی تنبیہ صرف اتنی کی جائے کہ اس کو ضرر نہ پہنچے۔

اگر میاں بیوی کے درمیان اختلافات ہوں تو دونوں کے رشتہ داروں میں سے ایک ایک آ کر فیصلہ کریں، اور ان کا فیصلہ ان دونوں کو قبول کرنا چاہیے، زوجین اور فیصلہ کرنے والوں کا مقصد اصلاح کرنا ہو، معاملے کو بگاڑنا مقصد نہ ہو۔ پھر شرک سے بچنے اور والدین، رشتے داروں، یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کی ہدایت ہے۔ پڑوسیوں، مسافروں اور زیردستوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور ان کے حقوق پامال نہ کرنے، غرور اور تکبر سے بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ بخل سے بچنے اور اللہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ خرچ کرنے کی تاکید بھی ہے۔ اس میں ریاکاری

نہ ہو، کیونکہ ریاکاری ایسی برائی ہے جس کی سرحد اللہ اور قیامت پر ایمان نہ ہونے سے مل جاتی ہے۔

پھر قیامت کی یاد دہانی کرائی گئی ہے اور یہ بھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرنے سے اور کفر کرنے پر دردناک سزا ہوگی۔ اب نصیحت ہے کہ نماز میں خشوع وخضوع ہونا چاہیے، اور جو کچھ پڑھا جائے اسے سمجھا جائے۔ وضو اور تیمم کا طریقہ اور ان کے مسائل بھی ہیں، یہود ونصاریٰ نے دنیوی مفاد کے لیے اللہ کی کتاب میں تحریف کی تھی۔ مسلمانوں کو ایسے کاموں سے متنبہ کیا جارہا ہے، اور یہ بھی حکم ہے کہ ان لوگوں کی طرح ذومعنی باتیں نہ کہیں، پھر اہل کتاب کو قرآن پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے، اور بتایا ہے کہ جو لوگ اس دعوت کو قبول نہ کریں وہ دنیا وآخرت کے گھاٹے میں رہیں گے۔

فرمایا!

شرک کبھی معاف نہیں ہوگا، اس کے علاوہ دوسرے گناہ معاف ہوسکتے ہیں، شرک دراصل بہت بڑا گناہ اور بہت بڑا جھوٹ ہے۔ اب بت پرستی اور بخل وحسد سے بچنے کا حکم ہے، اور امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ جو شخص جس بات اور جس چیز کا اہل ہو وہ اسی کو دینا چاہیے۔

انسان اگر اپنی اور کائنات کی تخلیق پر غور کرے تو وہ اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ خدا کا یہ حق ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے، اور اس کی اطاعت کی جائے اور اس کا حق ادا کرنا گویا امانت کا ادا کرنا ہے، کیونکہ انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ بنے، اور خلافت کی ذمہ داریاں امانت ہیں، ان میں خیانت نہ کرنا چاہیے اور خدا کی بتائی ہوئی راہ سے نہیں ہٹنا چاہیے اور رسول اللہ کو رسول ماننے کا حق یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی جائے، ورنہ یہ رسول سے خیانت ہے۔

فرمایا!

اللہ، اس کے رسول اور اپنے امیر کی اطاعت کرو۔ اگر امیر اللہ اور اس کے رسول کے فرامین کے مطابق حکم دیں تو ان سے جو ہدایات ملیں ان پر بے چون وچرا عمل کرو۔ اختلاف کی صورت میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کرو۔ اس طریقے پر چلنے والے ہی وہ ہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۵، رکوع ۶ تا ۸ سورۃ النسآء، آیات ۶۰ تا ۸۷﴾

نماز تراویح کے اس حصہ میں تلاوت کی جانے والی آیات کا بیشتر حصہ منافقین کے رویے اور جہاد پر مشتمل ہے۔ منافقین کا ذکر ہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود قرآن اور رسول اللہ کے فیصلے سے اعراض کرتے ہیں، اور حیلے تراشتے ہیں وہ اپنی اس حرکت کی سزا پائیں گے۔

رسول صرف پیغام الٰہی لے کر نہیں آتے، بلکہ اس پر عمل کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہی اللہ کی پیروی ہے۔ اور ان کے فیصلے سے اعراض کرنے والے مومن نہیں بلکہ اللہ نے اپنے رب ہونے کی قسم اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک منافق مسلمان کا سرتن سے جدا کر دیا تھا، اس لیے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد دوبارہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کروانے آیا تھا۔

اللہ اور اس کے رسول کی پیروی ہی انعامِ الٰہی کا مستحق بناتی ہے اور ایسے لوگ بہت بڑا اجر پائیں گے اور آخرت میں انبیاء علیہم السلام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔ یہ رفیق کتنے اچھے ہیں، اگر کسی کو میسر آ جائیں!

اب دشمن سے مقابلے کے لیے مستعد ہونے کا وقت ہے کہ ہر طرح کے ساز و سامان سے لیس رہنا چاہیے! جہاد فی سبیل اللہ کی غرض و غایت مسلمانوں کی حفاظت اور دستگیری ہے، اللہ کے لیے اپنی جانیں قربان کرنا ہی اطاعت اور قوانین الٰہی کے تقاضے ہیں۔

جہاد سے بھاگنے والوں کی مذمت ہے کہ موت اور زندگی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

انسان خواہ اپنے کو کیسی ہی مضبوط عمارت میں محفوظ کرے، موت اپنے وقت پر آ کر رہے گی۔

ایسی ذہنیت والوں کی بھی مذمت ہے جو فتح و نصرت اور مال غنیمت کے حصوں کو تو اللہ کا فضل جانتے ہیں لیکن جب اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے کہیں شکست کی صورت درپیش آتی ہے تو وہ سارا الزام قیادت پر لگا کر خود کو بری الذمہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ساری حرکتیں منافقین کی تھیں،

جن کی ریشہ دوانیوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

فرمایا!

اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے ان لوگوں کو جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو فروخت کر دیں۔ جو اللہ کی راہ میں لڑے اور مارا جائے یا غالب رہے اسے ہم اجر عظیم سے نوازیں گے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔

جن لوگوں نے ایمان کا راستہ اختیار کیا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کیا ہے وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو اور یقین جانو کہ شیطان کی چالیں حقیقت میں نہایت کمزور ہیں۔ حیرت ہے کہ مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جنھیں جہاد کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ لوگوں سے ایسے ڈرتے ہیں جیسا خدا سے ڈرنا چاہیے، بلکہ خدا سے بھی بڑھ کر لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جان لینا چاہیے کہ سرمایۂ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت بہت بہتر ہے، موت تو تمہیں ہر حال میں آ کر رہے گی خواہ تم کیسی ہی مضبوط عمارتوں میں ہو!

پس اے نبی ﷺ!

تم اللہ کی راہ میں لڑو، اور اہل ایمان کو بھی لڑنے کے لیے اکساؤ، اللہ کافروں کا زور توڑ دے گا۔ حسنِ معاشرت کے اصول بتاتے ہوئے کہا کہ افواہوں پر کان نہ دھرو۔ پہلے تحقیق کر لو، پھر دوسرے مسلمانوں سے کہو۔ حسنِ معاشرت کے سلسلے میں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر کوئی سلام کرے تو اس کے سلام کا بہتر طریقے سے جواب دینا چاہیے۔

اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں وہ تم سب کو اس قیامت کے دن جمع کرے گا جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں، اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات کس کی ہو سکتی ہے؟

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۵، رکوع ۹ تا ۱۴، سورۃ النسآء آیات ۸۸ تا ۱۱۵﴾

جہاد اور ہجرت کا موضوع تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے۔ اب ہجرت کی تلقین ہے کہ وہ سرزمین جہاں مسلمانوں پر اسلامی زندگی دوبھر ہو جائے، چھوڑ دی جائے لیکن اس نیت سے کہ وہ دوسری جگہ اسلام پر عمل کریں گے۔

یہ مسلمان ہونے کی پہچان ہے۔ منافقین شرارت کرتے رہتے ہیں اس کے بعد معاہدات سے متعلق احکام بتائے گئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ لوگ جو جنگ وجدل سے دل برداشتہ ہوں اور وہ تم سے نہ لڑیں اور اپنی قوم کی حمایت کریں تو ان پر دست درازی نہ کی جائے۔ انسانی جان کا احترام کیا جائے بتایا گیا ہے کہ ناحق کسی کا قتل کرنا سنگین جرم ہے اور آخرت میں سخت ترین عذاب کا موجب ہے۔

عمداً قتل اور غلطی سے کسی کو قتل کرنے سے متعلق احکام ہیں۔ غلطی سے کسی مومن کو قتل کرنے کا کفارہ ایک مومن غلام کو آزاد کرنا اور مقتول کے وارثوں کو خون بہا دینا ہے۔ اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے اور جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے اور اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے۔

اے ایمان والو!

جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو تو دوست دشمن میں تمیز کرو۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ بغیر کسی شرعی عذر کے جہاد نہیں کرتے، بھلا وہ ان لوگوں کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں جو اللہ کی راہ میں جان و مال سے جہاد کرتے ہیں؟ دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔ اللہ نے بیٹھنے والوں کی نسبت جان و مال سے جہاد کرنے والوں کا درجہ بڑا رکھا ہے۔ ان کے لیے بڑے درجے ہیں، مغفرت ہے اور رحمت ہے۔

البتہ اندھے، لولے لنگڑے وغیرہ معذور مستثنیٰ قرار دیے گئے۔ اب ہجرت نہ کرنے والوں

کے لیے یہ بہانہ درست نہیں کہ مخالفین اسلام نے مجبور اور بے بس کر رکھا ہے۔ایسا صرف اپنے نفس، اپنے خاندان اور اپنی جائیداد اور دنیاوی مفادات کی محبت کی وجہ سے ہے۔ جب وطن اور اسلام کے درمیان عداوت ہو تو ایک مسلمان کو وطن چھوڑ دینا چاہیے۔

جو لوگ اللہ کے لیے ہجرت کرتے ہیں وہ اپنے لیے اللہ کی زمین وسیع پاتے ہیں۔ معذوروں اور بچوں کے لیے ہجرت اور عدل وانصاف کی تلقین ہے۔توکل بھی اللہ پر کرنا چاہیے، اب سفر کی حالت میں نمازِ قصر کے احکام ہیں۔صلوٰۃ خوف کا ذکر بھی ہے۔عین جنگ کے وقت نماز کس طرح پڑھنی چاہیے۔نماز بہرحال کسی حالت میں نہ چھوڑی جائے اور نماز کی پابندی ضروری ہے۔نزول قرآن کا مقصد بتاتے ہوئے حضورِانور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے:

''لوگوں کے درمیان اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق فیصلہ فرمادیں کہ کسی کی بے جا طرف داری نہ ہو۔''

محض خاندان اور قبیلے کی عصبیت میں مجرموں کی حمایت نہ ہو۔انصاف کے معاملے میں تعصب روا نہیں۔مسلمانوں کا کام حق کی شہادت ہے اور یہ ہرگز دیانت نہیں کہ اپنے گروہ کے آدمی کی حمایت کی جائے، جبکہ وہ حق پر نہ ہو۔اور دوسرے گروہ کے آدمی کے ساتھ بے انصافی کی جائے، جبکہ وہ حق پر ہو۔

منافقین اپنی ریشہ دوانیاں لوگوں سے تو چھپا سکتے ہیں لیکن اللہ سے نہیں چھپا سکتے۔.اللہ ان کے ساتھ اس وقت بھی ہوتا ہے جبکہ وہ راتوں کو چھپ کر اس کی مرضی کے خلاف مشورے کرتے ہیں۔

بہتان کی بھی سخت مذمت کی گئی ہے اور لوگوں کی اصلاح کے لیے بُری سرگوشیوں سے روکا گیا ہے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انحراف کرنے والوں اور اہلِ ایمان کی روش کے سوا دوسری روش پر چلنے والوں کے لیے آخرت میں دردناک عذاب کی خبر دی گئی ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۵، رکوع ۱۵ تا آخر، آیات، سورۃ النسآء، ۱۱۶ تا ۱۴۷﴾

الحمدللہ! آج کی نمازِ تراویح کے اختتام پر ہم نے پانچواں پارہ بھی مکمل کرلیا ہے۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ وہ انسان کے تمام گناہوں کو معاف کرسکتا ہے لیکن شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی

بخشش بغیر سچی توبہ کے نہیں ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرایا وہ گمراہی میں بہت دور نکل گیا۔ جو اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بناتے ہیں دراصل وہ باغی شیطان کی پرستش کرتے ہیں، گو وہ شیطان کے آگے مراسم پرستش ادا نہیں کر رہے ہوتے، تاہم اپنے نفس کی باگیں شیطان کے ہاتھ میں دے دیتے ہیں، اور جدھر وہ چلاتا ہے ادھر وہ چلتے ہیں۔ اس قدر راندھی پیروی کرتے ہیں گویا یہ اس کے بندے ہیں اور وہ ان کا خدا......!

شیطان ملعون نے تو اللہ سے کہا تھا کہ میں ان کی محنتوں اور کوششوں میں ان کی قوتوں اور قابلیتوں میں ان کے مال اور ان کی اولاد میں اپنا حصہ لگاؤں گا اور ان کو فریب دے کر ایسا ورغلاؤں گا کہ وہ ان ساری چیزوں کو میری راہ میں خرچ کریں گے میرے حکم سے غیر اللہ کے نام کے چڑھاوے چڑھائیں گے میں انھیں حکم دوں گا کہ وہ فطرت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں اور وہ ایسا کریں گے جیسے عمل قوم لوط، ضبط ولادت، رہبانیت، مردوں اور عورتوں کو بانجھ بنانا، مردوں کو خواجہ سرا بنانا، وغیرہ۔

جس نے اللہ کو چھوڑ کر اس شیطان کو اپنا دوست بنا لیا وہ صریح نقصان میں پڑ گیا، شیطان انسان سے جتنے بھی وعدے کرتا ہے وہ جھوٹے اور جتنی بھی امیدیں دلاتا ہے وہ فریب ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں تو ان کو ہم ایسے باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو گا۔

محض آرزوؤں پر انجام کی بہتری موقوف نہیں جو شخص بھی برائی کرے گا، بُرا پھل پائے گا اور قیامت میں ذرہ برابر حق تلفی نہ ہو گی۔ ملت ابراہیمی کے پیرو اللہ کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور اپنا رویہ نیک رکھتے ہیں۔

اب یتیموں اور کمزوروں کے ساتھ عدل کی تاکید ہے بیوی اور شوہر کے لیے حسن سلوک کی ہدایت ہے۔

بیوی سے اختلاف کی صورت میں صلح کی کوشش کرنی چاہیے، اور اس کوشش میں ناکامی ہو تو بدرجۂ مجبوری تفریق کی جائے۔ لیکن خدا ترسی برقرار رہے۔ کئی بیویاں ہوں تو ان کے درمیان عدل اور طرزِ عمل کی درستی ہو اللہ کے حکم سے اعراض کا نتیجہ اچھا نہیں اور اسلام کے دعوے دار ہو کر

ایسا اعراض ہوگا تو اللہ کو قدرت ہے کہ وہ ان کو ہٹا کر دوسروں کو ان کی جگہ لے آئے۔ اب حق کی شہادت کا حکم ہے۔

اس معاملے میں پختگی ہونی چاہیے، خواہ اس کی زد میں والدین رشتہ دار ہی کیوں نہ آجائیں، یا خود اپنی ذات پر ہی کیوں نہ زد پڑتی ہو۔ مومنین ثابت قدم رہیں۔ اگر کوئی شخص کسی حیثیت سے کفر کی روش اختیار کرے گا تو وہ ضلالت ہوگی، جس کا انجام دنیا وآخرت میں ہلاکت ہے۔

اور جو اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا رفیق بنائے گا انھیں یہ مژدہ سناؤ کہ ان کے لیے دردناک سزا تیار ہے۔ کیا یہ لوگ عزت کی طلب میں ان کے پاس جاتے ہیں؟ حالانکہ عزت تو ساری کی ساری اللہ ہی کے لیے ہے۔ اگر تم کافروں سے دوستی کرتے ہو تو تم بھی انہی کی طرح ہو۔ اگر ایک شخص اسلام کا دعویٰ رکھنے کے باوجود، کافروں کی ان صحبتوں میں شریک ہوتا ہے جہاں آیات الٰہی کے خلاف کفر کیا جاتا ہے، اور ٹھنڈے دل سے ان لوگوں کو خدا اور رسول کا مذاق اڑاتے ہوئے سنتا ہے تو اس میں اور ان کافروں میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ اللہ ایسے منافقوں کو اور کافروں کو ایک ہی جگہ جمع کرنے والا ہے۔

منافقوں کی پہچان یہ ہے کہ نماز کے لیے بھی آتے ہیں تو بڑی مشکل سے مجبور ہو کر یوں آتے ہیں جیسے کوئی بوجھ ہو۔ اور مسلمانوں کو دکھانے کے لیے ریاکاری کے طور پر نماز پڑھتے ہیں۔ مسلمان ہرگز کافروں سے دوستی نہ کریں، مطلب یہ ہے کہ منافق بھی دراصل کافر ہے، جو محض فریب دینے کے لیے اسلام کا دعویٰ کرتا ہے۔ تاہم وہ لوگ اگر سچے دل سے توبہ کرلیں اور اپنی حالت کی اصلاح کرلیں تو اللہ انھیں اجر دے گا، اللہ تعالیٰ علم غیب رکھتا ہے اور وسیع علم بھی رکھتا ہے وہ تمہارے ہر کام اور ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؈

............☆☆☆............

...... پانچویں تراویح ......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۶، رکوع ۱ تا ۴...... سورۃ النساء، آیات ۱۴۸ تا ۱۷۶﴾

انتہائی قابل احترام بزرگو، دوستو اور خواتین اسلام!

چھٹے پارے کا آغاز ہو رہا ہے۔ اور نماز تراویح کے اس حصہ میں ہم نے سورۃ النساء کو مکمل کر لیا ہے، الحمدللہ!

فرمایا کہ اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے ہاں، البتہ مظلوم ہونے کی صورت میں ظالم کے خلاف آواز اٹھانے اور اس کی بدگوئی کا اسے حق ہے۔ تم بھلائی کا اظہار کر دیا اسے پوشیدہ رکھو یا کسی برائی کو معاف کر دو، سب اللہ کے علم میں ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان سے پہلے کے تمام رسولوں کی تصدیق کریں، رسولوں کے درمیان تفریق نہ کریں کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں، ایسا کرنا بھی کفر ہے۔ اسی طرح اللہ کی تو اطاعت کرنا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت نہ کرنا بھی ایسا ہی ہے کہ اللہ کی اطاعت نہیں کی بلکہ اس کی نافرمانی کی! رسولوں کے درمیان تفریق کرنا بھی اطاعت الٰہی سے انحراف ہے۔

انہی لوگوں کا ایمان معتبر ہے اور وہی اجر کے مستحق ہیں جو اللہ اور اس کے سارے رسولوں پر ایمان لائیں اور ان کے درمیان تفریق نہ کریں، کہ ایسی تفریق اہل کتاب کا شیوہ ہے، کہ وہ اللہ سے کیے ہوئے عہد سے انحراف کرتے ہیں۔ ان باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ ہم خدا کو اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہتے ہیں تو بجلی گری اور وہ ہلاک ہو گئے۔

نیز انہوں نے سامری کے سونے کے بچھڑے کو معبود بنا لیا تھا۔ پھر یہودیوں نے مریم علیہا السلام پر جو بہتان باندھا تھا، قرآن نے اس کی تردید کی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عیسائیوں کے عقیدے کی بھی تردید ہے کہ انہیں سولی دی گئی تھی۔

یہودیوں کی ضلالت اور شرارت میں سودی لین دین بھی ہے، حالانکہ سود ان کے لیے حرام تھا۔ یہ دنیا پرستی انسان کو حیوانات کے درجے میں پہنچا دیتی ہے۔ مسلمان دنیا پرستی سے دور رہیں

حلال وحرام کالحاظ رکھیں اور احکام الٰہی پر سختی سے کار بند رہیں۔

اے محمد ﷺ! ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوحؑ اور اس کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔ یعنی آپ کوئی انوکھی چیز لے کر نہیں آئے، جو پہلے نہ آئی ہو۔ آپ کا یہ دعویٰ نہیں کہ میں دنیا میں پہلی مرتبہ کوئی انوکھی چیز پیش کر رہا ہوں بلکہ دراصل آپ کو بھی اسی ایک منبعِ علم سے ہدایت ملی ہے۔ جس سے پچھلے تمام انبیاء کو ہدایت ملی ہے۔

ہم نے ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ، عیسیٰؑ، ایوبؑ، یونسؑ، ہارونؑ، سلیمانؑ، کی طرف وحی بھیجی ہم نے داؤدؑ کو زبور دی۔

ہم نے موسیٰؑ سے اس طرح گفتگو کی جس طرح گفتگو کی جاتی ہے۔ یہ سارے رسول خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے، تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہے۔ جتنے رسولؑ تشریف لائے سب نے اسی اسلام کی دعوت دی۔ البتہ شریعتیں بدلتی رہیں۔

پھر اہل کتاب کو دعوت ہے کہ جب تورات اور انجیل کی اصل تعلیمات وہی ہیں جو قرآن کی ہیں، تو پھر حضور ﷺ اور قرآن پاک پر ایمان لے آؤ۔ عیسیٰؑ بھی اللہ کے رسول تھے۔ تثلیث کا عقیدہ شرک ہے۔ اللہ بس ایک ہے نہ اس کا کوئی خاندان ہے اور نہ اس کا کوئی لڑکا!

عیسیٰؑ بھی بشر تھے، مخلوق تھے اور رسول تھے۔ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں، مسیحؑ نے کبھی اس بات کو عار نہیں سمجھا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہے اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں، اگر کوئی اللہ کی بندگی کو اپنے لیے عار سمجھتا ہے اور تکبر کرتا ہے تو ایک وقت آئے گا جب اللہ سب کو گھیر کر اپنے سامنے حاضر کرے گا۔

اس وقت ایمان رکھنے والے لوگ اعمالِ صالحہ کی وجہ سے پورا اجر پائیں گے۔ اور جنھوں نے اللہ کی بندگی کو عار سمجھا ہے انھیں دردناک سزا بھگتنی پڑے گی۔ لوگو! تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس قرآن کی صورت میں دلیل روشن اور نور آ گیا ہے جس کی روشنی نے گمراہی کی ساری تاریکیاں دور کر دی ہیں۔ حضور ﷺ سارے عالم کے لیے رسول ہیں، اور آپ پر ایمان لائے بغیر نجات ممکن نہیں۔ پھر کلالہ کا مسئلہ بتایا ہے کہ وہ جس کے نہ ماں باپ ہوں اور نہ اولاد ہو اور نہ بھائی ہوں تو اس کا ترکہ کس طرح تقسیم کیا جائے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۶، رکوع ۵ تا ۸......سورۃ المائدہ، آیات ۱ تا ۲۶﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ مائدہ کا آغاز کیا ہے، یہ مدنی سورۃ ہے جو صلح حدیبیہ کے فوراً بعد نازل ہوئی، پوری سورۃ ایک ہی خطبہ ہے۔ اس سورۃ میں تین بڑے مضامین بیان ہوئے ہیں:

۱۔ مسلمانوں کی مذہبی، تمدنی اور سیاسی زندگی کے متعلق احکام۔

۲۔ مسلمانوں کو بحیثیت حاکم کس طرح انصاف، اور عدل قائم کرنا چاہیے۔

۳۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے لیے سخت وارننگ ہے کہ رسول پر ایمان لے آئیں۔

سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا ہے کہ عہد کی پابندی ضروری ہے، اور اللہ کے شعائر کی بے حرمتی نہیں ہونی چاہیے۔ احرام کی حالت میں شکار کرنا منع کر دیا گیا اور حکم ہوا کہ حرام و حلال کا شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق خیال رکھا جائے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر حال میں وہ نیکی کے کاموں میں تعاون کریں، اور گناہ کی زیادتی سے ہر حال میں بچیں، مردار، خون، سؤر کا گوشت اور مردہ جانور حرام ہیں۔

مذہبی استھانوں اور غیر اللہ پر نذر و نیاز کی چیزوں کا کھانا اور کھلانا بالکل حرام ہے۔ مسلمانوں کو صرف اللہ سے ڈرنا چاہیے اور اسی کے احکام کی پیروی کرنی چاہیے، ہاں البتہ اضطراری کیفیت میں ایک حد تک حرام کی بھی اجازت ہے۔ کافروں کی ناامیدی کا ذکر بھی ہے کہ اب وہ اسلام کو مغلوب نہیں کر سکتے کہ دین مکمل ہو گیا ہے۔ میں نے اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی اور اسلام کو دین کی حیثیت سے تمہارے لیے پسند کر لیا ہے۔ اب حلال کی گئیں تمہارے لیے کھانے کی پاکیزہ چیزیں اور حلال کی گئیں پاکیزہ عورتیں بھی، خواہ وہ اہل ایمان ہوں یا اہل کتاب میں سے ہوں، البتہ ان کا مہر ادا کیا جائے۔

پھر وضو اور تیمم کے فرائض و مسائل بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اے ایمان والو! جب نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھو لو، سروں پر

ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو، اگر جنابت کی حالت میں ہو تو نہا کر پاک ہو جاؤ، جنابت خواہ مباشرت سے لاحق ہوئی ہو یا خواب میں مادہ خارج ہونے کی وجہ سے، دونوں صورتوں میں غسل واجب ہے۔ اس حالت میں غسل کے بغیر نماز پڑھنا یا قرآن کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

اگر بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو اور تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے، یا تم نے عورتوں سے اختلاط کیا ہو اور پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو، پس اس پر ہاتھ مار کر اپنے منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا کرو، اللہ تم پر زندگی کو تنگ نہیں کرنا چاہتا، مگر وہ چاہتا ہے کہ تمہیں پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دے۔ شاید کہ تم شکر گزار بنو۔

اللہ نے تمہیں صراط مستقیم پر چلایا اور دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے منصب پر تمہیں سرفراز کیا ہے اس کا خیال رکھو اور سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا یعنی "سنا اور اطاعت قبول کی" کے عہد کو نہ بھولو۔

"اے اہل ایمان! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔

ایمان والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کی خطاؤں سے درگزر کیا جائے گا، اور انھیں بڑا اجر ملے گا، جبکہ کفر کرنے والے اور اللہ کی آیات کو جھٹلانے والے دوزخ میں جائیں گے۔

ایمان رکھنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے میں نے بنی اسرائیل سے بھی وعدہ لیا تھا کہ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، میرے رسولوں کو مانو، ان کی مدد کرو، اللہ کے راستے میں مال خرچ کرو میں تمہاری برائیاں زائل کر دوں گا، اور جنت میں داخل کروں گا۔

لیکن انھوں نے کفر کی روش اختیار کی اور صراط مستقیم گم کر دی۔ اسی طرح ہم نے عیسائیوں سے بھی پختہ عہد لیا مگر ان کو بھی جو سبق یاد کرایا گیا تھا، وہ اس کا بڑا حصہ بھول گئے۔

اے اہل کتاب ہمارا رسول تمہارے پاس آگیا ہے، جو کتاب الٰہی کی ان باتوں کو تمہارے سامنے کھول رہا ہے۔ جن پر تم پردہ ڈالتے رہے ہو۔ اور تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے، اور ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو اس کی رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنی رحمت سے ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی جانب لے آتا

ہے۔

اب حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور جہاد کا ذکر ہے، کہ یہودیوں نے اس سے فرار کے لیے کیا کیا حیلے بنائے، اور یہاں تک ان سے کہہ دیا کہ تم اور تمہارا رب دونوں جاؤ اور لڑو، ہم یہاں بیٹھے ہیں ان کی بزدلی کی مذمت کی گئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ دنیا وآخرت میں فوز وفلاح محض ثابت قدمی اور دلیری سے حاصل ہو سکتی ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۶، رکوع ۹ تا ۱۲...... سورۃ المائدہ، آیات ۲۷ تا ۵۶﴾

اسلام صرف پوجا پاٹ کا ایک مذہب نہیں بلکہ مکمل دین اور ضابطۂ حیات ہے، ایک ایسا زبردست معاشرتی وسیاسی نظام ہے جس کے فوجداری قوانین معاشرے کے لیے امن کی ضمانت ہیں۔ یہاں قتل، چوری وغیرہ کے فوج داری قوانین بتاتے ہوئے دنیا میں پہلے قتل ہونے والے انسان کا واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ یہ آدمؑ کے دو بیٹوں کا ذکر ہے کہ قابیل نے ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کر دیا۔

دونوں نے قربانی کی۔ ایک کی قبول ہو گئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی، تو اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اور اس نے ایسا ہی کیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ ایک انسانی جان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس نے کسی ایک انسان کا خون کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے کسی ایک کی جان بچائی اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔

البتہ وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے، یا ان کے پاؤں اور ہاتھ مخالف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ذلت اور رسوائی تو ان کے لیے دنیا میں ہے، اور آخرت میں ان کے لیے بڑی سزا ہے۔

چور خواہ عورت ہو یا مرد، دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔ یہ ان کے جرم کا بدلہ ہے۔ تورات میں ہم نے یہودیوں پر یہ حکم لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت، اور تمام زخموں کے لیے برابر کا بدلہ۔ پھر جو

قصاص کا بدلہ کردے تو اس کے لیے کفارہ ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں اور وہی ظالم ہیں اور وہی فاسق ہیں۔

اے محمد ﷺ! ہم نے تمہاری طرف یہ کتاب بھیجی، جو حق لے کر آئی ہے۔ لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو، اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا رفیق نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اگر کوئی تم سے ان کو اپنا رفیق بناتا ہے تو اس کا شمار بھی پھر انہی میں ہوتا ہے۔ یقیناً اللہ ظالموں کو اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔

تم دیکھتے ہو جن کے دلوں میں منافقت کی بیماری ہے وہ انہی میں دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں، کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہم کسی مصیبت کے چکر میں نہ پھنس جائیں، یعنی سیاسی اور معاشی حیثیت سے ہمارا کوئی نقصان نہ ہو جائے۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے پھرتا ہے تو پھر جائے۔ اللہ اور بہت سے ایسے لوگ پیدا کر دے گا جو اللہ کو محبوب ہوں گے اور اللہ ان کو محبوب ہوگا، جو مومنوں پر نرم اور کفار پر سخت ہوں گے، جہاد کریں گے اور کسی کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔

مومنوں کے لیے نرم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اہل ایمان کے مقابلے میں اپنی طاقت کبھی استعمال نہ کرے۔ اس کی ذہانت، اس کی ہوشیاری، اس کی قابلیت، اثر و رسوخ، اس کا مال، جسمانی زور اور کوئی چیز بھی مسلمانوں کو دبانے، ستانے اور نقصان پہنچانے کے لیے نہ ہو۔ مسلمان اپنے درمیان اس کو نرم خو، رحمدل، ہمدرد اور حلیم انسان پائیں۔ جبکہ مخالفین اسلام کے مقابلے میں وہ پتھر کی چٹان کے مانند ہو۔ انھیں جب بھی اس سے سابقہ پیش آئے ان پر یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اللہ کا بندہ مر سکتا ہے مگر کسی قیمت پر بک نہیں سکتا، اور کسی دباؤ سے دب نہیں سکتا۔ فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اللہ وسیع ذرائع کا مالک ہے، اور سب کچھ جانتا ہے۔

تمہارے رفیق تو حقیقت میں صرف اللہ، اللہ کا رسول اور وہ اہل ایمان ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں جو بھی اللہ، اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا رفیق بنا لے اسے معلوم ہو کہ اللہ کی جماعت ہی غالب رہنے والی ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۶، رکوع ۱۳ تا آخر، سورۃ المائدہ، آیات ۵۷ تا ۸۲﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے اللہ کے فضل سے چھٹا پارہ مکمل کرلیا ہے۔ یہاں اہل کتاب کے علماء اور مشائخ کی بداعمالیاں مذکور ہیں۔ وہ حرام کھاتے ہیں، دنیا پرستی میں گرفتار ہیں، فساد پھیلاتے ہیں۔ اس لیے اہلِ ایمان کو پھر تاکید کی جاتی ہے کہ ایسے اہل کتاب اور دوسرے کافروں کو اپنا دوست اور رفیق نہ بناؤ۔ جب تم نماز کے لیے منادی کرتے ہو تو یہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اذان کی آواز سن کر اس کی نقلیں اتارتے ہیں۔ ان کی یہ حرکتیں اور ان کا انجام خدا کے ہاں فاسقوں کے انجام سے بھی بدتر ہے۔ ان پر خدا کی لعنت اور غصہ نازل ہوا۔ یہ بندر اور سوٴر بنائے گئے، کیونکہ انھوں نے طاغوت کی بندگی کی، اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔ حرام کا مال کھاتے تھے اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے۔

کاش انہوں نے تورات، انجیل اور دوسری کتابوں کو قائم کیا ہوتا، جو ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس بھیجی گئی تھیں، ایسا کرتے تو ان کے لیے اوپر سے رزق برستا اور نیچے سے ابلتا۔

اے پیغمبر ﷺ! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچاؤ یہی پیغمبرانہ ذمہ داری ہے۔ جو بھی اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا، بے شک اس کے لیے نہ کسی خوف کا مقام ہے نہ رنج کا۔

ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا، اور ان کی طرف بہت سے رسول بھی بھیجے۔ مگر جب بھی کسی رسول نے ایسی بات کی جو ان کی خواہشات نفس کے خلاف تھی تو انہوں نے نہ صرف اس کو جھٹلایا بلکہ کئی نبیوں کو قتل بھی کردیا، اور اپنے نزدیک یہی سمجھتے رہے کہ یہ کوئی بڑے گناہ یا فتنے کا کام نہیں۔ یعنی وہ اندھے اور بہرے بن کر رہ گئے۔ پھر اللہ نے انھیں ڈھیل دی، تو ان میں سے اکثر لوگ اور زیادہ اندھے اور بہرے بنتے چلے گئے۔ اللہ ان کی یہ سب حرکات دیکھتا رہا! یقیناً ان لوگوں نے بہت بڑا کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی تھے۔ حالانکہ مسیح تو خود فرماتا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو، جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا۔ اس پر اللہ نے لعنت کی اور جنت حرام کردی اور جہنم اس کا ٹھکانہ بنادیا۔

ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ان لوگوں نے بھی کفر کیا جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔

مسیح ابن مریم اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ بس ایک رسول تھا۔اس سے پہلے اور بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ان کی ماں ایک راست باز عورت تھی اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے! یعنی عیسیٰؑ محض ایک انسان تھے جو ایک عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے، جن کا شجرۂ نسب تک موجود ہے، جو انسانی جسم رکھتے ہیں، تمام تقاضے جو انسان کے لیے مخصوص ہیں، پورے کرتے ہیں، سوتے ہیں، کھاتے ہیں، گرمی اور سردی محسوس کرتے ہیں۔ان کے متعلق انسان کا یہ تصور کہ وہ خدا ہیں، یا خدائی میں خدا کے شریک ہیں۔یہ انسانی ذہن کی ذلالت کے سوا کچھ نہیں۔

عیسائی خود اپنی مذہبی کتابوں میں مسیح کی زندگی کو ایک انسانی زندگی پاتے ہیں۔دیکھو، ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں، پھر بھی یہ الٹے پھرے جاتے ہیں، کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان کی پرستش کرتے ہو، جو تمہارے لیے نہ نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ نفع کا۔حالانکہ سب کچھ سننے اور سب کچھ جاننے والا تو اللہ ہی ہے۔

بنی اسرائیل میں سے جو کافر تھے ان پر داوُدؑ اور عیسیٰؑ نے بھی لعنت بھیجی تھی کیونکہ وہ گنہگار تھے، اور ایک دوسرے کو برائی سے نہیں روکتے تھے، وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہوئے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۷، رکوع ۱ تا ۶، سورۃ المائدہ، آیات ۸۳ تا ۱۲۰﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے اللہ کے فضل سے ساتویں پارے کا آغاز کیا ہے اور سورۃ المائدہ کو مکمل کر لیا ہے۔جہاں یہود ونصاریٰ کی مذمت کرتے ہوئے ان سے دوستی رکھنے سے منع کیا گیا ہے، وہاں بعض عیسائی راہبوں کی ایک صفت بھی بیان کی گئی ہے جو حبشہ میں تھے اور جن لوگوں کو مکہ کے کافروں نے مسلمان مہاجرین کے خلاف ورغلایا تھا۔جب وہ قرآن سنتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ان میں سلامت روی ہے، اور وہ قبولِ حق کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس کے بعد مسلمانوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ شریعت کی حدود کو قائم رکھیں۔ فرمایا! اے اہل ایمان، جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لیے حلال کی ہیں انھیں حرام نہ کرلو، اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ زیادتی کرنے والے لوگ اللہ کو سخت ناپسند ہیں۔ جو حلال وطیب رزق اللہ نے تم کو دیا ہے۔ اسے کھاؤ پیو اور اس خدا کی نافرمانی سے بچتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔ قسم کو توڑنے کا کفارہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ روزمرہ کی بول چال میں تم لوگ جو مہمل قسم کی قسمیں کھالیتے ہو ان پر تو اللہ گرفت نہیں کرتا البتہ جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔ ایسی قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلاؤ، یا انھیں کپڑے پہناؤ، یا ایک غلام آزاد کرو۔

جو ان سب کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم قسم کھا کر توڑ دو۔ اپنی قسموں کا کفارہ دو، اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو۔ اور اے اہل ایمان! یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یعنی وہ سب فضولیات جن کو غیر اللہ کی نذر و نیاز چڑھاوے کے لیے لوگوں نے مخصوص کر رکھا ہو۔ یہ سب گندے اور شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو گے تو تمہیں کامیابی ملے گی۔ شیطان یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض اور عداوت ڈال دے، اور تمہیں خدا کی یاد اور نماز سے روک دے۔ تم شیطان کی بات نہ مانو بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو!

فرمایا! اے اہل ایمان! احرام کی حالت میں شکار نہ مارو، شکار خواہ آدمی خود کرے یا کسی دوسرے سے شکار کروائے، دونوں باتیں حالت احرام میں منع ہیں۔ ہاں البتہ عام موذی جانور اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ سانپ، بچھو، باؤلا کتا اور ایسے دوسرے جانور جو انسان کو نقصان پہنچانے والے ہوں۔ انہیں حالت احرام میں بھی مارا جا سکتا ہے۔

اسی طرح سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حالت احرام میں بھی حلال کر دیا ہے کہ اسے تم کھا بھی سکتے ہو اور قافلے کے لیے زادِ راہ بھی بنا سکتے ہو۔ بس اس خدا کی نافرمانی سے بچو جس کی پیشی میں تم سب کو گھیر کر حاضر کیا جائے گا۔

پھر خانہ کعبہ کی حرمت وعظمت کا ذکر ہے، کہ ہم نے کعبہ کو لوگوں کے لیے اجتماعی زندگی کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔ ماہِ حرام (جن کی بدولت عربوں کو سال کا پورا ایک تہائی زمانہ امن کا نصیب

ہوتا تھا) قربانی کے جانوراور قلادوں کو بھی اس کام میں معاون بنایا۔

پاک اور ناپاک بہرحال یکساں نہیں ہیں۔خواہ ناپاک کی بہتات تمہیں کتنا ہی فریفتہ کرنے والی ہو، حکم ہے کہ بے ہودہ اور لغو باتوں سے متعلق سوالات رسولؐ سے نہ کیے جائیں۔اگلی امتیں ایسے سوالات کی وجہ سے ہی کفر کے قریب پہنچ گئی تھیں۔پھر نصیحت کرنے والوں کو گواہ مقرر کرنے کی تاکید کی گئی ہے،اور یہ بھی کہ وہ شہادت کو کبھی نہ چھپائیں۔پھر قیامت اور اس کی ہولناکی کا ذکر ہے اور یہ بھی سبق ہے کہ آخرت میں فلاح کی تمنا ہے تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔

عیسیٰؑ نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے تھے۔وہ بھی بشر تھے،اور اللہ کے رسول تھے۔اور معجزے کے طور پر اللہ نے سب سے پہلے ان سے گہوارے میں بات کرائی۔پھر اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینے اور مردوں کو زندہ کر دینے کا معجزہ دیا گیا۔

یہ واقعہ بھی ہے کہ عیسیٰؑ کے حواریوں نے ان سے فرمائش کی تو معجزے کے طور پر خدا نے آسمان سے دسترخوان اتار دیا،جس میں سب کے لیے کھانے کا سامان تھا۔قیامت کے دن عیسیٰ کہیں گے کہ میری امت نے اپنے ہی خیال سے مجھے اور میری ماں کو خدا ٹھہرایا ہے۔میں اس بات سے بری ہوں، جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے۔آپ انھیں سزا دیں تو آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو غالب اور دانا ہیں۔

............☆☆☆............

......چھٹی تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۷، رکوع ۷ تا ۱۰...... سورۃ الانعام، آیات ۱ تا ۴۱﴾

خواتین اسلام و معزز حضرات!

آج ہم نے اللہ کے فضل سے نماز تراویح کے چھٹے روز سورۃ الانعام کا آغاز کیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے، جس میں ۲۰ رکوع اور ۱۶۵ آیات ہیں۔ اس سورۃ میں بعض مویشیوں کی حرمت اور بعض کی حلت کے متعلق اہل عرب کے توہمات کی تردید کی گئی ہے۔ اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام الانعام رکھا گیا ہے۔ یہ سورۃ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے آخری سال میں نازل ہوئی۔ اس وقت حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ الکبریٰ کا انتقال ہو چکا تھا۔ آپ سخت مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ اور کفار کی دشمنی اپنے عروج پر تھی۔ اس سورۃ کے مضامین کو سات بڑے عنوانات پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ عقیدۂ آخرت کی تبلیغ۔

۲۔ شرک کا ابطال

۳۔ جاہلیت کے اوہام کی تردید۔

۴۔ کفار کے اعتراضات کا جواب۔

۵۔ مسلم سوسائٹی کے لیے چند بنیادی اصولِ اخلاق۔

۶۔ رسول اکرم ﷺ کے اضطراب اور پریشانی میں ان کی دلجوئی

۷۔ منکرین اور مخالفین کو تنبیہ۔

اس سورۃ میں ان تمام عنوانات پر یکجا گفتگو کی گئی ہے اور انھیں بار بار نئے انداز سے زیر بحث لایا گیا ہے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جس نے دنیا کو تخلیق کیا، اندھیرے اور روشنی کو ساتھ ساتھ رکھا، وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر باتوں کا علم رکھتا ہے۔ حمد و ثنا کے بعد توحید کے متعلق بے شمار نشانیاں یاد دلائی گئی ہیں، جو دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہیں۔ کفار کے اس

اعتراض کا جواب بھی ہے کہ تبلیغ کے لیے فرشتے کیوں نہ آئے۔ کفار کی فطرت یہ ہے کہ فرشتے بھی آ جاتے تو یہ ان پر بھی اعتراض کرتے۔ اگر ہم کاغذ پر لکھی لکھائی کتاب بھی اتار دیتے اور یہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو کر بھی دیکھ لیتے تب بھی انکار کرتے اور کہتے کہ یہ صریح جادو ہے۔

اللہ کی نافرمانی کا نتیجہ تباہی اور بربادی ہے جس کی شہادت تباہ شدہ قوموں کے کھنڈروں سے ہو سکتی ہے۔ مسلمان بن کر ہی دنیا اور آخرت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ اسلام کے معنی ہی اطاعت کے ہیں اور آپ فرما دیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اللہ کی اطاعت کروں، وہ حکمت والا اور صبر والا ہے۔

آپ فرما دیں کہ وہی ایک معبود ہے، اور میں وہ قبول نہیں کرتا جو تم شریک کرتے ہو۔ اب میدان حشر کا ذکر ہے، اور عدالت میں سوال و جواب کی کیفیت کا بیان ہے۔ گناہ گاروں کی سزا کا ذکر بھی ہے، تاکہ مسلمان قوم قیامت کے خوف سے ڈرے، ارشاد ہے:

''جس روز ہم سب کو اکٹھا کریں گے اور مشرکوں سے پوچھیں گے کہ اب وہ تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریک کہاں ہیں جن کو تم اپنا خدا سمجھتے تھے؟ اس وقت یہ کس طرح اپنے اوپر جھوٹ گھڑیں گے۔ وہاں ان کے سارے بناوٹی معبود گم ہو جائیں گے۔ کاش، تم اس وقت ان کی حالت دیکھ سکتے جب وہ دوزخ کے کنارے کھڑے کیے جائیں گے۔ اس وقت وہ کہیں گے کہ کاش کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں، اور اپنے رب کی نشانیاں نہ جھٹلائیں، اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ کاش وہ منظر تم دیکھ سکو جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے۔ اس وقت ان کا رب ان سے پوچھے گا! کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ یہ کہیں گے ہاں، اے ہمارے رب! یہ حقیقت ہی ہے۔ وہ فرمائے گا، ''اچھا تو اب اپنے انکارِ حقیقت کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھو۔

نقصان میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اللہ سے اپنی ملاقات کی اطلاع کو جھوٹ قرار دیا جب اچانک وہ گھڑی آ جائے گی تو یہی لوگ کہیں گے ''افسوس'' ہم سے اس معاملے میں کیسی تقصیر ہوئی اور ان کا یہ حال ہوگا کہ اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادے ہوئے ہوں گے، دیکھو کیسا

برا بوجھ ہے جو یہ اٹھا رہے ہیں۔ دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشا ہے۔ حقیقت میں آخرت ہی کا مقام ان لوگوں کے لیے بہتر ہے جو زیاں کاری سے بچنا چاہتے ہیں۔

دعوت و تبلیغ کی اہمیت بھی بتائی جا رہی ہے، اور اس راہ میں تکلیفوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کی تلقین بھی کی جا رہی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے نبیوں کا مذاق اڑایا وہ برباد ہوئے۔ دنیا کی عیاشیوں میں خدا کو بھول گئے پھر عذاب الٰہی نے ان کو پکڑ لیا۔ اللہ کی گرفت سے کوئی شخص باہر نہیں ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۷، رکوع ۱۱ تا ۱۵، سورۃ الانعام، آیات ۴۲ تا ۸۲﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں تلاوت کی جانے والی آیات کا مختصراً خلاصہ یہ ہے کہ اے نبی ﷺ! آپ فرما دیں کہ کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ تمہاری قوتِ سماعت اور قوتِ بینائی چھین لے، اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے تو اللہ کے سوا کون ہے۔ جو یہ قوتیں تم کو واپس دلا سکتا ہے؟ پھر عذاب کی دھمکی اور ایمان والوں کو خوش خبری ہے۔

قیامت کے دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ نہ سفارش چلے گی اور نہ مال و دولت فائدہ دیں گے۔ صرف عمل صالح ہی سے عذاب ٹل سکتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے واسطے سے امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی سے غافل نہ رہیں اور جو لوگ اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں انھیں اپنے پاس سے نہ ہٹائیں بلکہ ان سے حسنِ سلوک کریں۔ رحمت والا خدا ضرور توبہ کرنے والوں کو بخش دے گا۔ کسی کی خواہش کی پیروی نہ کی جائے۔ صرف اللہ کی اطاعت کی جائے، ہر قسم کے شرک سے بچا جائے۔

پھر ارشاد ہے: کہ غیب کی کنجیاں صرف اور صرف اللہ کے پاس ہیں، بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے کہو: میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں، اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ یہ سارے علم تو اس اللہ کی طرف سے ہیں کہ کسی درخت کا پتا بھی اس کے علم کے بغیر نہیں گرتا۔

زمین کی تہہ ہو، خشکی ہو، تری ہو، ہر چیز کا اسے علم ہے۔ وہ اپنے بندوں پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے۔ اس لیے ان پر نگہبان بھیجتا ہے جو موت کے وقت بھی ہوتے ہیں، دنیا میں اترنے والے کئی قسم کے عذاب ہوتے ہیں۔

آپس میں خانہ جنگی بھی عذاب الٰہی ہے۔ ایمان کی تلقین، اتحاد اور اتفاق کی تعلیم دنیا پرستی سے احتراز کا حکم ہے اور یہ بھی حکم ہے کہ ان لوگوں سے دور رہو جو اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اعتراض کرتے ہیں، اور دنیا میں غرق رہتے ہیں۔ پھر قیامت کا ذکر ہے، تاکہ معلوم ہو سکے کہ شرک کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ ہے، جب انہوں نے اپنے باپ آذر سے کہا تھا کہ آپ ان بتوں کو خدا بناتے ہیں جن کے پاس کوئی اختیار نہیں، میں آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھ رہا ہوں۔

ابراہیمؑ کو ہم زمین و آسمان کا نظامِ سلطنت دکھا رہے تھے کہ اس کا یقین مزید پختہ ہو جائے۔ وہ بڑی حکمت سے بتدریج قوم کو توحید کی طرف لائے تھے۔ رات کے وقت انہوں نے ایک ستارہ دیکھا، اور کہا کہ لوگو! ان بتوں سے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ شاید یہ ہمارا رب ہے۔ مگر جب وہ ڈوب گیا تو ابراہیمؑ نے کہا کہ ڈوب جانے والوں کا تو میں گرویدہ نہیں ہوں۔ پھر جب چاند چمکتا نظر آیا تو کہا یہ ہے میرا رب مگر جب وہ بھی ڈوب گیا تو کہا: اگر میرا رب میری رہنمائی نہ کرے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہو جاؤں گا۔

پھر سورج کو روشن دیکھا تو کہا: یہ ہے میرا رب۔ یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی ڈوبا تو ابراہیمؑ پکار اٹھے: برادرانِ قوم! میں ان سب سے بیزار ہوں جنہیں تم خدا کا شریک ٹھہراتے ہو۔ میں نے تو یکسو ہو کر اپنا رخ اس ہستی کی طرف کر لیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اور میں ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ اس کی قوم اس سے جھگڑنے لگی تو اس نے قوم سے کہا: "کیا تم اللہ کے معاملے میں مجھ سے جھگڑتے ہو؟ حالانکہ اس نے مجھے راہِ راست دکھادی ہے اور میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے نہیں ڈرتا۔ ہاں اگر میرا رب کچھ چاہے تو وہ ضرور ہو سکتا ہے۔ میرے رب کا علم ہر چیز پر چھایا ہوا ہے۔ پھر کیا اس حقیقت سے واقف ہو کر بھی تمہیں ہوش نہ آئے گا؟ آخر میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جبکہ تم اللہ کے ساتھ ان چیزوں کو خدائی میں شریک بناتے ہو جن کے لیے اس نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ ہم دونوں

فریقوں میں سے کون زیادہ بے خوفی واطمینان کا مستحق ہے۔ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ ہدایت پر صرف وہ ہیں جو ایمان لائے اور ہر قسم کی گمراہی سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھا۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۷، رکوع ۱۶ تا ۱۹، سورۃ الانعام، آیات ۸۳ تا ۱۱۱﴾

پچھلی آیات میں تسلسل کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر ہے، کہ ہم نے ابراہیمؑ کو ان کی قوم کے مقابلے میں حجت دی۔ ہم جسے چاہتے ہیں، بلند مرتبے عطا کرتے ہیں۔ پھر ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی، اور ہر ایک کو راہِ راست دکھائی، جو اس سے پہلے نوحؑ کو دکھائی تھی اور اس کی نسل سے ہم نے داؤدؑ، سلیمانؑ، ایوبؑ، یوسفؑ، اور ہارونؑ کو ہدایت بخشی اور انہی کی اولاد سے زکریاؑ، عیسیٰؑ، اور الیاسؑ کو صالحین کا سردار بنایا اور اس خاندان سے اسماعیلؑ، الیسعؑ، یونسؑ، اور لوطؑ کو ہم نے دنیا والوں پر فضیلت دی۔

یہ اللہ کی ہدایت ہے اپنے بندوں میں سے وہ جس کی چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ شرک سے کس قدر ناراض ہوتے ہیں، اس کا اظہار کرتے ہوئے اپنے ۱۸ جلیل القدر پیغمبروں کا نام لے کر فرمایا کہ اگر ان میں سے بھی کسی نے شرک کیا ہوتا تو ان سب کا کیا کرایا غارت ہو جاتا۔ یعنی جس شرک میں تم لوگ مبتلا ہو اگر کہیں یہ پیغمبر بھی مبتلا ہوتے تو یہ مرتبے ہرگز نہ پاسکتے تھے۔ یہ تو وہ لوگ تھے جن کو ہم نے کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی۔ اب اگر یہ لوگ اس کو ماننے سے انکار کرتے ہیں تو پروا نہیں!

اے محمد ﷺ! وہ لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے۔ تم بھی انہی کے راستے پر چلو، اور کہہ دو کہ میں اس تبلیغ وہدایت کے کام پر تم سے کسی معاوضے کا طالب نہیں ہوں۔ یہ تو تمام دنیا والوں کے لیے ایک نصیحت عام ہے۔ مخالفین، بالخصوص یہود، کہتے ہیں کہ خدا نے آج تک کسی بشر پر کوئی کتاب نازل نہیں کی، اگر ایسا ہے تو تورات کس نے نازل کی؟ اور وہ جس پر نازل ہوئی وہ بھی بشر ہی تھا۔ اور قرآن تو ایسی مبارک کتاب ہے جو اگلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ مکہ والوں اور تمام انسانوں کو اس سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے کہ مجھ پر وحی آئی، حالانکہ اس پر وحی نہیں آئی۔ ایسے لوگ دیکھیں گے کہ آخرت میں

ان پر کیا عذاب ہوگا! اللہ کی ربوبیت کو دیکھنے کے لیے اور سمجھنے کے لیے کائنات میں پھیلی ہوئی کارسازیوں کو دیکھنا کافی ہوسکتا ہے۔اس کے نظام میں کسی کو دخل نہیں۔

دانے اور گٹھلی کو پھاڑ کر پودے نکالنے والا اللہ ہے۔زندہ سے مردہ کو اور مردہ سے زندہ کو خارج کرتا ہے۔ پردۂ شب کو چاک کر کے وہی صبح طلوع کرتا ہے۔اس نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے۔اس نے چاند اور سورج کے طلوع وغروب کا حساب مقرر کیا ہے۔ یہ سب اسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھہرائے ہوئے اندازے ہیں اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ دیکھو، ہم نے نشانیاں کھول کر بیان کردی ہیں۔

وہی اللہ ہے جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر ہر ایک کے لیے ایک جائے قرار ہے اور اس کے سونپے جانے کی جگہ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس پانی کے ذریعے ہر قسم کی نباتات اگائی۔ پھر اس نے ہرے بھرے کھیت اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہہ بہ تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے، اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے نکالے، جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں۔انگور، زیتون، اور انار کے باغ لگائے، جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور ہر ایک کی خصوصیات جدا جدا بھی ہیں۔ یہ درخت جب پھلتے ہیں تو ان پر پھل آنے اور پھر ان کے پکنے کی کیفیت ذرا غور سے دیکھو، ان چیزوں میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں اور جو کچھ بوجھ رکھتے ہیں۔افسوس کہ لوگوں نے اتنی بڑی ہستی کے ساتھ بھی شرک کیا، یہ ہے اللہ تمہارا رب۔کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے۔ ہر چیز کا خالق ہے۔لہٰذا تم اسی کی بندگی کرو۔دیکھو، تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بصیرت کی روشنیاں آگئی ہیں۔اب جو بینائی سے کام لے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو اندھا بنے گا وہ خود ہی نقصان اٹھائے گا۔اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپؐ ان کے لیے دلیل نہیں ہیں۔اگر وہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی کو پوجتے ہیں تو تم انھیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔

یعنی تبلیغ کے جوش میں اتنے بے قابو نہ ہوجائیں کہ غیر مسلموں کے عقائد پر سخت حملے کرنے اور ان کے پیشواؤں اور معبودوں کو گالیاں دینے کی نوبت پہنچ جائے اور ردِ عمل کے طور پر وہ معاذ اللہ، اللہ اور اس کے رسول کو برا بھلا کہنے لگیں، یعنی تبلیغ میں حکمت بہت ضروری ہے، تبلیغ کسی کو

مشتعل کرنے کے لیے نہیں، خیر خواہی کے لیے کی جاتی ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۸، رکوع ۱ تا ۴..... سورۃ الانعام، آیات ۱۱۲ تا ۱۴۴﴾

خواتین و حضرات!

اللہ کے فضل اور اس کے خاص احسان سے نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے آٹھویں پارے کا آغاز کر دیا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ منکرین اور ہٹ دھرمی کرنے والوں کی ذہنیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ تو اس وقت بھی ایمان نہیں لائیں گے جب ان کی آنکھوں کے سامنے فرشتے اتریں یا قبر سے مردے زندہ ہو کر اٹھیں، وہ تو حیلے ہی کرتے رہیں گے اور قرآن کے احکام واضح طور پر اللہ کی طرف سے ہیں، جن کی پیروی کرنی چاہیے۔ کسی کی خواہش کی پیروی نہ کی جائے۔ حلال و حرام سے متعلق واضح احکامات بیان فرمائے گئے ہیں:

فرمایا: جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو وہ حرام ہے اور جس جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو وہ حلال ہے۔ حرام جانور کا گوشت نہ کھاؤ۔ ایسا کرنا گناہ ہے۔ شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں شکوک و اعتراضات القا کرتے ہیں کہ وہ تم سے بحث کریں۔ علماءِ یہود، عرب کے جہلاء کو نبیؐ پر اعتراض کرنے کے لیے جو سوالات سکھایا کرتے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آخر کیا معاملہ ہے کہ جسے خدا مارے وہ تو حرام اور جسے ہم ماریں وہ حلال ہو جائے؟ یہ ایک ادنیٰ سا نمونہ ہے اس ٹیڑھی ذہنیت کا، جو ان نام نہاد اہل کتاب میں پائی جاتی تھی۔ وہ اس قسم کے سوالات گھڑ گھڑ کر پیش کرتے تھے، تا کہ عوام کے دلوں میں شبہات ڈالیں، اور انھیں حق سے لڑنے کے لیے ہتھیار فراہم کر کے دیں۔

جب ان کے سامنے کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں ہم نہ مانیں گے جب تک وہ چیز خود ہم کو نہ دی جائے جو رسولوں کی دی گئی ہے، یعنی جو فرشتہ نبیوں پر آیا وہ فرشتہ خود ہمارے پاس آئے اور ہم سے یہ کہے کہ یہ اللہ کا پیغام ہے۔ اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اپنی پیغمبری کا کام کس سے لے اور کس طرح لے۔ قریب ہے وہ وقت جب یہ مجرم اپنی مکاریوں کی پاداش میں اللہ کے ہاں ذلت اور سخت عذاب سے دوچار ہوں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ جسے اللہ ہدایت بخشنے کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہے اور اسلام کی صداقت پر اسے پوری طرح مطمئن کر دیتا ہے، شکوک وشبہات، تذبذب اور تردد کو دور کر دیتا ہے اور جسے گمراہی میں ڈالنے کا ارادہ کرتا ہے، اس کے سینے کو تنگ کر دیتا ہے اور ایسا بھینچتا ہے کہ اسلام کا تصور کرتے ہی اسے یوں معلوم ہونے لگتا ہے گویا اس کی روح آسمان کی طرف پرواز کر رہی ہو۔ اس طرح حق سے فرار اور نفرت کی ناپاکی ان لوگوں پر مسلط کر دی جاتی ہے جو ایمان نہیں لاتے، حالانکہ یہ راستہ تمہارے رب کا سیدھا راستہ ہے۔

اس کے نشانات ان لوگوں کے لیے واضح کر دیے گئے ہیں جو نصیحت قبول کرتے ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس سلامتی کا گھر ہے، وہ ان کا سرپرست ہے کیونکہ انہوں نے صحیح طرزِ عمل کو اختیار کیا ہے۔ جن وانس کی ہدایت کے لیے رسول اور ہادی آئے۔ یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بغیر اتمام حجت کے، کوئی بستی تباہ نہیں کرتا، اسے ہر طرح کی قدرت حاصل ہے کہ وہ کل کی طرح آج بھی بستیوں کو تباہ کر دے، قیامت کے دن جب اللہ ان سے پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے وہ پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو میری آیات سناتے تھے۔ اور اس دن کے انجام سے ڈراتے تھے؟ وہ کہیں گے! ہاں ہم اپنے خلاف خود ہی گواہی دیتے ہیں۔ اس روز اقرار کریں گے کہ ہاں، ہماری طرف رسول پر رسول آتے رہے ہیں، جو ہمیں حقیقت سے خبردار کرتے رہے، مگر یہ ہمارا قصور تھا کہ ہم نے ان کی بات نہ مانی۔

شرک اور مشرکین کی مذمت کی گئی ہے کہ مشرکین نئی نئی باتیں گھڑ لیتے ہیں، اور اولاد کو قتل کر دیتے ہیں، اللہ کے دیے ہوئے رزق کو بغیر علم کے حرام قرار دیتے ہیں۔ ایسی تمام حرکتیں اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

حکم ہے کہ باغ یا کھیتی کی زکوٰۃ ادا کی جائے، جبکہ پھل توڑے جائیں یا کھیتی کاٹی جائے، پھر خدا کے انعامات کا ذکر ہے جو بندوں پر کیے گئے ہیں: مثلاً، سواری اور گوشت کے لیے جانور پیدا کیے گئے ہیں۔ حلال جانوروں کے سلسلے میں ارشاد ہے کہ ان کو بتوں پر چڑھانا محض مشرکانہ رسم ہے۔ خدا کا حکم ایسا ہرگز نہیں ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۸، رکوع ۵ تا ۷، سورۃ الانعام، آیات ۱۴۵ تا ۱۶۵﴾

آج کی نماز تراویح کے اختتام پر ہم نے اللہ کے فضل اور انعام سے سورۃ الانعام کو مکمل کر لیا ہے یہاں مشرکین کو جواب دیتے ہوئے اللہ کا ارشاد ہے کہ خدا نے مردار، بہتا ہوا خون، خنزیر اور ایسے جانور جن پر خدا کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا گیا ہو، حرام قرار دے دیے ہیں۔ ہر ناخن والا جانور اور بعض دوسری چیزیں یہودیوں پر بطور سزا حرام تھیں۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ مشرکین اٹکل پچو باتیں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے۔ اب ایسی دس باتیں بتائی گئی ہیں جن کا ارتکاب سخت گناہ اور قیامت میں عذاب کا موجب ہے۔ اے محمدؐ ان سے کہو: آؤ میں تمہیں سناؤں کہ تمہارے۔ رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں۔

۱۔ کہ اس اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

۲۔ والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو۔

۳۔ اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے۔

۴۔ بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ، خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی۔

۵۔ کسی جان کو، جسے اللہ نے محترم ٹھہرایا ہے، ہلاک نہ کرو۔

۶۔ یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ اسے امانت سمجھو۔

۷۔ ناپ تول میں پورا انصاف کرو۔

۸۔ جب بات کہو، انصاف کی کہو، خواہ معاملہ اپنے رشتہ داروں ہی کا کیوں نہ ہو۔

۹۔ اللہ کے عہد کو پورا کرو۔

۱۰۔ صرف میرے ہی راستے پر چلو، دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ سیدھے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔

ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تمہیں دی ہے، شاید کہ تم نصیحت قبول کرو اور کج روی سے بچو۔

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک دلیل روشن، ہدایت اور رحمت آ گئی ہے اب اس

سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیات کو جھٹلائے اور ان سے منہ موڑے۔ جو لوگ ہماری آیات سے منہ موڑتے ہیں انھیں اس روگردانی کی پاداش میں ہم بدترین سزا دے کر رہیں گے۔

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ در گروہ بن گئے، یقیناً ان سے تمہارا کچھ واسطہ نہیں۔ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ وہی ان کو بتائے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے۔

جو اللہ کے حضور نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے دس گنا اجر ہے اور جو بدی لے کر آئے گا اس کو اتنا ہی بدلہ دیا جائے گا جتنا اس نے قصور کیا ہے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اے محمدؐ! کہو، میرے رب نے مجھے بالیقین سیدھا راستہ دکھا دیا ہے۔ بالکل ٹھیک دین جس میں کوئی ٹیڑھ نہیں: ابراہیمؑ کا طریقہ، جسے یکسو ہو کر انھوں نے اختیار کیا تھا۔ وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ کہو میری نماز، میری قربانی، تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے، اور میں اللہ کے لیے سب سے پہلے سرِ اطاعت جھکانے والا ہوں۔

کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور رب تلاش کروں حالانکہ کائنات کی ساری چیزوں کا رب تو اللہ ہے؟ میرا رب کوئی اور کیسے ہو سکتا ہے؟ کس طرح یہ بات معقول ہو سکتی ہے کہ ساری کائنات تو اللہ کے نظام پر چل رہی ہو اور کائنات کا ایک جز ہونے کی حیثیت سے میرا اپنا وجود بھی اسی نظام پر عامل ہو، مگر میں اپنی شعوری اور اختیاری زندگی کے لیے کوئی اور رب تلاش کروں؟ کیا پوری کائنات کے خلاف میں اکیلا ایک دوسرے رخ پر چل پڑوں؟ ہر شخص جو بھی عمل کرے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے کوئی شخص دوسرے کی ذمہ داری نہیں لے گا۔

تم سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے اس وقت وہ تمہارے اختلافات کی حقیقت تم پر کھول دے گا۔ وہی ہے جس نے تم کو زمین پر خلیفہ بنایا، تمہیں اہمیت دی، اس لیے کہ وہ تمہاری آزمائش کرے، بے شک، تمہارا رب سزا دینے میں بہت تیز، بہت درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا بھی ہے!

............☆☆☆............

......ساتویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۸، رکوع ۸ تا ۱۲......سورۃ الاعراف، آیات ا تا ۴۷﴾

انتہائی قابل احترام بزرگو دوستو! اور خواتین اسلام!

آج نماز تراویح کی ابتداء ہی سے ہم نے سورۃ الاعراف کا آغاز کیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲۰۶ آیات اور ۲۴ رکوع ہیں۔ اس سورۃ کا مرکزی مضمون دعوت و رسالت ہے۔ لیکن اس میں تنبیہ کے انداز کا رنگ پچھلی سورۃ الانعام سے بھی زیادہ ہے۔ یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو حکمتِ تبلیغ سے متعلق مزید ہدایات بھی دی گئی ہیں، اور صبر سے کام لینے کا حکم ہے۔

اس سورۃ کا زمانہ نزول بھی تقریباً وہی ہے جو سورۃ الانعام کا ہے۔ اس لیے اس میں بھی مکہ والوں کو زیادہ مخاطب کیا گیا ہے، لیکن کبھی کبھی یہود کو بھی منافقانہ روش سے باز آنے کے لیے کہا گیا ہے۔ سورۃ کے آخر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایات دی گئیں کہ دشمن کی اشتعال انگیزی سے ہوشیار رہیں اور صبر وضبط سے کام لیں۔

اس سورۃ کے شروع میں نزولِ قرآن کی غرض بتائی گئی ہے، کہ اس سے منکرین کو برے انجام سے ڈرایا جائے، اور مومنین کو آگاہ کیا جائے کہ اللہ پاک نے اپنے رسولوں کے ذریعے کس کس طرح ان کی اصلاح چاہی۔ اللہ نے تمہیں زمین میں جگہ دی اور روزی دی۔ اس نے تم کو پیدا کیا اور صورت بنائی، پھر فرشتوں سے سجدہ کروا کے تمہاری شان کو بلند کیا، لیکن شیطان نے خود کو برتر سمجھ لیا اور آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور مردود ہوا۔ اس نے انسانوں کو ورغلایا، یعنی ورغلانے کا دعویٰ کیا۔ تو اللہ نے فرمایا: یہاں سے ذلیل ہو کر نکل جا اور یاد رکھ! ان میں سے جو تیری پیروی کریں گے، تجھ سمیت ان سے جہنم کو بھر دوں گا۔

پھر آدم سے فرمایا کہ تو اور تیری بیوی جنت میں رہو، جہاں جس چیز کو تمہارا دل چاہے، کھاؤ، مگر اس درخت کے قریب نہ جانا، ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے، پھر شیطان نے ان کو بہکایا،

تا کہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھول دے۔ اس نے کہا: تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ، اور تمہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے اس نے قسم کھا کر ان سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔

اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخر کار جب انہوں نے اس درخت کا مزہ چکھا تو ان کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے، اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔

تب ان کے رب نے ان سے کہا: کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہ روکا تھا، اور نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے؟ دونوں بول اٹھے: اے ربّ! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اب اگر تو نے ہم سے درگزر نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو یقیناً ہم تباہ ہو جائیں گے۔

ان کو زمین پر اتار دیا گیا، جہاں انسانوں کا جینا اور مرنا ہے۔ اب لباس کا ذکر ہے، کہ وہ ستر پوشی کے لیے ہوتا ہے۔ تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار نہیں کرتے وہ شیطان کے حملوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے اللہ کی عبادت اور دعا خلوص سے ہونی چاہیے بعض گمراہ لوگ، خود کو حق پر گامزن سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ شیطان کے رفیق ہوتے ہیں۔

مسجد سے رشتہ رکھنے اور اس سے عزت حاصل کرنے کا حکم ہے۔ فضول خرچی سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے لیکن یہ بھی کہا گیا کہ زینت اور حلال رزق کو بھی حرام نہ ٹھہراؤ، البتہ نفاق، ظلم، تکبر اور شرک وغیرہ حرام ہے۔ انبیاء علیہم السلام اللہ کی آیات لے کر آئے ہیں۔ جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کی اسے کوئی خوف اور غم نہیں ہوگا۔

لیکن جنھوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا وہ ہمیشہ کے لیے دوزخی ہیں وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ سوئی کے سوراخ میں سے اونٹ نہیں گزرے گا کیا مطلب؟ نہ تو کبھی سوئی کے سوراخ سے اونٹ گزرے گا اور نہ یہ بدبخت جنت میں جا سکیں گے۔ پھر اہل جنت اور اہل دوزخ کا مکالمہ ہے۔

جنت والے کہیں گے: کیا تم نے دیکھ لیا کہ پروردگار کا وعدہ کتنا سچا ہے؟ تو اہلِ دوزخ کہیں گے ہاں دیکھ لیا۔ جنت والے کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ نمبر ۸، رکوع ۱۴ تا آخر، سورۃ الاعراف، آیات ۴۸ تا ۸۷ ﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں اللہ کے فضل سے ہم نے آٹھواں پارہ مکمل کر لیا ہے یہاں اصحاب اعراف اور اصحاب جنت کا مکالمہ ہے کہ اصحابِ اعراف جنت کے امیدوار ہوں گے اور اہل جنت سے پکار کر کہیں گے کہ سلامتی ہو تم پر اور جب وہ اصحاب اعراف دوزخیوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے رب ہم کو ظالموں کا ساتھی نہ بنانا۔

اہل دوزخ اور اصحابِ اعراف کے کچھ مکالموں کے بعد ذکر ہے کہ جنت والے کس قدر، آرام و آسائش کے ساتھ رہیں گے اور دوزخ والے کتنی تکلیفوں میں ہوں گے اور یہ صورت ہمیشہ کے لیے ہوگی اس دن معلوم ہوگا کہ اللہ نے اپنے رسولوں کے ذریعے جو پیغام دیا تھا وہ کتنا سچا تھا۔

اب ارشاد ہوتا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں کو اللہ نے چھ دنوں میں بنایا اور وہ عرش پر ہے۔ وہی ہے جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج، چاند اور تارے پیدا کیے، سب اسی کے حکم کے تابع ہیں۔

پس اپنے رب کو پکارو، گڑگڑاتے ہوئے، اور چپکے چپکے، زمین میں فساد برپا نہ کرو، خدا ہی کو طمع اور خوف کے ساتھ پکارو۔ یقیناً اللہ کی رحمت محسنین کے قریب ہے وہ اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری لیے ہوئے بھیجتا ہے۔ پھر جب وہ پانی سے لدے ہوئے بادل اٹھا لیتی ہیں تو انھیں کسی مردہ سرزمین کی طرف حرکت دیتا ہے اور وہاں مینہ برسا کر اس مری ہوئی زمین سے طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے۔ اسی طرح ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں، شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو، جو زمین اچھی ہوتی ہے وہ اپنے رب کے حکم سے اچھا پھل لاتی ہے اور جو زمین خراب ہوتی ہے اس سے ناقص پیداوار کے سوا کچھ نہیں نکلتا، یہی انسانی فطرت کا حال ہے۔ شکر گزار بننے والوں کے لیے ہم اپنی نشانیاں بار بار پیش کرتے ہیں۔ اب نوحؑ کی دعوت، ان کی قوم کی سرکشی اور پھر طوفان کی شکل میں عذاب کا تذکرہ ہے کہ کس طرح اللہ نے اپنے رسولوں کے دشمنوں کو تباہ کیا، اور کس طرح ان کے پیروکاروں کو عذاب سے بچایا۔

پھر ہودؑ کا ذکر ہے، کہ ان کی دعوت کا انکار ان کی قوم عاد نے کیا، خدا سے سرکشی کی اور تکبر

کیا، نتیجہ وہی ہوا جو قومِ نوح علیہ السلام کا ہوا تھا: یعنی، عاد پر عذاب نازل ہوا اور اللہ نے ہودؑ کو بچا لیا۔ پھر صالحؑ کا ذکر ہے کہ انھیں ان کی قوم ثمود کی طرف بھیجا۔ انہوں نے کہا: اے برادرانِ قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔

تمہارے پاس تمہارے رب کی کھلی دلیل آ گئی ہے یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے پاس ایک نشانی کے طور پر ہے۔ لہٰذا اسے چھوڑ دو کہ خدا کی زمین پر چلتی پھرے۔ اسے کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا، ورگرنہ دردناک عذاب کا شکار ہو جاؤ گے۔ یہ وہ قومیں تھیں، جنھیں زمین پر ہم نے بڑی قدر ومنزلت سے نوازا، یہ ہموار میدانوں میں عالیشان محل بناتے، اور پہاڑوں کو کھود کر مکانات کی شکل میں تراشتے۔ انھوں نے اپنی بڑائی اور نشے میں اللہ کے نبی کو جھٹلایا۔ اور اس اونٹنی کو مار ڈالا، اور صالحؑ سے کہہ دیا کہ لے آؤ وہ عذاب جس کی ہمیں دھمکیاں دیتے ہو۔

پھر ایک دہلا دینے والی آفت نے انھیں آلیا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے کے پڑے رہ گئے۔ صالح علیہ السلام یہ کہتے ہوئے اس بستی سے نکل گئے کہ اے میری قوم! میں نے اپنے رب کا پیغام تجھے پہنچا دیا۔ میں نے تمہاری بہت خیر خواہی کی مگر میں کیا کروں، تمہیں خود ہی اپنی خیر پسند نہیں ہے۔

لوط علیہ السلام کی قوم ان سے بھی گئی گزری تھی۔ وہ بے حیا ہو گئے تھے، اور فحش کام کرتے تھے۔ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے۔ ایسا برا کام پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا تھا۔ جب لوطؑ نے انھیں سمجھایا تو انھوں نے کہا: اس کو اپنی بستی سے نکالو یہ بڑا پاکباز بنتا ہے۔ پھر اللہ نے اس قوم پر پتھروں کی بارش نازل کر کے انھیں نشانِ عبرت بنا دیا۔

مدین والوں کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا: برادرانِ قوم! اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ زمین میں فساد برپا نہ کرو۔ زندگی کے ہر راستے میں رہزن بن کر نہ بیٹھ جاؤ۔ لوگوں کو خوف زدہ نہ کرو اور ایمان کے راستے سے نہ روکو۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۹، رکوع ۱ تا ۱۶، سورۃ الاعراف، آیات ۸۸ تا ۱۴۱﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے نویں پارے کا آغاز کردیا ہے۔ سلسلۂ کلام وہیں سے شروع ہوتا ہے جو آٹھویں پارے میں تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے۔ شعیبؑ کا ذکر ہورہا ہے کہ ان کی قوم یعنی اہل مدین دنیا پرست تھے۔ مال و دولت کے حریص تھے۔ ناپ تول میں کمی بیشی کیا کرتے تھے۔ شعیبؑ نے انھیں اللہ کا پیغام پہنچایا، لیکن ان لوگوں نے تکبر کیا۔ آخر زلزلے نے ان لوگوں کو دبوچ لیا اور وہ گھروں میں اوندھے پڑے رہے۔ اسی طرح جہاں کوئی نبی مبعوث ہوا اور قوم نے اسے جھٹلایا تو پہلے معاشی تنگی، قحط سالی اور وباء آئی، پھر فراغت اور خوشحالی سے ان کو آزمایا، لیکن ان آسائشوں کے باوجود، انہوں نے حق کا راستہ اختیار نہیں کیا۔ تو پھر عام تباہی آئی۔ اگر قرآن کے ساتھ بھی اسی طرح کی سرتابی اور بغاوت کی گئی تو اس طرح کے عذاب پھر بھی آسکتے ہیں۔

لوگوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ دیکھیں موسیٰؑ کے ساتھ فرعون اور اس کے سرداروں نے کیا کیا۔ موسیٰؑ نے جب فرعون اور اس کے سرداروں کو حق کی دعوت دی اور بتایا کہ میں کائنات کے مالک کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں تو انہوں نے نشانی طلب کی۔

موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا تو وہ یکا یک ایک جیتا جاگتا اژدھا بن گیا۔ انھوں نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے چمک رہا تھا۔ اس پر فرعون کی قوم کے سرداروں نے آپس میں کہا کہ یقیناً یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے، اور تمہیں تمہاری زمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔ پھر ان سب نے فرعون کو مشورہ دیا کہ سلطنت کے تمام ماہر جادوگر اکٹھے کیے جائیں اور موسیٰؑ سے ان کا مقابلہ کرایا جائے۔ چنانچہ فرعون نے تمام جادوگر اکٹھے کر لیے اور انھیں یقین دلایا کہ اگر تم موسیٰ پر غالب آئے تو تمہیں خوب نوازوں گا۔ مقابلہ شروع ہوا انہوں نے موسیٰ سے کہا تم پھینکتے ہو یا ہم پھینکیں، موسیٰ نے جواب دیا تم ہی پھینکو۔ پھر موسیٰ کے جواب میں لاٹھیاں اور رسیاں پھینکیں تو وہ نگاہوں کو مسحور اور دلوں کو خوف زدہ کردینے والے سانپوں میں بدل گئیں اور وہ بڑا ہی زبردست جادو بنا لائے تھے۔

ہم نے موسیٰ کو اشارہ کیا پھینک اپنا عصا۔ اس کا پھینکنا تھا کہ آن کی آن میں وہ ان کے جھوٹے طلسم کو نگلتا چلا گیا۔ اس طرح جو حق تھا وہ حق ثابت ہوا اور جو کچھ انہوں نے بنا رکھا تھا وہ باطل ہو کر رہ گیا۔ فرعون اور اس کے ساتھی میدانِ مقابلہ میں مغلوب ہوئے۔ جادوگر تو فوراً سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں بلکہ معجزہ ہی ہو سکتا ہے۔ اس لیے وہ فوراً سجدے میں گر گئے، اور کہنے لگے کہ ہم اس رب العالمین پر ایمان لے آئے، جسے موسیٰ اور ہارون مانتے ہیں، فرعون نے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر ایمان لے آئے! میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹوا دوں گا اور تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔

انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ اس کی نشانیاں دیکھ لینے کے بعد ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے۔ انہوں نے دعا کی: اے رب ہم پر صبر کا فیضان کر، اور ہمیں دنیا سے اٹھا تو اس حال میں کہ ہم تیرے فرماں بردار ہوں، فرعون نے موسیٰ کی قوم پر مظالم ڈھانے شروع کر دیے۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ زمین اللہ کی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔

قوم کا جواب تھا کہ ہم تیرے آنے سے پہلے بھی ستائے جاتے تھے، اور تیرے آنے پر بھی ستائے جا رہے ہیں، موسیٰ نے کہا کہ وہ وقت قریب ہے جب خدا تمہارے دشمنوں کو ہلاک کر دے گا، اور تم کو زمین کا خلیفہ بنائے گا۔

ہم نے فرعون کے لوگوں کو کئی سال تک قحط اور پیداوار کی کمی میں مبتلا رکھا، کہ شاید ان کو ہوش آئے لیکن ان کا حال تو یہ تھا کہ جب کوئی بھلائی ان کو حاصل ہوتی تو سمجھتے کہ وہ ہمارا حق ہے۔ اور تباہی آتی تو کہتے کہ موسیٰ کی وجہ سے ہے۔

آخر ان پر طوفان، ٹڈی دَل، مینڈک وغیرہ کا عذاب آیا تو کہنے لگے: اے موسیٰ! تو رب سے دعا کر کہ ہم اس عذاب سے بچ جائیں تو پھر ہم لوگ تم پر ایمان لے آئیں گے اور تمہاری قوم بنی اسرائیل کو چھوڑ دیں گے، لیکن جب ان پر سے عذاب ہٹ جاتا تو پھر سرتابی کرتے، آخر کار ان سب کو غرق کر دیا گیا اور بنی اسرائیل کے لیے نیکی اور بھلائی کا وعدہ پورا کیا لیکن بنی اسرائیل جب دریا پار ہوئے تو ایک بت پرست قوم کو دیکھ کر خود بھی بت پرستی کے خواہش مند ہوئے، موسیٰ نے ان کو ڈرایا اور اللہ کے انعامات یاد دلائے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۹، رکوع ۷ تا ۱۰..... سورۃ الاعراف، آیات ۱۴۴ تا ۱۶۲﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں تلاوت کی گئی آیات کے اندر بھی پچھلے واقعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ہم نے انھیں کوہِ طور پر بلایا، جہاں انہوں نے ۴۰ دن کا اعتکاف فرمایا، اور بھائی ہارون سے کہا کہ تم میرے پیچھے قوم کی جانشینی کرنا اور ٹھیک کام کرنا بگاڑ پیدا کرنے والوں کے طریقے پر نہ چلنا۔ جب موسیٰؑ کا اعتکاف مکمل ہوا تو انھیں تورات دی گئی، اور ان کے رب نے ان سے کلام کیا، اس موقع پر موسیٰ نے التجا کی کہ اے میرے رب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ موسیٰ نے اصرار کیا تو ان سے کہا کہ میں اپنے نور کی ایک جھلک سامنے والی پہاڑی پر ڈالتا ہوں۔ اگر وہ پہاڑی اپنی جگہ قائم رہ جائے اور میرے نور کا جلال برداشت کر سکے تو تُو بھی مجھے دیکھ سکے گا۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ پر تجلی کی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا، اور موسیٰ غش کھا کر گر پڑے، جب ہوش آیا تو بولے: اے اللہ! تیری ذات پاک ہے۔ میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں، اور غیب پر پکا ایمان لاتا ہوں۔ فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تمام لوگوں پر ترجیح دے کر تجھے منتخب کیا ہے کہ تو میری پیغمبری کرے، اور مجھ سے ہم کلام ہو، اور جو کچھ تجھے دوں اسے لے اور شکر بجا لا۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰ کو ہر شعبۂ زندگی کے متعلق نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق واضح ہدایت تختیوں پر لکھ کر دی اور اس سے کہا: ان ہدایات کو مضبوط ہاتھوں سے سنبھال، اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کے بہتر مفہوم کی پیروی کریں، یعنی احکامِ الٰہی سے وہ صاف اور سیدھا مفہوم لیں جو عقلِ عام سے ہر وہ شخص سمجھ لے گا جس کی نیت میں فساد اور دل میں ٹیڑھ نہ ہو، اور عنقریب میں تجھے فاسقوں کے گھر دکھاؤں گا۔

یعنی تم لوگ ان قوموں کے آثار قدیمہ سے گزرو گے جنھوں نے خدا کی بندگی اور اطاعت سے منہ موڑا، اور غلط روی پر اصرار کیا۔ ان آثار کو دیکھ کر تمہیں خود معلوم ہو جائے گا کہ ایسی روش

اختیار کرنے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

میں اپنی نشانیوں میں سے ان لوگوں کی نگاہیں پھیر دوں گا جو بغیر کسی حق کے زمین میں بڑے بنتے ہیں وہ خواہ کوئی نشانی دیکھ بھی لیں، کبھی اس پر ایمان نہیں لائیں گے اور سیدھے راستے کو کبھی اختیار نہیں کریں گے، البتہ ٹیڑھے راستے پر چل پڑیں گے، جن لوگوں نے بھی ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور آخرت کا انکار کیا، کیا وہ اس کے سوا کوئی اور جزا پا سکتے ہیں جو کچھ انہوں نے کیا؟ موسیٰ ابھی تورات کا یہ پیغام لے کر واپس نہ پلٹے تھے کہ ان کی قوم نے ان کے پیچھے زیوروں سے گائے کا ایک پتلا بنایا اس کے گلے میں کوئی ایسی سیٹی وغیرہ رکھی کہ اس سے بیل کی آواز نکلتی تھی۔ جانتے بوجھتے کہ یہ بےجان کسی کام کا نہیں، انہوں نے اسے معبود بنا لیا، وہ سخت ظالم تھے۔

پھر جب ان کی فریب خوردگی کا طلسم ٹوٹ گیا اور انہوں نے دیکھ لیا کہ درحقیقت وہ گمراہ ہو گئے ہیں تو پھر انہوں نے دعائے مغفرت بھی کی۔ موسیٰ کو اس واقعے کا علم ہوا تو وہ غصے اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف پلٹے، اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام پر بھی ناراض ہوئے کہ ان کی موجودگی میں ایسا کیوں ہوا؟ پھر نافرمان لوگوں پر عذاب نازل ہوا، لیکن موسیٰ کی عاجزانہ دعاؤں سے وہ عذاب پھر ٹل گیا، بے شک اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔

تورات کی اس پیشین گوئی کا ذکر بھی آیا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور انہی کی پیروی میں قیامت تک فلاح ونجات ہے اور یہ بھی کہ وہ کسی خاص خطے، کسی خاص قوم یا کسی خاص زمانے کے لیے نہیں بلکہ ہر زمانے اور تمام انسانیت کے لیے مبعوث فرمائے جائیں گے۔

موسیٰ کی قوم میں بعض صالحین اور ایمان دار لوگ بھی تھے، لیکن زیادہ تر نافرمان تھے، جن پر عذاب نازل ہوا تھا، بعض عذاب ایسے بھی تھے جن میں ان کی شکلیں مسخ کر دی گئی تھیں۔ حق کی طرف پکارنے والے کا کام محض تبلیغ اور نصیحت ہے، کوئی مانے یا نہ مانے، وہ اس کا ذمہ دار نہیں۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۹، رکوع ۱۱ تا ۱۴......سورۃ الاعراف، آیات ۱۶۲ تا ۲۰۶﴾

نمازِ تراویح کے اختتام کے ساتھ ہی ہم نے اللہ کے فضل سے سورۃ اعراف کو بھی مکمل کرلیا ہے۔ یہاں واقعۂ سبت کا ذکر ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک بستی جو سمندر کے کنارے واقع تھی، ان کی آزمائش اس طرح کی گئی کہ انھیں ہفتے کے روز مچھلیاں پکڑنے سے منع کردیا گیا، جبکہ ہفتے کے دن مچھلیاں ابھرا ابھر کر سطح پر ان کے سامنے آتی تھیں، باقی دنوں میں اتنی زیادہ نہیں ہوا کرتی تھیں۔ یہ صرف آزمائش کے لیے تھا۔ اب ان لوگوں کے تین گروہ بن گئے۔

ایک......وہ جنھوں نے کھلم کھلا نافرمانی کی، اور مچھلیوں کو پکڑنا شروع کردیا۔

دوسرا......وہ جنھوں نے خاموشی اختیار کی، نہ خود مچھلیاں پکڑیں اور نہ پکڑنے والوں کو منع کیا۔

تیسرا......وہ لوگ جو ان کو نافرمانی سے بچنے کی تلقین کرتے رہے۔

جب اللہ کا عذاب آیا تو اللہ نے تیسرے گروہ کو جو برائی سے روکتے تھے، بچالیا، اور پہلے دونوں گروہوں کو ذلیل بندر بنادیا، بنی اسرائیل دنیا پرستی اور حُبّ جاہ و مال میں غرق تھے، آخرت کے بجائے دنیا کو پسند کرتے تھے، جس کا نتیجہ بہت عبرت ناک ہوا کرتا ہے۔

پھر ذکر ہوا کہ ازل میں سب انسانوں نے توحید کا اعتراف کرلیا تھا جب عالمِ ارواح میں اللہ نے سب روحوں کو جمع کرکے ان سے وعدہ لیا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، سب نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں۔

یہ وعدہ ہم نے اس لیے لیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس بات سے بے خبر تھے یا یہ بھی نہ کہنے لگو کہ شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی، اور ہم بعد میں ان کی نسل سے پیدا ہوئے، پھر کیا آپ ہمیں اس قصور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا؟

پھر ان لوگوں کی مثال بتائی ہے کہ جو مال و دولت اور دنیا پرستی میں لگے رہتے ہیں، وہ کتے کی طرح ہیں، جو ہر حال میں اپنی زبان نکالے ہانپتا رہتا ہے، خواہ وہ بھوکا ہو یا نہ ہو۔ جسے اللہ ہدایت بخشے بس وہی راہِ راست پاسکتا ہے اور جس کو اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کردے وہی ناکام

ونامراد ہو کر رہ جاتا ہے۔

دنیا پرست انسانوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کے پاس دل ہیں مگر وہ ان سے سوچتے نہیں، ان کے پاس آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں۔ ان کے پاس کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں، وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں۔ جانور تو پھر بھی اپنے مالک کا حکم مانتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو غفلت میں کھو گئے ہیں۔ ایسے لوگ چند روزہ زندگی پر غرور نہ کریں۔ اس مہلت سے اگر فائدہ نہیں اٹھاتے تو ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

پھر فرمایا: اللہ اچھے ناموں کا مستحق ہے لہٰذا اس کو اچھے ناموں سے ہی پکارو، جن سے خدا کی عظمت و برتری، اس کے تقدس اور پاکیزگی اور اس کی صفات کا اظہار ہوتا ہے۔

فرمایا: محمدؐ کسی جنون میں مبتلا نہیں ہیں۔ وہ تو اللہ کی طرف سے ڈرانے والے ہیں۔ قیامت کا علم اور غیب کا علم سب اللہ کے لیے ہے۔ محمدؐ تو نذیر اور رشید ہیں، اور سارے انسان ایک ہی جان سے بنائے گئے ہیں، اور ان کے لیے ہدایت ایک ہی ہے۔ البتہ لوگوں نے من گھڑت باتیں شرافت اور فضیلت کے لیے بنالی ہیں، شرک کرنے والے ایسے معبود بناتے ہیں جو کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ غیر اللہ کو پکارنے والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ شیطان کے بھائی ہیں، جو گمراہی کی طرف چلے جا رہے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اعتراض کرتے ہیں۔

اے نبیؐ! یہ قرآن تو بصیرت کی روشنی اور تمہارے رب کی طرف سے ہدایت اور رحمت ہے۔ جب یہ قرآن تمہارے سامنے پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحمت ہو جائے اپنے رب کو صبح و شام یاد کیا کرو، دل ہی دل میں، زاری اور خوف کے ساتھ، اور زبان سے بھی۔

جو فرشتے تمہارے رب کے حضور تقرب کا مقام رکھتے ہیں وہ کبھی اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں آ کر اس کی عبادت سے منہ نہیں موڑتے، اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اس کے آگے جھکے رہتے ہیں۔

☆☆☆

......آٹھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۹، رکوع ۱۵ تا آخر، سورۃ الانفال، آیات ۱ تا ۴۰﴾

آج آٹھویں تراویح کے آغاز میں ہی ہم نے سورۃ الانفال کو شروع کیا ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے، جس میں ۱۰ رکوع اور ۷۵ آیات ہیں۔ یہ سورۃ سن ۲ ہجری میں جنگِ بدر کے بعد نازل ہوئی، اس میں جنگِ بدر میں پیدا ہونے والے جنگی مسائل، مثلاً مالِ غنیمت، دشمن قیدیوں سے سلوک اور دوسرے معاشی اور معاشرتی مسائل کا ذکر ہے۔ سب سے پہلے ان خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے جو ابھی مسلمانوں میں باقی تھیں۔ پھر انھیں بتایا گیا کہ جنگِ بدر کی کامیابی میں تائیدِ الٰہی کا کتنا بڑا حصہ تھا۔ پھر وہ مقصد واضح کیا گیا جس کی خاطر مسلمانوں کو جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر مشرکین اور کفار کو نہایت عمدہ طریقے سے خطاب کیا گیا، اور آخر میں ان اموال کے متعلق، جو جنگ میں ہاتھ آئیں، تفصیلی اصول بیان کیے گئے، آخر میں ان مسلمانوں کے بارے میں دستوری قانون بیان کیا گیا جو ابھی تک دارالاسلام کی حدود سے باہر تھے۔

شروع میں اجمالی طور پر مالِ غنیمت کا ذکر ہے، کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لیے ہیں وہ جس طرح پسند کریں گے، اس کی تقسیم کریں گے۔ سب سے اہم بات جس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ تقویٰ ہے، کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو، اور آپس کے تعلقات کو درست کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ پھر سچے اہلِ ایمان کی صفات بیان کی گئیں کہ اصل مومن تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کے ذکر سے لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے، اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ ان کے لیے ان کے رب کے پاس بڑے درجے ہیں، گناہوں کی مغفرت ہے اور بہترین رزق ہے۔

اس کے بعد جنگ بدر کا تفصیلی ذکر کیا گیا۔ بتایا گیا ہے کہ اس نازک وقت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے نصرت کی دعا کی تھی، اور اللہ نے ایک ہزار فرشتوں کو نازل کر کے

مسلمانوں کی مدد کی، مسلمانوں کی پریشانی کو کم کرنے کے لیے ان پر سکینت نازل کر دی، اور کافروں کے دلوں پر رعب طاری کر دیا، جس سے صرف ۳۱۳ نہتے مسلمانوں نے کفار کے ایک ہزار سے زیادہ لشکر کو شکست دی۔

پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مکمل اطاعت کریں، اور جہاد کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے فوراً تیار ہو جایا کریں انھیں یاد رکھنا چاہیے کہ جان اللہ کی دی ہوئی امانت ہے، اور اسے اللہ کی اطاعت میں قربان کر دینا ہی اصل مقصد ہے۔

انھیں پھر یاد دلایا گیا کہ وہ جنگِ بدر کے موقع پر کتنے کمزور تھے، اور اللہ نے ان کی کس طرح مدد کی، تاکہ وہ شکر گزار بن سکیں، اگر وہ تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ انھیں مزید کامیابیاں دے گا، ان کی کمزوریاں دور کر کے ان کی مغفرت بھی کر دے گا۔

مسلمانوں کو حکم ہوا کہ تم ان کافروں کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ، جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرنے کے لیے نکلیں، فرمایا کہ اے اہل ایمان! جب تم میدانِ جنگ میں کافروں کے مقابلے میں نکلو تو پیٹھ نہ پھیرو، اور میدان چھوڑ کر نہ بھاگو، جو بزدلی دکھائے گا، اللہ کے غضب میں گھر جائے گا، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا، جو بڑی بری جگہ ہے۔

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو، اپنی ذمہ داریوں میں غداری کے مرتکب نہ ہو، اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے فتنہ یعنی آزمائش ہیں، کیونکہ انسان اپنے مالی مفاد اور اولاد کے لیے اکثر منافقت غداری اور خیانت میں مبتلا ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد دلایا گیا کہ کس طرح کفار مکہ ان کی جان لینے کے درپے تھے، اور اللہ نے کس طرح اپنے خاص کرم سے انھیں کفار سے بچا کر مدینہ پہنچایا، ہجرت کے بعد کفار مکہ نے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا تھا۔ اللہ کے گھر سیٹیاں بجاتے اور بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جہاد کے ذریعے مسلمانوں کو پھر مکہ کی فتح کے لیے تیار کر رہا ہے، اور کفار کو تنبیہ کرتا ہے کہ اگر وہ بھی دشمنی سے باز آ جائیں تو اللہ انھیں معاف فرما دے گا، مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں اس وقت تک جہاد کرتے رہیں جب تک فتنہ بالکل ختم نہ ہو جائے، اور دین پورے کا پورا اللہ کے لیے نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا سرپرست ہے، بہترین حامی اور بہترین مددگار ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۰، رکوع ۱ تا ٦ ...... سورۃ الانفال، آیات ۴۱ تا ۷۵﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے دسویں پارے کا آغاز کیا ہے اور سورۃ الانفال کو مکمل کر لیا ہے۔

یہاں مالِ غنیمت کی تقسیم کے اصول بیان کیے گئے جس میں بتایا گیا کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے، اور باقی مجاہدین کے لیے، امیر جماعت اس مال سے یتیموں، مسکینوں اور غریب رشتہ داروں کی مدد کریں گے، اور اس مال کو اقامت دین کے لیے استعمال کیا جائے گا۔ مسلمانوں کو جنگِ بدر کے حوالے سے یاد دلایا گیا کہ یہ فتح خالصتاً اللہ کی نصرت سے حاصل ہوئی اور اللہ کو پورا حق ہے کہ اس کی تقسیم و استعمال کے لیے اصول مقرر کرے۔ مسلمانوں کو تو ہر حال میں اللہ اور اس کے رسولﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اہل اسلام کو اسلامی طریقہ سے جنگ کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ انھیں بتایا گیا ہے کہ اگر وہ دشمن کے مقابلے میں ثابت قدم رہیں اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہیں تو یقیناً کامیاب ہوں گے۔ مسلمانوں کو کبھی تکبر نہ کرنا چاہیے، جیسا کہ کفارِ مکہ کا طریقہ ہے، وگرنہ شیطان انھیں دھوکے میں ڈال دے گا۔

کفار اور منافقین تو جنگِ بدر کے موقع پر لوگوں سے یہی کہہ رہے تھے کہ مسلمان موت کے منہ میں جا رہے ہیں لیکن صرف اللہ پر توکل کی وجہ سے مسلمان کامیاب ہوئے۔ پھر آلِ فرعون کا حوالہ دے کر بتایا گیا کہ کافروں اور منافقوں کا انجام قیامت میں فرعون اور اس کے ساتھیوں جیسا ہوگا، اور انھیں سخت عذاب دیا جائے گا۔ اللہ کے نزدیک بدترین لوگ کافر ہیں، وہ وعدہ کر کے مکر جاتے ہیں، جہاد میں ان کو ایسی سزا دو کہ عبرت کا نشان بن جائیں۔ اگر کسی قوم سے دغا بازی کا خطرہ ہو تو صاف صاف ان سے کیے ہوئے معاہدے کو واپس کر دینا چاہیے اور جب معاہدہ ختم ہو تو مسلمان ہر کارروائی کے لیے آزاد ہیں، مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کافروں اور منافقوں کو پوری طرح شکست دینے کے لیے تیار رہیں اور سامانِ جنگ کی تیاری پر فوری توجہ دیں اور جہاں تک بس چلے، زیادہ سے زیادہ طاقت اور ہتھیار بندھے رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے تیار رکھیں، اور اس کے ذریعے دشمنوں کو خوف زدہ کیے رکھو جو رقم یا محنت اللہ کے راستے میں لگاؤ

گے وہ اللہ پر قرض ہوگا اور اسے پوری طرح مع منافع لوٹا دیا جائے گا۔

اگر دشمن پورے اخلاص کے ساتھ صلح و سلامتی کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کے لیے آمادہ ہو جاؤ۔ اللہ پر بھروسہ کرو۔ اگر وہ دھوکے کی نیت رکھتے ہوں تو بھی تمہارے لیے اللہ کافی ہے جس نے تمہاری مدد کی، اور دل ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیے، وگرنہ تم روئے زمین کی ساری دولت بھی خرچ کر ڈالتے تو ان لوگوں کے دل نہ جوڑ سکتے تھے۔ اے نبی ﷺ! تمہارے لیے اور اھل ایمان کے لیے تو بس اللہ کافی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ کہ وہ مسلمانوں کو قتال پر ابھاریں، اللہ نے مسلمانوں سے مدد کا وعدہ فرمایا ہے کہ جنگ میں وہ اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کو شکست دیں گے۔ تمہارے بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوئے تو دوسو (۲۰۰) پر غالب آئیں گے اور اگر سو (۱۰۰) آدمی ایسے ہوں تو منکرین حق میں سے ہزار (۱۰۰۰) آدمیوں پر بھاری رہیں گے، کمزوری کی حالت میں بھی تمہارے سو (۱۰۰) آدمی دوسو (۲۰۰) پر اور ایک ہزار (۱۰۰۰) آدمی دو ہزار (۲۰۰۰) پر اللہ کے حکم سے غالب رہیں گے۔ پھر حکم دیا گیا کہ دشمن فوج کے قیدیوں کے ساتھ کس طرح سلوک کیا جائے۔ پہلے ان مسلمانوں کا ذکر کیا گیا جو ایمان لائے، اور ہجرت کر کے مدینے آئے، اور جنھوں نے اپنے مال اور جانوں سے جہاد کیا۔ اس کے بعد انصار کی تعریف کی گئی، جنھوں نے ان مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ اللہ فرماتے ہیں کہ مہاجر اور انصار ایک دوسرے کے حقیقی وارث ہیں۔

ان لوگوں کو جو استطاعت کے باوجود ہجرت کر کے دار الکفر سے دار الاسلام (مدینہ منورہ) نہ آئے انھیں اس وراثت سے خارج کر دیا جائے گا۔ البتہ اگر وہ مسلمان جو دار الکفر میں مشترک دشمن کے خلاف مسلمانوں سے مدد چاہیں گے تو مسلمانوں کو ضرور ان کی مدد کرنی ہوگی۔ اس طرح وہ لوگ جو ایمان لائے، جنھوں نے اللہ کی راہ میں گھر بار چھوڑا اور جہاد میں حصہ لیا، اور وہ لوگ بھی جنھوں نے ان کی مدد کی، سچے مومن ہیں، جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کر کے دار الاسلام میں گئے وہ بھی ان مسلمانوں ہی میں شامل ہیں لیکن یہ دوسرے درجے پر ہیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے نصرت اور مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۱۰، رکوع ۷ تا ۱۱، سورۃ التوبہ، آیات ۱ تا ۳۷﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ التوبہ کا آغاز کیا ہے یہ بھی مدنی سورۃ ہے، جس میں ۱۶ رکوع اور ۱۲۹ آیات ہیں، اس سورۃ کا دوسرا نام براۃ بھی ہے، کیونکہ اس میں بعض اہل ایمان کے قصوروں سے برأت یا معافی کا ذکر ہے۔ پوری سورۃ تین تقریروں پر مشتمل ہے۔

پہلی تقریر: رکوع نمبر۱ تا نمبر۵ پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ حصہ ذی قعدہ سن ۹ ہجری میں نازل ہوا۔

دوسری تقریر: رکوع نمبر ۶ تا رکوع نمبر ۹ پر مشتمل ہے یہ رجب سن ۹ ہجری میں نازل ہوئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔ اس تقریر کا مقصد لوگوں کو جہاد کے لیے تیار کرنا تھا۔

تیسری تقریر: رکوع نمبر۱۰ سے آخر تک ہے۔ یہ غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی۔ اس میں منافقین کی حرکات پر تنبیہ کی گئی ہے اور غزوۂ تبوک میں جانے سے پیچھے رہ جانے والوں کی کافی ملامت کرنے کے بعد ان کے لیے معافی کا اعلان ہے۔

اس سورۃ کی اہم بات جو اسے قرآن کی تمام سورتوں سے منفرد بنا کر نمایاں حیثیت دیتی ہے اور قارئین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس سورۃ کے آغاز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی ہوئی۔

آج امریکہ اور یورپ کے دانش ور کہہ رہے ہیں کہ سورۃ توبہ کو قرآن سے نکال دو کہ یہ مسلمانوں کو جہاد پر اکساتی ہے۔ یہ ان کے منہ پر طمانچہ ہے کہ پچھلے ۱۴۰۰ سالوں میں کوئی مائی کا لال اس میں بسم اللہ جیسی اہم اور ضروری چیز کا اضافہ نہیں کر سکا، تم پوری سورۃ کو قرآن سے کیسے نکلوا سکتے ہو۔ جب مکہ فتح ہوا تو اس کے ایک برس بعد یہ حکم نازل ہوا کہ کسی مشرک سے صلح نہ رکھو، بلکہ اللہ اور رسول کی طرف سے ان مشرکین کے لیے جن سے آپ نے معاہدے کیے تھے، اعلان برأت ہے۔ اس سال سن ۹ ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق کو امیر الحج بنا کر بھیجا گیا تھا۔ بعد میں حضرت علی کو بھیج کر حج کے موقع پر یہ اعلان کرایا گیا کہ کوئی مشرک آئندہ کے لیے حج پر نہیں آئے گا۔ بیت اللہ کے گرد ننگے طواف کرنا ممنوع قرار دیا گیا، اور اعلان کیا گیا کہ جن لوگوں سے رسول

اللہ کا معاہدہ ہے اور جو کبھی وعدہ خلافی کے مرتکب نہیں ہوئے ان کے ساتھ مدتِ معاہدہ تک وفا کی جائے۔حکم ہوا کہ یہ حرمت والے مہینے گزر جائیں تو کفار اور مشرکین سے سخت جنگ کی جائے۔

اللہ نے فرمایا کہ مشرکین کا حال یہ ہے کہ بظاہر آپ سے صلح کی باتیں کرتے ہیں، لیکن اندرونِ خانہ وہ سازشیں کرتے رہتے ہیں، لہٰذا حکم ہوا کہ آئندہ ان کے ساتھ کوئی رعایت نہ کی جائے۔مشرکین کو کعبہ کے خادم بننے کا بھی کوئی حق نہیں، البتہ اگر وہ توبہ کر کے سیدھے ہو جائیں تو انھیں معاف کر دیا جائے۔ان کی اسلام سے دشمنی کی وجہ سے ان کے تمام اعمال ضائع ہو گئے ہیں۔

مسجدوں کی تعمیر اور انھیں آباد کرنے کا کام تو صرف مسلمان ہی کر سکتے ہیں، جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اور متقی ہیں۔لہٰذا مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے کافر رشتہ داروں اور بھائیوں کو بھی اپنا قابلِ اعتماد دوست نہ بنائیں۔کیا تم سمجھتے ہو کہ حاجیوں کو پانی پلانا، ان کی خدمت کرنا اور مسجد حرام کی مجاوری کرنا جہاد کے برابر ہے؟ ''نہیں'' جہاد کا مقام ان سے بلند تر ہے۔جو لوگ ایمان لائے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، اللہ کے ہاں ان کا مقام بہت بلند ہے یہی لوگ کامیاب رہے۔ان کے لیے اللہ کی طرف سے خوشخبریاں ہیں، رحمتوں کی، رضوان کی، جنتوں کی اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی۔

اے ایمان والو! اپنے والدین اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ، اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔

اگر تمھارے باپ، تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری بیویاں، تمھارے عزیز و اقارب اور تمھارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تمھارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تمھیں خوف ہے، اور تمھارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمھارے سامنے لے آئے۔اللہ فاسقوں کی رہنمائی نہیں کرتا۔

مسلمانوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ اللہ غزوۂ بدر اور حنین کے موقع پر ان کی مدد کر چکا ہے، چونکہ مشرک نجس ہیں اس لیے وہ کعبۃ اللہ کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔ارشاد ہوا کہ یہود نے اپنے علماء اور درویشوں کو اپنا رب بنا لیا ہے۔وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کی روشنی کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، لیکن اللہ نے اپنے دین کو غالب کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ان کے اکثر علماء اور درویش باطل طریقوں سے لوگوں کا مال کھاتے ہیں، دولت اکٹھی کرتے ہیں، اور لوگوں کو اللہ کی راہ میں سے روکتے ہیں، انھیں

سخت عذاب کی وعید سنا دیجیے۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ حرمت کے چار مہینوں میں بھی مشرکوں سے جنگ کریں اور اپنے اوپر ظلم نہ ہونے دیں بلکہ حملہ آوروں سے جم کر لڑائی کریں۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۱۰، رکوع۱۲ تا۱۴، سورۃ التوبہ، آیات ۳۸ تا ۶۶﴾

یہ آیات غزوۂ تبوک کی تیاری کے موقع پر نازل ہوئیں، ان میں مسلمانوں کو جہاد کے لیے تیار کیا گیا ہے: ''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے اللہ کی راہ میں نکلنے اور جہاد کرنے کے لیے کہا جاتا ہے تو تم بہانے بنانا شروع کر دیتے ہو، کیا تم نے آخرت کی کامیابی کے بدلے دنیا کو پسند کر لیا ہے؟ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا کی یہ زندگی اور یہ سب سر و سامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔ اگر تم جہاد کے لیے نہ نکلے تو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیے جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ کسی اور گروہ سے اپنے دین کا کام لے لے گا۔ خدا کا کام کچھ تم پر منحصر نہیں ہے، کہ تم کرو گے تو ہو گا۔

درحقیقت یہ تو خدا کا فضل اور احسان ہے کہ وہ تمہیں اپنے دین کی خدمت کا زریں موقع دے رہا ہے، اگر تم اپنی نادانی سے اس موقع کو کھو دو گے تو خدا کسی اور قوم کو اس کی توفیق بخش دے گا، اور تم نامراد رہ جاؤ گے۔

اگر تم نے میرے نبی کی مدد نہ کی تو کچھ پروا نہیں، اللہ تو ان کی مدد اس وقت بھی کر چکا ہے جب پوری دنیا ان کے خون کی پیاسی تھی اور ہجرت کی شب رات کی تاریکیوں میں وہ ابوبکر کے ہمراہ مکہ چھوڑ کر غارِ ثور میں پناہ لیے ہوئے تھے۔ کافر ان کا تعاقب کر رہے تھے اور غار تک پہنچ چکے تھے۔ تو انہوں نے اپنے ساتھی ابوبکر سے کہا: غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر سکون نازل کر دیا اور ان کی مدد ایسے لشکروں سے کی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے۔ اس طرح ہم نے کلمۂ کفر کو ذلیل کر دیا اور اللہ کے کلمے کو اونچا اور بلند کر دیا۔

''تم اللہ کے راستے میں نکلو، کمزور ہو یا طاقت ور، اور اللہ کی راہ میں اپنی جانوں سے اور مالوں سے جہاد کرو۔''

خوب جان لو کہ جہاد کے راستے میں ہی تمہارے لیے کامیابی ہے۔ یہ کیا کہ اگر جہاد کا سفر

آسان ہو اور موسم بھی اچھا ہو تب تو جہاد کے لیے تیار ہو جاتے ہو، لیکن جب راستہ بہت کٹھن اور مقابلے میں دشمن انتہائی طاقت ور ہو تو قسمیں کھا کھا کر رخصت مانگتے ہو؟ یاد رکھو کہ یہ منافقت ہے اور ایسا وہی لوگ کرتے ہیں جو اللہ اور روزِ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جن کے دلوں میں شک ہے۔ منافقین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ شرارت سے باز آجائیں اور مسلمانوں کو سخت موسم اور راستہ کی مشکلات سے ڈرا کر جہاد سے نہ روکیں اور جہاد میں شریک نہ ہونے والوں کی مذمت ہے۔

منافقین کی ریشہ دوانیوں کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جب دلوں میں نفاق ہوتا ہے تو نماز میں سستی ہوتی ہے اور نماز ایک بوجھ محسوس ہوتا ہے جب دلوں میں نفاق ہو تو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا گراں گزرتا ہے۔ جب دلوں میں نفاق ہو تو مسلمانوں کی کامیابی سے کڑھتے ہیں اور ان کی شکست پر خوش ہوتے ہیں، منافقین کا مقصد مسلمانوں میں رہ کر ان سے فائدہ اٹھانا ہے وہ آستین کا سانپ بن کر اسلامی معاشرے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

غزوۂ تبوک میں منافقین نے شرکت سے معذوری کے بہانے بنائے تو ان پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہے۔ ان میں سے بعض لوگ زکوٰۃ اور صدقات کی تقسیم پر بھی اعتراض کرتے تھے، اگر اس مال میں سے انھیں کچھ دے دیا جاتا تو خوش ہو جاتے، اور نہ دیا جاتا تو بگڑنے لگتے، کیا اچھا ہوتا کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ بھی انہیں دیا تھا اس پر وہ راضی رہتے، مالِ غنیمت یا صدقات میں سے جو نبیؐ ان کو دیتے اس پر قناعت کرتے اور خدا کے فضل سے جو خود کماتے اسی کو اپنے لیے کافی سمجھتے اور کہتے کہ اللہ ہمارے لیے کافی ہے وہ اپنے فضل سے ہمیں اور بہت کچھ دے گا۔ یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور ان لوگوں کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو، نیز یہ غلاموں کو آزاد کرانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں، اللہ کی رضا کے لیے کیے جانے والے نیکی کے کاموں میں اور مسافروں کی مہمان نوازی اور اکرام میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔

یہ لوگ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کریں حالانکہ اگر یہ مومن ہیں تو اللہ اور رسول اس کے زیادہ حق دار ہیں کہ یہ ان کو راضی کرنے کی فکر کریں کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۰، رکوع ۱۵ تا آخر، سورۃ التوبہ، آیات ۶۷ تا ۹۳﴾

خواتین وحضرات!

آج کی نماز تراویح کے اختتام کے ساتھ ہی ہم نے دسویں پارے کی تلاوت بھی مکمل کر لی ہے۔ سورۃ التوبہ کے وہی موضوعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں، منافقین کا تذکرہ ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں، برائی کا حکم دیتے ہیں اور بھلائی سے منع کرتے ہیں، اور اپنے ہاتھ خیر سے روکے رکھتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے ہیں تو اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا ہے یقیناً یہ منافق ہی فاسق ہیں۔ ان منافق مردوں عورتوں اور کافروں کے لیے اللہ نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، وہی ان کے لیے موزوں ہے۔ ان پر اللہ کی پھٹکار اور قائم رہنے والا عذاب ہے۔ تم سے پہلے جو بدترین قومیں گزریں ان کا بھی طرز عمل تمہاری ہی طرح تھا۔ وہ تم سے زیادہ زور آور اور مال اور اولاد میں تم سے بھی بڑھ کر تھے۔

نوح کی قوم، عاد، ثمود، ابراہیم کی قوم، مدین کے لوگ، دیکھ لو کہ وہ بستیاں کس طرح الٹا دی گئیں۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ لوگ آپ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہوتے ہیں۔ منافقین کے برعکس، مومن مرد اور مومن عورتیں سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، ان لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل ہو کر رہے گی۔ مومن مردوں اور عورتوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انھیں ایسے باغ دے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان سدا بہار باغوں میں ان کے لیے پاکیزہ آرام گاہیں ہوں گی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! کفار اور منافقین دونوں کا پوری قوت سے مقابلہ کرو، اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ آخر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور وہ بدترین جائے قرار ہے۔ اس وقت تک زیادہ تر منافقین کے ساتھ درگزر کا معاملہ ہو رہا تھا۔ اس کی دو وجوہ تھیں۔

ایک یہ کہ مسلمانوں کی طاقت ابھی اتنی مضبوط نہ ہوئی تھی کہ باہر کے دشمنوں سے لڑنے کے

ساتھ ساتھ گھر کے دشمنوں سے بھی لڑائی مول لیتے دوسری یہ کہ ان میں جو لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا تھے ان کو ایمان اور یقین حاصل کرنے کے لیے کافی موقع دینا مقصود تھا۔ یہ دونوں وجوہ اب باقی نہ رہی تھیں۔ مسلمانوں کی طاقت تمام عرب کو اپنی گرفت میں لے چکی تھی اور عرب سے باہر کی طاقتوں سے کش مکش کا سلسلہ شروع ہو رہا تھا۔ اس لیے ان آستین کے سانپوں کا سر کچلنا اب ممکن بھی تھا اور ضروری بھی ہو گیا تھا، تاکہ یہ لوگ بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے ملک کے اندر کوئی اندرونی خطرہ کھڑا نہ کر سکیں۔ یہ منافقین اسلام کے خلاف باتیں کرتے، پھر قسمیں کھا کر مکر جاتے۔ وعدہ کرتے کہ اگر ہم دولت مند ہو گئے تو ضرور اللہ کے راستے میں خرچ کریں گے لیکن خوشحالی ہونے کے باوجود بخل کرتے، جھوٹ بولتے اور اہلِ ایمان کی قربانیوں پر ان کا مذاق اڑاتے، اور باتیں کستے، اللہ ان مذاق اڑانے والوں کا مذاق اڑاتا ہے اور ان کے لیے بدترین سزا ہے۔ ایسے منافقوں کے لیے اگر اللہ کے نبی بھی دعائے مغفرت کریں گے ایک بار نہیں بلکہ ستر (۷۰) بار کریں گے تو اللہ انھیں ہرگز معاف نہ کرے گا، اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ فاسق لوگوں کو راہِ نجات نہیں دکھاتا۔ جو لوگ اللہ کے راستے میں جہاد نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ سخت گرمی میں نہ نکلو، ان سے کہو کہ جہنم کی آگ اس سے زیادہ گرم ہے۔ کاش انھیں اس کا شعور ہوتا، آئندہ ان میں سے جو کوئی مرے اس کی نمازِ جنازہ بھی تم ہرگز نہ پڑھنا، اور نہ کبھی ان کی قبر پر کھڑے ہونا، کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے، اور وہ فاسق ہو کر مرے ہیں، مجاہدین جنہوں نے جان و مال کی قربانی دی جنت کے مستحق ہیں۔

اب پھر تبوک کے واقعات ہیں کہ ایسے گنوار لوگ بھی ہیں جو جہاد سے رخصت مانگتے ہیں۔ البتہ ضعیفوں، بیماروں اور ایسے لوگوں کو رخصت ہے جو خرچ کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ایسے لوگوں کے خلوص کو دیکھا گیا اور ان کو رخصت دی گئی۔ بعض اتنے بھی غریب تھے کہ ان کے پاس جہاد کے لیے کوئی سامان نہ تھا۔ انہوں نے جہاد کے لیے درخواست کی لیکن ان کے لیے دربارِ رسالت میں سواریاں مہیا نہ تھیں، انھیں واپس کیا گیا تو یہ رونے لگے۔

لیکن جو مالدار لوگ بہانے کر رہے تھے ان کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم حاصل تھا، دراصل اللہ نے ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا تھا۔

............☆☆☆............

......نویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۱، رکوع ۱ تا ۵......سورۃ التوبہ، آیات ۹۴ تا ۱۲۹﴾

قابل احترام بزرگو اور دوستو، خواتین اسلام!

ہم نے اللہ کے فضل سے گیارھویں پارے کا آغاز کیا ہے۔ سورۃ توبہ کے مضامین تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں کہ منافقین، جو جان بوجھ کر جہاد سے پیچھے رہ گئے تھے، اب مختلف بہانے بنانے اور اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے قسمیں کھائیں گے، یہ ناپاک لوگ ہیں، اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ایسے گنوار لوگ سخت منکر ہیں اور وہ دین کے لائق نہیں۔ یہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کو تاوان سمجھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر برا وقت آنے کا انتظار کرتے ہیں، اللہ ایسے فاسق لوگوں سے ہرگز راضی نہ ہوگا حالانکہ اس معاشرے میں وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کا قرب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا حاصل کریں، اللہ ان کو ضرور اپنی رحمتوں میں داخل کرے گا، کیونکہ اللہ درگزر کرنے والا ہے۔

وہ مہاجرین اور انصار، جنہوں نے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو بعد میں راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس کے بعد پھر منافقین کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے ایک شخص ابو عامر راہب کا حوالہ بھی دیا گیا، جو کئی سال تک عرب کے قبائل کو اسلام کے خلاف بھڑکاتا رہا۔ احد سے لے کر حنین تک ہر معرکے میں اس نے مسلمانوں کو زک پہنچانے کی کوشش کی، یہاں تک کہ وہ روم کی حکومت سے بھی مسلمانوں کو کچلنے کے لیے مدد لینے گیا۔

اس کے ساتھ منافقین کا ایک بڑا گروہ بھی شامل تھا۔ ان لوگوں نے ایک مسجد بنائی، اور

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا افتتاح کرنے کی درخواست کی لیکن آپ کو اللہ نے وحی کے ذریعہ بتا دیا کہ آپ اس مسجد میں قدم نہ رکھیں بلکہ اس کو منہدم کر دیں، کیونکہ یہ مسجد ضرار ہے، اور اسے آپ کے خلاف سازشی مرکز کے طور پر بنایا گیا ہے۔ یہ اہل ایمان میں پھوٹ ڈالنا چاہتے ہیں لیکن آپ کے سامنے قسمیں اٹھا کر کہیں گے کہ ان کا ارادہ تو بھلائی کا ہے، مگر اللہ جانتا ہے کہ یہ کتنے جھوٹے ہیں، لہٰذا آپ اس مسجد ضرار کے بجائے تقویٰ کی بنیاد پر قائم ہونے والی مسجد قبا میں کھڑے ہوں، کیا خیال ہے کہ یہ بہتر عمارت ہے جس کی بنیاد خوف خدا اور تقویٰ جیسے مضبوط ستونوں پر اٹھائی گئی، یا وہ جس کی عمارت کسی دریا یا ندی کے اس کنارے پر کھڑی کی گئی جس کے نیچے کی مٹی کو پانی نے کاٹ کاٹ کر بہا دیا ہو، اور اوپر کا حصہ بے سہارا کھڑا ہو، وہ انھیں لے کر سیدھا جہنم کی آگ میں جا گرے گی۔ ایسے ظالموں کے لیے یقین اور ہدایت نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مومنوں سے ان کے نفس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں، وہ اللہ کے راستے میں لڑتے ہیں، خود بھی شہید ہوتے ہیں اور کافروں کو بھی جہنم رسید کرتے ہیں۔ ان سے جنت کا پختہ وعدہ ہے جو آسمانی کتابوں میں کیا گیا ہے، اور اللہ سے بڑھ کر اپنے وعدے کو نبھانے والا کون ہو سکتا ہے؟ پس خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکا لیا ہے۔ یہی تو اصل اور سب سے بڑی کامیابی ہے۔

جو لوگ جہاد میں پوری طرح سرگرم ہیں یہ اللہ کے تابعدار بندے ہیں، نماز کی پابندی کرتے ہیں، برائی سے روکتے ہیں، نیکیوں کا حکم دیتے ہیں، اس کی تعریف کے گن گاتے ہیں، اقامت دین کی خاطر زمین میں گردش کرتے اور اللہ کی حدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

اس کے برخلاف، جو لوگ منافق اور کافر ہیں ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے سے رسول کو بھی روک دیا گیا۔ یہاں پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر بھی کیا گیا کہ انھوں نے اپنے کافر باپ کے لیے صرف اس لیے دعا کی تھی کہ وہ ان سے وعدہ کر بیٹھے تھے، لیکن جب ان پر یہ بات واضح ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو انھوں نے اس سے برأت کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اور ان کے انصار و مہاجرین ساتھیوں کو جنھوں نے مشکل وقت میں نبی کا ساتھ دیا تھا، مغفرت کی خوش خبری سنائی۔ ساتھ ہی، ان تین سچے مسلمانوں کو بھی معاف کر دیا جو صرف سستی کی وجہ سے جنگ تبوک میں شامل نہ ہو سکے تھے۔

یہ تین حضرات کعبؓ بن مالک، ہلالؓ بن امیہ، اور مرارہؓ بن ربیع تھے۔ یہ اصحاب جنگِ بدر سے لے کر حنین تک ہر جگہ جہاد میں حصہ لے چکے تھے۔ لہٰذا ان کا خلوص سچا تھا۔ فرمایا! چھوٹی چھوٹی قربانی کو بھی اللہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے، جہاد کے معاملے میں پوری سرگرمی دکھاؤ، کفار ومنافقین کو پوری طرح کچل دو تا کہ یہ اسلام کے لیے خطرہ نہ بن سکیں، مومنوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ ان کے لیے اللہ کافی ہے، لہٰذا وہ کسی طرح بھی پریشان نہ ہوں۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۱، رکوع ۶ تا ۸......سورۃ یونس، آیات ۱ تا ۳۰﴾

خواتین اسلام، بزرگو اور دوستو!

اللہ کے فضل اور احسان سے نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ یونس کا آغاز کیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں گیارہ رکوع اور ۱۰۹ آیات ہیں۔ یہ سورۃ قیامِ مکہ کے آخری دور میں نازل ہوئی۔ اس کا موضوع دعوت، فہمائش اور تنبیہ ہے۔ یہاں ان شبہات اور غلط فہمیوں کو دور کیا گیا ہے جو اہل مکہ مسلمانوں کے متعلق رکھتے تھے اور آخرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اس سلسلہ میں حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کا قصہ سنا کر مشرکین اور کفار کو بتایا گیا ہے کہ اگر انہوں نے رسولؐ کی مخالفت جاری رکھی تو انھیں بھی وہی انجام دیکھنا ہوگا جو حضرت نوحؑ کی قوم اور فرعون کی قوم کو دیکھنا پڑا۔ مکہ کے نادان لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ پیغمبرؐ قرآن کی صورت میں جو کلام ان کو سنا رہے ہیں وہ محض زبان کی جادوگری اور شاعرانہ پروازِ تخیل ہے، اور کچھ کاہنوں کی طرح عالم بالا کی گفتگو ہے۔ اس پر انھیں متنبہ کیا جا رہا ہے کہ جو کچھ تم گمان کر رہے ہو یہ وہ چیز نہیں ہے، یہ تو کتابِ حکیم کی آیات ہیں، حکمت ودانش سے لبریز۔

انھیں اس بات پر بھی تعجب ہے کہ انہی میں سے ایک شخص کو کس طرح پیغمبر بنایا گیا ہے، حالانکہ اللہ نے تو انسانوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول بھیج کر قرآن کے ذریعے انھیں ہدایت پر لانے کا بندوبست کیا ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ وہ رسول کو جھٹلانے کے بجائے اس کی تصدیق کریں۔ اللہ اس کائنات کا خالق اور رب ہے، اور ہمیں اسی کی طرف واپس جانا ہے۔ وہ آخرت میں سب کو زندہ کر کے حساب کتاب لے گا اور ان کے اعمال کے مطابق

بدلہ دے گا۔

وہی ہے جس نے سورج، چاند اور ستاروں کو روشنی دی اور انہیں ایک ضابطہ کا پابند کیا، جو لوگ اللہ کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں انھیں سخت عذاب ہوگا اور جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں انھیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

اللہ کا یہ طریقہ تو نہیں ہے کہ وہ نافرمان لوگوں کو فوراً ہی گرفت میں لے آئے۔ اس لیے وہ مہلت دیتا رہتا ہے کہ شاید یہ لوگ خود بغاوت سے اطاعت کی طرف آجائیں۔ عام انسانوں کا طریقہ تو یہ ہے کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ اللہ سے دعائیں مانگنے لگتے ہیں، لیکن جب مشکل ٹل جاتی ہے تو پھر اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ ان کے سامنے جب قرآن پیش کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہماری مرضی کا قرآن لاؤ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپؐ انھیں بتادیں کہ میں جو قرآن تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں یہ اللہ ہی کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ میرا اپنا تصنیف کردہ نہیں ہے۔ میں اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ ان لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ ہدایت کو قبول نہیں کرتے۔

اور یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کرتے ہیں جو ان کو ذرہ بھر بھی نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، اور کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت نہیں کرتے، بلکہ تعظیم کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں، یہ بھی شرک ہے، اور اللہ اس سے پاک ہے۔

شروع میں تو سارے انسان ایک ہی امت تھے۔ بعد میں انھوں نے مختلف عقاید اور مسلک بنا لیے اور یہ جو وہ کہتے ہیں کہ اس نبی پر اس کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہ اتاری گئی، ان سے کہو کہ غیب کا مالک و مختار تو صرف اللہ ہی ہے۔

لوگوں کا حال یہ ہے کہ مصیبت کے بعد جب ہم ان کو رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو وہ فوراً ہی ہماری نشانیوں کے معاملہ میں چال بازیاں شروع کردیتے ہیں۔ ان سے کہو، اللہ اپنی چال میں تم سے زیادہ تیز ہے۔ اس کے فرشتے تمہاری مکاریوں کو قلمبند کر رہے ہیں۔

وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے، جب تم کشتیوں میں سوار ہوکر بادِ موافق پر فرحاں و شاداں سفر کر رہے ہوتے ہو، اور پھر یکا یک بادِ مخالف کا زور ہوتا ہے، اور ہر طرف سے موجوں کے تھپیڑے لگتے ہیں، مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ طوفان میں گھر گئے۔ اس وقت واقعتاً ایک

مشکل کا وقت ہوتا ہے۔ تم دنیا کے تمام جھوٹے خداؤں کو بھلا کر صرف اللہ سے دعائیں مانگتے ہو۔ کہ تو نے ہم کو اس مصیبت سے نجات دے دی تو ہم شکر گزار بندے بنیں گے۔ مگر جب وہ ان کو بچالیتا ہے تو پھر وہی لوگ حق سے منحرف ہو کر غیر اللہ کی پرستش کرتے ہیں، اور زمین پر بغاوت کرتے ہیں، جب یہ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو انھیں سرکشی کی سزا ضرور ملے گی۔

اللہ تمام انسانوں کو دارالسلام کی طرف بلاتا ہے، جبکہ دنیا پرستی اور دین سے بغاوت انھیں تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۱، رکوع ۹ تا ۱۲...... سورۃ یونس، آیات ۳۱ تا ۷۰﴾

سورۃ یونس کے موضوعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔ مشرکین جو اللہ کو ماننے اور اس کی ذات کا ایک واضح تصور رکھنے کے باوجود اس کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں ان سے پوچھا جا رہا ہے کہ کون تم کو آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یہ سماعت اور بینائی کی قوتیں کس کے اختیار میں ہیں؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ کون اس نظامِ عالم کی تدبیر کر رہا ہے؟ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ سب کچھ کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود، جب وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں تو ان کا موقف یہ ہوتا ہے کہ یہ خدا کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور خدا نے انھیں بڑے اختیار سے نواز رکھا ہے۔ تمہارے ان معبودوں میں سے کون ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے۔ اور اس کا اعادہ بھی؟ وہ حق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

یہ قرآن وہ چیز نہیں ہے جو اللہ کی وحی اور تعلیم کے بغیر تصنیف کر لیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مالکِ کائنات کی طرف سے نازل کردہ ہے، جو لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اسے خود تصنیف کر لیا ہے ان لوگوں کو چیلنج ہے کہ کائنات کے سارے ادیبوں، شاعروں بڑے بڑے انشاء پردازوں اور جھوٹے خداؤں کو جمع کر لو اور قرآن کی ایک سورۃ جیسی تصنیف کر دکھاؤ۔ یقیناً یہ کبھی بھی نہیں کر سکیں گے دراصل جو چیز ان کی گرفت سے باہر ہو اس کو خواہ مخواہ جھٹلا دیتے ہیں۔ اس طرح تو ان سے پہلے لوگ بھی جھٹلا چکے ہیں، پھر دیکھو ان ظالموں کا کیا انجام ہوا۔

اے نبی ﷺ! اگر یہ آپ کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے کہہ دو میرا عمل میرے لیے اور تمہارا عمل

تمہارے لیے، جو کچھ تم کر رہے ہو میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔ یہ لوگ کان رکھنے کے باوجود بہرے ہیں، آپ کی باتیں سننے کے باوجود سمجھتے نہیں ......! یہ لوگ آنکھیں رکھنے کے باوجود اندھے ہیں، آپ کی رہنمائی کے باوجود انہیں کچھ نہیں سوجھتا ......! اللہ لوگوں پر ظلم نہیں کرتا، لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں۔ آج یہ دنیا کی زندگی میں مست ہیں، لیکن کل جب آخرت کی گھڑی آن پہنچے گی اس وقت انھیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنے سخت گھاٹے میں رہے۔

وہ لوگ جنھوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ ہرگز راہِ راست پر نہ تھے۔ اللہ نے ہر قوم کی طرف ان کی رہنمائی کے لیے رسول بھیجے، تاکہ وہ یہ نہ کہیں کہ ہمیں ہدایت کا پیغام نہ ملا۔ یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ نافرمانوں کو کس طرح اور کیا سزا دیتا ہے۔ ویسے اللہ اپنے بندوں پر بے حد مہربان ہے، اور اسی لیے نافرمانوں کو مہلت دیتا ہے کہ شاید یہ حق کو قبول کر کے دوزخ سے بچنے کا سامان کریں، لیکن لوگ ہیں کہ اللہ کے اس احسان کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، اور ناشکری کرتے ہیں۔

لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے۔ یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کے لیے شفا ہے اور جو اسے قبول کریں ان کے لیے رہنمائی اور رحمت ہے۔ اے نبی ﷺ! کہو کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ قرآن اس نے بھیجا۔ اس پر تو لوگوں کو خوشی منانی چاہیے۔ یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنھیں لوگ سمیٹ رہے ہیں۔

اے نبی ﷺ! تم جس حال میں بھی ہوتے ہو اور قرآن پاک میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو، اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو، ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں، کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں، چھوٹی نہ بڑی، جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو، اور اس کے ہاں ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو۔

سنو! جو اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے اور تقویٰ کی روش اختیار کی، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے۔

اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔ اے نبیؐ! یہ لوگ جو باتیں تجھ پر بناتے ہیں وہ تجھے رنجیدہ نہ کریں۔ عزت ساری کی ساری خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جس نے

تمہارے لیے دن کو روشن کیا اور رات کو آرام کے لیے بنایا، عیسائی اور کچھ دوسرے مذاہب کے لوگ سخت گمراہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ یا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، سبحان اللہ! وہ تو بے نیاز ہے۔ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ ہرگز فلاح نہیں پا سکتے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی میں مزے کر لیں پھر ہماری ہی طرف ان کو پلٹنا ہے، اور انھیں ان کی گمراہی کی وجہ سے شدید عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۱، رکوع ۱۳ تا ۱۶.....سورۃ یونس، آیات ۷۱ تا ۱۰۹﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ یونس کو مکمل کر لیا ہے۔ اس سورۃ کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ، حضرت موسیٰؑ، اور حضرت یونسؑ کا قصہ بیان فرمایا ہے۔

حضرت نوحؑ کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ اے برادرانِ قوم! اگر میرا تمہارے درمیان رہنا اور اللہ کی آیات سنا سنا کر تمھیں غفلت سے بیدار کرنا تمہارے لیے ناقابل برداشت ہو گیا ہے تو میرا بھروسہ اللہ پر ہے۔ تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو ساتھ لے کر ایک متفقہ فیصلہ کر لو، اور جو منصوبہ تمہارے پیش نظر ہو اس کو خوب سوچ سمجھ لو، تاکہ اس کا کوئی پہلو تمہاری نگاہ سے پوشیدہ نہ رہے، پھر میرے خلاف اس کو عمل میں لے آؤ، اور مجھے ہرگز مہلت نہ دو۔ یہ چیلنج ہے کہ میں اپنے کام سے باز نہ آؤں گا۔ تم میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے ہو، کر گزرو، اگر تم میری نصیحت سے منہ موڑتے ہو تو اس میں میرا کوئی نقصان نہیں، میں تم سے کسی اجر اور معاوضے کا طلب گار نہیں، میرا اجر تو میرے اللہ کے ذمہ ہے۔ انہوں نے حضرت نوح (علیہ السلام) کو جھٹلایا، اور نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اپنے پیغمبر اور اس کی کشتی پر سوار ہونے والوں کو تو بچا لیا اور انھیں زمین کا جانشین بنا دیا، باقی سب لوگوں کو طوفان میں غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا تھا جنھیں خبردار کیا جائے لیکن وہ پھر بھی نہ مانیں، ان کا انجام یہی ہوا کرتا ہے۔

پھر موسیٰؑ اور ہارونؑ کے ساتھ بھی یہی ہوا کہ ان کی بات کو جادو کہا گیا، اور قوم نے اپنے آباؤ اجداد کے دین کو نہ چھوڑا، فرعون نے جادوگروں کو بلوایا لیکن وہ سب کے سب موسیٰؑ کے سامنے باطل ٹھہرے، کیونکہ اللہ کی بات ہی سچی ہے۔ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرمایا گیا کہ اپنی

قوم کے واسطے مصر میں گھر بنائیں، اور اپنے ان گھروں کو قبلہ ٹھہرالو، نماز قائم کرو اور اہل ایمان کو بشارت دو، موسیٰ نے دعا کی اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور اموال سے نواز رکھا ہے، جس کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکا رہے ہیں، لہٰذا خدایا! تو ان کے مال غارت کر دے اور ان کو دردناک عذاب کا مزہ چکھا۔

فرمایا: تم دونوں کی دعا قبول کی گئی۔ جب بنی اسرائیل سمندر سے گزار لیے گئے تو ظلم وزیادتی سے ان کا تعاقب کرنے والے فرعون اور اس کے لشکر کو ہم نے سمندر میں غرق کر دیا، اور فرعون ڈوبنے لگا تو بول اٹھا، میں نے مان لیا کہ خداوند حقیقی اس کے سوا کوئی نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے، میں بھی سر اطاعت جھکاتا ہوں اور ایمان لاتا ہوں، اب فساد نہیں کروں گا۔

فرمایا: اب تو ہم صرف تیری لاش ہی بچائیں گے، تاکہ تو بعد کی نسلوں کے لیے نشانِ عبرت بن جائے۔ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا جسم دریا سے نکال کر ٹیلے پر رکھوا دیا، تاکہ بعد والوں کو عبرت ہو۔

پھر قوم بنی اسرائیل کو پسندیدہ جگہ دی گئی، طیب رزق دیا گیا، اور تورات کا علم بھی دیا گیا لیکن انھوں نے طرح طرح کے اختلاف پیدا کیے، بلکہ موسیٰ سے بھی کٹ حجتی کی، مسلمانوں کو بھی تنبیہ کی جارہی ہے کہ وہ ان لوگوں سے سبق حاصل کریں اور شک میں نہ پڑیں، اللہ کی بات کو جھٹلانے والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اس کے بعد حضرت یونس کی قوم کا ذکر فرمایا: یہ قصہ قرآن میں تین جگہ صرف اشاروں اشاروں میں بیان ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کی گمراہی کی وجہ سے اللہ نے ان پر بھی عذاب نازل کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا، جس طرح اور بہت سی قومیں اور بستیاں ایمان نہ لانے کی وجہ سے تباہ ہوئیں، لیکن ان لوگوں نے عذاب کے آثار دیکھ کر بروقت توبہ کر لی اور اسلام لے آئے۔ اس لیے اللہ نے اپنا عذاب ان پر سے ٹال دیا۔ یہ واحد استثناء ہے کہ اللہ نے کسی قوم سے عذاب کو ٹالا ہو۔

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ سر عام اعلان کر دیں کہ میں تو اللہ کا فرماں بردار ہوں، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کر سکتا، مجھے تو دینِ ابراہیمی پر یکسو ہونے کا حکم دیا گیا

ہے اور میں اللہ کو چھوڑ کر کبھی بھی غیر اللہ کی عبادت نہیں کر سکتا! لوگوں کی طرف حق آ چکا ہے۔ اب جو سیدھی راہ اختیار کرے گا اپنا ہی بھلا کرے گا اور جو گمراہ ہو گا وہ اپنی تباہی کا خود ذمہ دار ہو گا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا: ''کہ وہ احکام الٰہی کی پوری پیروی کریں، اور صبر سے تبلیغ کے نتائج کا انتظار کریں، اللہ ہی ہے جو بہترین فیصلے کرنے والا ہے۔''

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۲، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ ہود، آیات ۱ تا ۴۹﴾

نماز تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورہ ہود اور بارھویں پارے کا آغاز کیا ہے۔

الحمدللہ!

سورۃ ہود بھی مکی سورۃ ہے، جس میں ۱۰ رکوع اور ۱۲۳ آیات ہیں۔ سورۃ ہود اور سورۃ یونس تقریباً ایک ہی زمانے میں نازل ہوئیں۔ اس سورۃ میں یہ دعوت دی گئی ہے کہ پیغمبر کی بات مانو گے تو عذاب الٰہی سے بچ جاؤ گے، کیونکہ جن قوموں نے رسولوں کی دعوت کو ٹھکرایا ان پر عذاب آیا، اور وہ مٹا ڈالی گئیں، تنبیہ یہ ہے کہ عذاب میں تاخیر صرف ایک مہلت ہے جو کسی وقت بھی ختم ہو سکتی ہے۔ اس لیے حکم دیا گیا کہ جب ایمان و کفر کا مقابلہ ہو تو اللہ کے راستے میں جہاد کرو اور اللہ کے دین کو غالب کر دو۔

اس سورۃ کے شروع میں ہی اللہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے، کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرو، اور بغاوت کا راستہ چھوڑ کر اپنے رب سے معافی مانگو، اور اس کی طرف پلٹ آؤ، اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تمہیں معاف فرما کر تمہاری دنیاوی اور اخروی زندگی سنوار دے گا اور اگر تم باز نہ آئے تو سخت عذاب تمہیں آ پکڑے گا۔

کفار چھپ کر یا منہ موڑ کر بھی مخالفت کریں تب بھی اللہ کو علم ہو جاتا ہے، فرمایا: دنیا میں کوئی جاندار اور زمین پر بسنے والا کوئی ذی روح ایسا نہیں جس کے رزق کا ذمہ اللہ نے نہ لیا ہو، اور وہ اس کے رہنے اور مرنے کے مقام سے واقف نہ ہو۔ اللہ کا علم بہت وسیع ہے۔ غیب کی تمام باتوں کو

جانتا ہے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اور وہ عرش پر ہے۔ وہ تم کو آزماتا ہے کہ کون شخص اچھا کام کرتا ہے۔ کافر تو آپ کے فرمان کو کہ موت کے بعد زندگی ہے، جادو کہتے ہیں لیکن جب ان پر قیامت کے دن عذاب ہوگا تو انھیں معلوم ہوگا کہ آخرت کا مذاق اڑانا کیسا ہوتا ہے۔

انسان کا حال تو یہ ہے کہ اگر اسے کچھ راحت ملتی ہے اور وہ اس سے چھین لی جاتی ہے تو وہ ناشکری کرنے لگتا ہے۔ پھر اگر مصیبت کے بعد اس کو کچھ آرام مل جاتا ہے تو وہ پہلی کیفیت کو بھول جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری اپنی کمائی اور ذہانت کی وجہ سے ہے، یہ باتیں اللہ کو پسند نہیں۔ ثابت قدم اور عملِ صالح والے لوگ مغفرت اور بڑا اجر پائیں گے۔

کفار کہتے ہیں کہ آپ پر خزانہ کیوں نہ نازل ہوا؟ اور اس کے ساتھ فرشتہ کیوں نہ آیا؟ وہ آپؐ کے قرآن پر بھی اعتراض کرتے ہیں، تو آپؐ فرمادیں کہ اس جیسی کوئی ایک ہی سورۃ لے آؤ، اگر تم سچے ہو، دنیا کی خواہش کرنے والوں کو دنیا مل سکتی ہے لیکن انہیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا کا مال تو سب کا سب وہیں ختم ہوگیا۔ اب انھیں آخرت میں آگ ہی ملے گی۔ اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ جب ایسے لوگ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے تو ان پر لعنت اور پھٹکار ہوگی، ایمان قبول نہ کرنے والے ایسے ہی ہیں جیسے اندھے اور بہرے۔ آنکھوں والے اور سننے والے تو وہ ہیں جو ایمان لے آئیں۔

اب نوحؑ کی دعوت کا ذکر ہے، کہ ان کی قوم کے سرمایہ داروں نے حق کی قبولیت کا معیار مال ودولت کو سمجھ لیا تھا اور وہ نوحؑ سے کہتے تھے کہ آپ کا ساتھ دینے والے تو مفلس اور نادار ہیں۔ نوحؑ نے فرمایا تھا کہ میں تم سے کوئی اجر تو نہیں مانگ رہا، اور ایمان لانے والوں کی غریبی اللہ کے نزدیک شرافت اور فضیلت کے منافی نہیں ہے۔ اور مال ودولت سے خدا کی خوشنودی نہیں خریدی جاسکتی۔ خدا کی رضا صرف اس کے احکام پر چلنے سے حاصل ہوتی ہے۔ نوحؑ کی قوم نے جب ایمان قبول نہ کیا تو اللہ نے نوحؑ کو کشتی بنانے کا حکم دیا، جس پر اس قوم کے سردار ہنستے تھے، نوحؑ نے فرمایا آج تم ہم پر ہنستے ہو کل ہم تم پر ہنسیں گے، دیکھ لینا کس پر عذاب آتا ہے۔ جب اللہ کے حکم سے طوفان آنے لگا تو نوحؑ کو حکم ہوا کہ وہ ہر جانور کا جوڑا اس کشتی میں رکھ دیں۔ اپنے گھر والوں کو

بھی اور ایمان لانے والوں کو بھی، نوحؑ نے اپنے بیٹے کنعان کو بھی سوار ہونے کے لیے کہا تو اس نے کہا کہ میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ جاؤں گا۔ نوحؑ نے سمجھایا! کہ آج اللہ کے حکم کے سوا کوئی بچانے والا نہیں، لیکن وہ لڑکا نہ مانا اور ڈوب گیا۔

طوفان کی ابتدا ایک تنور سے ہوئی جس کے نیچے سے پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، پھر ایک طرف آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور دوسری طرف زمین میں جگہ جگہ سے چشمے پھوٹنے لگے، اتنا زبردست طوفان آیا کہ نوحؑ کی کشتی پر سوار لوگوں اور جانوروں کے سوا سب ہلاک ہو کر رہ گئے۔ نوحؑ نے اپنے بیٹے کو بچانے کی دعا کی تو اللہ نے فرمایا کہ نیک عمل نہ کرنے کی وجہ سے یہ تیرا بیٹا کہلانے کا حق دار نہیں۔

دین کی مخالفت کرنے والے چاہے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، اللہ کے ہاں انھیں کوئی رعایت نہ ملے گی، مسلمانوں کو اپنے ان تمام رشتوں سے قطع تعلق کر لینا چاہیے جو دین کے راستے میں رکاوٹ ڈالیں یا مخالفت کریں۔

............☆☆☆............

......دسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۲ رکوع ۵ تا ۷ سورۃ ہود آیات ۵۰ تا ۸۳﴾

محترم حضرات اور خواتین اسلام!

آج ہم نے رمضان المبارک کے پہلے عشرے کی آخری تراویح کا آغاز کیا۔ کل یہ رحمتوں والا عشرہ ہم سے رخصت ہو جائے گا اور ہم مغفرت کی گھڑیوں کا استقبال کر رہے ہوں گے، یہ اللہ کا ہم پر خاص فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں قرآن سننے اور پھر کسی حد تک قرآن کو سمجھنے کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے۔

گزشتہ شب ہم نے نمازِ تراویح کی تلاوت میں سورۃ ہود کا آغاز کیا تھا، جس میں پچھلی قوموں کی نافرمانیوں اور ان پر کیے جانے والے عذاب کا ذکر ہے۔ کل ہم نے حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی قوم کا حال سنا، آج کی تلاوت کردہ آیات میں حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ اور حضرت لوطؑ کی قوموں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔

انہوں نے قوم کو اللہ کی بندگی اور توحید کی طرف بلایا۔ انہوں نے الٹا ہودؑ کا مذاق اڑایا اور کہا کہ آپ کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ حضرت ہود نے پوری کوشش کی کہ لوگ شرک سے باز آ جائیں اور ایک اللہ کی اطاعت کریں، لیکن قوم بغاوت پر آمادہ رہی۔

پھر ہمارا حکم آ گیا تو ہم نے اپنی رحمت سے ہود کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے، نجات دے دی اور ایک سخت عذاب سے انہیں بچا لیا، یہ ہیں عاد جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا، اس کی آیات کو جھٹلایا، رسولؑ کی بات نہ مانی، اور ہر جبار دشمن کی پیروی کرتے رہے۔ آخر کار اس دنیا میں بھی ان پر پھٹکار پڑی اور قیامت کے روز بھی۔ سنو! عاد نے اپنے رب سے کفر کیا اور دور پھینک دیے گئے۔

پھر صالحؑ کی قوم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے قوم ثمود کی طرف اپنے پیغمبر صالحؑ کو

بھیجا۔ انھوں نے کہا: ''لوگو! صرف اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں، وہی ہے جس نے تمھیں زمین سے پیدا کیا، اور یہاں تم کو بسایا، لہٰذا تم اس سے معافی چاہو، اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔ یقیناً میرا رب قریب ہے اور وہ دعاؤں کا جواب دینے والا ہے۔

انہوں نے کہا: ''اے صالحؑ! ہم تو تمہاری ہوشمندی، ذہانت، فہم و فراست، متانت، سنجیدگی اور پُر وقار شخصیت کو دیکھ کر امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ بڑے آدمی بنو گے، اپنی دنیا بھی بناؤ گے اور ہمیں بھی دوسری قوموں کے مقابلے میں تمہارے تدبر سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا، مگر تم نے یہ توحید اور آخرت کا نیا راگ چھیڑ کر ہماری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ تو ہمیں ان معبودوں کی پرستش سے روکنا چاہتا ہے جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے، ہم تیرے طریقے پر چلنے والے نہیں ہیں۔ صالحؑ نے انھیں بڑا سمجھایا لیکن وہ نہ مانے۔ نشانی کے طور پر انہوں نے اللہ کی طرف سے بھیجی گئی اونٹنی قوم کو دکھائی۔ مگر انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا، حضرت صالحؑ نے ان کو تنبیہ کرتے ہوئے تین دن کی مہلت دی، جس کے بعد ایک سخت عذاب نے، جو ایک دھماکے کی صورت میں تھا، پوری قوم کو تباہ کر دیا۔ حضرت صالحؑ اور ان کے ساتھی اس عذاب سے بچا لیے گئے۔

اس کے بعد اللہ نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوطؑ کا ذکر کیا کہ کس طرح اللہ کے فرشتے انسانوں کی شکل میں حضرت ابراہیمؑ کے گھر تشریف لائے۔ حضرت ابراہیم ان کی ضیافت کے لیے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے، لیکن انہوں نے کہا کہ ہم تو اللہ کے فرشتے ہیں، کھانا نہیں کھاتے۔ ہم لوطؑ کی قوم کی طرف عذاب لے کر آئے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی سائرہ بھی کھڑی تھی، اس کو ہم نے اسحاق اور اسحٰق کے بعد یعقوب کی خوش خبری دی۔ وہ یہ ہنس دی اور بولی، ہائے اللہ! اب میرے ہاں اولاد ہوگی، جبکہ میں بڑھیا پھونس ہو گئی ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ بڑی عجیب بات ہے۔ فرشتوں نے کہا: اللہ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ ابراہیم علیہ السلام کے گھر والو! تم لوگوں پر اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ یقیناً اللہ نہایت قابل تعریف اور بڑی شان والا ہے۔

پھر جب ابراہیم علیہ السلام کی گھبراہٹ دور ہو گئی اور اولاد کی بشارت سے ان کا دل خوش ہو گیا تو اپنی نرم دلی کے باعث فرشتوں سے قوم لوط پر عذاب کی تاخیر کرنے کے لیے بحث کرنے

لگے۔لیکن فرشتوں نے کہا کہ اب تو خدا کا حکم آ چکا ہے۔اس لیے ان لوگوں پر عذاب آ کر رہے گا۔ فرشتے انتہائی خوب صورت لڑکوں کی شکل میں تھے جب یہ لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔قوم لوط کے لوگ بے اختیار ان لڑکوں کے پیچھے لگ گئے، وہ بدکردار اور بے حیا ہو چکے تھے۔

لوطؑ نے انھیں سمجھایا کہ تم عورتوں سے نکاح کرو، جو تمہارے لیے پاکیزہ تر ہیں، اور میرے مہمانوں کے مقابلے میں مجھے ذلیل نہ کرو۔انہوں نے جواب دیا کہ تجھے تو معلوم ہی ہے کہ ہمیں عورتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔تو جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔تب فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو بتایا کہ ہم تیرے رب کی طرف سے بھیجے گئے فرشتے ہیں، فرشتوں نے اللہ کے حکم سے ان کو، یعنی حضرت لوطؑ اور ان کے ساتھیوں کو بستی سے نکل جانے کا حکم دیا۔وہ بچا لیے گئے۔اس کے بعد اس بستی پر پتھروں کی بارش ہوئی اور ایک سخت زلزلے نے پوری بستی کو تباہ کر دیا۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۱۲، رکوع ۸ تا ۱۰......سورۃ هود، آیات ۸۴ تا ۱۲۳﴾

حضرات محترم!

نماز تراویح کے اس حصہ میں بھی سابقہ قوموں کے عبرت ناک واقعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔حضرت نوحؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ کی قوموں کے واقعات کے بعد اب حضرت شعیبؑ کی قوم کا ذکر ہے، جنہیں اللہ نے مدین والوں کی طرف اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے کہا: ''اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو۔اس کے سوا تمہارا کوئی خدا نہیں ہے۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔آج میں تم کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں، مگر مجھے ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا اور اے برادرانِ قوم! ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ پورا ناپو اور پورا تولو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں گھاٹا نہ دیا کرو، اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔اللہ کی دی ہوئی بچت تمہارے لیے کافی ہے۔

انہوں نے جواب دیا: اے شعیبؑ! کیا تیری نماز تجھے یہ سکھاتی ہے کہ ہم ان سارے معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے؟ یا یہ کہ ہم کو اپنے کاروبار میں اپنی

مرضی کے مطابق کوئی ہیر پھیر کرنے کا اختیار نہ ہو؟ کیا تو ہی ایک عالی ظرف اور راستباز آدمی رہ گیا ہے؟

شعیبؑ نے کہا: بھائیو! تم خود ہی سوچو کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے ایک کھلی شہادت پر تھا اور پھر اس نے اپنے ہاں سے مجھے اچھا رزق بھی عطا کیا تو اس کے بعد میں تمہاری گمراہیوں اور حرام خوریوں میں تمہارا شریک حال کیسے ہو سکتا ہوں؟ میری سچائی کا تم اس بات سے اندازہ کر سکتے ہو کہ جو کچھ دوسروں سے کہتا ہوں اس پر خود عمل کرتا ہوں! اگر میں تم کو غیر اللہ کے آستانوں سے روکتا اور خود کسی آستانے کا مجاور بن بیٹھتا تو بلاشبہ تم یہ کہہ سکتے تھے کہ اپنی پیری چمکانے کے لیے دوسری دوکانوں کی ساکھ بگاڑنا چاہتا ہے۔ اگر میں تم کو حرام کے مال کھانے سے منع کرتا اور خود اپنے کاروبار میں بے ایمانیاں کر رہا ہوتا تو ضرور تم یہ شبہ کر سکتے تھے کہ میں اپنی ساکھ جمانے کے لیے ایمانداری کا ڈھول پیٹ رہا ہوں لیکن خود تم دیکھتے ہو کہ میں ان برائیوں سے بچتا ہوں جن سے تم کو منع کرتا ہوں۔ میری زندگی ان دھبوں سے پاک ہے۔ جن سے میں تمہیں بھی پاک دیکھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اپنے لیے بھی اسی طریقے کو پسند کیا ہے جس کی تمہیں دعوت دے رہا ہوں۔ یہ چیز اس بات کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ میں اپنی اس دعوت میں صادق ہوں اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ جن باتوں سے میں تم کو روکتا ہوں ان کا خود ارتکاب کروں۔ میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں، جہاں تک میرا بس چلے، اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے۔ اُسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملے میں میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اے برادرانِ قوم! میرے خلاف تمہاری ہٹ دھرمی کہیں یہ نوبت نہ لے آئے کہ آخر کار تم پر بھی وہ عذاب آ کر رہے جو نوحؑ، ہودؑ اور صالحؑ کی قوم پر آیا تھا اور لوطؑ کی قوم کا واقعہ تو ابھی تازہ ہی ہے اور تمہارے قریب ہی کے علاقے میں پیش آ چکا ہے۔ دیکھو، اپنے رب سے معافی مانگو اور اس کی طرف پلٹ آؤ۔ بے شک میرا رب رحیم ہے اور وہ اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: ''اے شعیبؑ! تیری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں تو نہیں آتیں ہم دیکھتے ہیں کہ تو ایک بے زور آدمی ہے۔ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، تیری برادری نہ ہوتی تو ہم کب کا تجھے سنگسار کر چکے ہوتے۔

شعیبؑ نے کہا: ''بھائیو! کیا میری برادری تم پر اللہ سے زیادہ بھاری ہے، کہ تم نے برادری کا

خوف تو کیا لیکن اللہ کو بالکل پس پشت ڈال دیا؟

حضرت شعیبؑ کی پوری کوشش کے باوجود، ان کی قوم نے شرک وڈاکہ زنی کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے ایک سخت چنگھاڑ یا دھماکے کی صورت میں ان پر عذاب نازل کیا، اور وہ سب تباہ ہو گئے، گویا وہ کبھی وہاں رہے بسے ہی نہ تھے!

سنو! مدین والے بھی دور پھینک دیے گئے جس طرح ثمود والے پھینکے گئے تھے۔

اس کے بعد حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے دربار میں جانے اور اللہ کی طرف دعوت کا ذکر ہے۔ بتایا گیا کہ کس طرح فرعون اور اس کے ساتھیوں نے حضرت موسیٰؑ کی دعوت کی مخالفت کی۔ آخر کار، اللہ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کو غرق کر دیا۔

یہ تمام واقعات مشرکین مکہ کو اس لیے سنائے گئے کہ وہ عبرت حاصل کریں، اور رسول عربی کی مخالفت چھوڑ کر اسلام پر ایمان لے آئیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی گئی، اور بشارت دی گئی کہ یہ آزمائش وابتلاء کا زمانہ جلد ختم ہونے والا ہے۔ انھیں نماز قائم کرنے اور احکام الٰہی کی پوری طرح پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دشمن کا مقابلہ صرف نماز اور صبر سے ہی کر سکتے ہیں۔ اپنے طریقے پر دین کا کام کرتے رہیں، اور اللہ پر بھروسہ رکھیں۔ وہ ضرور انھیں کامیاب کرے گا۔ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے اور وہ ہر کام پر قادر ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۲، رکوع ۱۱ تا آخر......سورۂ یوسف، آیات ۱ تا ۵۲﴾

نماز تراویح کے اس حصہ میں ہم نے سورۂ یوسفؑ کا آغاز کیا ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جس میں بارہ رکوع اور ایک سو گیارہ آیات ہیں۔ یہ مکی دور کے آخر میں نازل ہوئی، جبکہ قریش مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے یا جلا وطن کر دینے یا قید کر دینے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ اس زمانے میں یہودیوں کے اشارے پر بعض کفار نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینے کے لیے یہ سوال کیا کہ بنی اسرائیل مصر کیسے پہنچے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سوال کے جواب میں حضرت یوسفؑ کا قصہ اس سورۃ کی شکل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ جس طرح حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائیوں نے ملک سے نکال دیا تھا، قریش بھی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملک بدر کرنے کی کوشش کرر ہے ہیں۔اور جس طرح اللہ نے حضرت یوسفؑ کو کامیاب کر کے ان کے دشمنوں کی تمام چالوں کو ناکام کر دیا تھا،اسی طرح رسول اکرمؐ بھی اپنے مشن میں کامیاب ہوکر دوبارہ مکہ لوٹیں گے۔

پہلے ہی رکوع میں اللہ نے اعلان فرمادیا کہ حضرت یوسفؑ کا قصہ اللہ وحی کے ذریعے رسول اکرمؐ کی زبان سے سنا رہا ہے، ورنہ اس سے پہلے اہلِ عرب اس واقعہ سے بالکل ناآشنا تھے۔ حضرت یوسف حضرت یعقوبؑ کے بیٹے، حضرت اسحاقؑ کے پوتے اور حضرت ابراہیمؑ کے پڑپوتے تھے۔حضرت یوسفؑ نے ایک خواب دیکھا اور اپنے والد حضرت یعقوبؑ کو سنایا۔حضرت یعقوبؑ نے خواب سننے کے بعد بیٹے کو خوش خبری دی کہ اللہ نے انھیں نبوت کے لیے منتخب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے انھیں اغوا کرنے کی سازش کی،اور دور لے جا کر ایک اندھے کنویں میں پھینک دیا، پھر آکر والد کو بتایا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر حضرت یوسفؑ کو وحی کے ذریعے تسلی دیتے ہوئے بتایا کہ آپ کے بھائی اس فعل کے نتائج سے بے خبر ہیں۔اور اللہ آپ کی خبر گیری کرنے کے لیے کافی ہے۔

اس کے بعد ایک قافلہ ادھر سے گزرا،انہوں نے پانی لینے کے لیے اس کنویں میں ڈول ڈالا اور اس طرح حضرت یوسف کو باہر نکالا۔ پھر انھیں مصر کے بازار میں غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ حضرت یوسفؑ کو جس شخص نے خریدا وہ اپنے شہر کا حاکم تھا۔اس نے اپنے گھر میں ان کی بیٹے کی طرح پرورش کی،اور تعلیم کا آغاز کیا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے ایک ٹھکانہ مہیا کر دیا۔حضرت یوسفؑ اپنی جوانی تک حاکم مصر کے گھر میں تعلیم و تربیت پاتے رہے۔

اس کے بعد وہ تمام قصہ بیان ہوا ہے کہ کس طرح گھر کی مالکہ نے حضرت یوسفؑ کو اپنی جنسی تسکین کے لیے قابو کرنے کی کوشش کی۔لیکن حضرت یوسفؑ کو اللہ نے اس گناہ سے بچالیا۔ پھر خود حضرت یوسفؑ کی دعا کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے انھیں قید خانہ میں ڈلوادیا، جہاں رہ کر متعدد سال آپ قید بھگتتے رہے۔ پھر حضرت یوسفؑ کے قید کے زمانہ سے لے کر اقتدار میں آنے تک کے حالات تفصیل سے دیے گئے ہیں، کہ حضرت یوسفؑ کے ساتھ اس قید میں دو قیدی اور بھی تھے۔حضرت یوسفؑ کے پیغمبرانہ اندازِ عمل سے متاثر ہوکر ایک دن ان قیدیوں نے حضرت یوسفؑ

سے اپنے خواب بیان کیے، اور ان کی تعبیر چاہی۔ حضرت یوسفؑ نے اس موقع کو تبلیغ کے لیے غنیمت جانا اور انھیں نہایت مؤثر طریقے سے توحید کی تعلیم دی۔ اس کے بعد انھیں ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی۔ اس میں سے ایک قیدی کے متعلق حضرت یوسفؑ نے بتایا کہ اسے پھانسی کی سزا ملے گی، اور اس کا گوشت پرندے کھائیں گے، جبکہ دوسرے قیدی کو بتایا کہ تم جلد ہی قید سے چھوٹ جاؤ گے اور پھر بادشاہ کے خادم خاص کے فرائض انجام دو گے۔ ساتھ ہی، اس شخص سے حضرت یوسفؑ نے یہ بھی کہا کہ بادشاہ سے میرا ذکر بھی کر دینا۔ شاید اللہ اسے ہدایت دے اور وہ توحید وانصاف کی طرف پلٹ آئے۔ چند دن بعد مصر کے بادشاہ نے خواب دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں، جنھیں سات کمزور گائیں کھا رہی ہیں۔ اسے خواب میں اناج کی سات ہری بالیاں بھی دکھائی دیں، جن کے قریب ہی سات سوکھی بالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ بادشاہ نے اپنے دربار کے عالم فاضل لوگوں سے اس کی تعبیر پوچھی، لیکن ان میں سے کوئی بھی تعبیر نہ بتا سکا اس موقع پر وہ قیدی بھی موجود تھا۔ اسے یاد آیا کہ کس طرح اس کے خواب کی تعبیر ایک پیغمبر صفت انسان نے قید خانہ میں سچ سچ بتائی تھی۔ لہٰذا اس نے بادشاہ سے کہا کہ اگر وہ اسے شاہی قید خانے میں جانے کی اجازت دے تو وہ خدا کے اس نیک بندے سے پوچھ کر بادشاہ کے خواب کی صحیح تعبیر بتا سکتا ہے۔

چنانچہ وہ شخص حضرت یوسفؑ کے پاس قید خانے میں آیا، اور ان سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر پوچھی۔ حضرت یوسفؑ نے اسے بتلایا کہ اس خواب کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک کے لوگ سات سال تک خوب اچھی فصل حاصل کریں گے اور اس کے بعد کے سات سال خشک سالی کے ہوں گے۔ لہٰذا تم فراوانی کے زمانے میں کچھ غلہ بچا کر رکھ لو، تا کہ قحط کے زمانے میں کام آئے۔ جب اس نے بادشاہ کو اس کے خواب کی تعبیر بتائی تو بادشاہ بہت متاثر ہوا، اور فوراً حضرت یوسف کو قید سے آزاد کر کے اپنے پاس بلا بھیجا، لیکن حضرت یوسفؑ نے سرکاری قاصد کو یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ میں اس وقت تک قید سے واپس نہ آؤں گا جب تک مجھے اس جھوٹے الزام سے بری نہ کر دیا جائے جس کی وجہ سے مجھے قید میں ڈالا گیا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس حاکم کی بیوی کو، جس نے حضرت یوسفؑ کو رجھانے کی کوشش کی تھی اور ناکام ہونے پر انھیں قید کرا دیا تھا، بلا بھیجا۔ اس عورت نے اعتراف کیا کہ زیادتی خود اس کی طرف سے ہوئی تھی اور یہ کہ یوسف گناہ سے بالکل پاک ہے۔ بادشاہ نے حضرت یوسفؑ کو اپنی مملکت کا وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔ اس طرح اللہ نے

حضرت یوسفؑ کے لیے اقتدار کی راہ ہموار کی، کہ اللہ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے اور متقی لوگوں کے لیے آخرت میں اس سے بھی اچھا اجر ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۳، رکوع ۱ تا ۴ ...... سورۃ یوسف، آیات ۵۳ تا ۹۳﴾

نماز تراویح کے اس حصہ میں ہم نے اللہ کے فضل سے تیرھویں پارے کا آغاز کیا ہے۔ سورۃ یوسف کے واقعات اسی طرح تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں کہ یوسفؑ نے بادشاہ کے سامنے اپنی پاکدامنی کا اعتراف کرایا، تو اس پر فخر نہیں کیا، بلکہ کہا: میں اپنے نفس کی برأت نہیں کر رہا ہوں۔ یہ کم بخت تو ہمیشہ گناہ پر ہی اکساتا ہے۔ ہاں، اگر اللہ کی رحمت ہو تو اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

حضرت یوسفؑ پہلے وزیر خزانہ بنے۔ پھر بادشاہ کے انتقال کے بعد انھیں مصر کے تخت پر بٹھا دیا گیا۔ حضرت یوسفؑ کی حکومت کے پہلے سات سال مصر میں انتہائی خوش حالی کے گزرے اور ان ایام میں حضرت یوسفؑ نے قحط کے لیے وہ تمام پیش بندیاں کر لیں، جن کا مشورہ بادشاہ کے خواب کی تعبیر بتاتے وقت وہ دے چکے تھے۔ اس کے بعد قحط کا دور شروع ہوا۔ اور یہ قحط صرف مصر میں ہی نہ تھا، بلکہ آس پاس کے ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آ گئے۔ یہی وہ موقع تھا جب فلسطین سے حضرت یوسفؑ کے بھائی بھی غلہ خریدنے کے لیے مصر پہنچے۔ حضرت یوسفؑ نے انھیں پہچان لیا، مگر وہ یوسفؑ کو نہ پہچان سکے، کیونکہ جب انھوں نے یوسفؑ کو کنویں میں پھینکا تھا، اس وقت آپ سترہ سال کے لڑکے تھے اور اب آپؑ کی عمر اڑتیس (۳۸) سال کے لگ بھگ تھی اور پھر یہ تو ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ جس بھائی کو وہ کنویں میں پھینک گئے تھے آج مصر کا مختارِ مطلق ہو گا۔

حضرت یوسفؑ نے انھیں عزت کے ساتھ رکھا اور وافر اناج دے کر گھر بھیجا۔ ساتھ ہی ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ان کا جو ایک سوتیلا بھائی ہے اسے بھی اگلی مرتبہ ساتھ لائیں۔ ان کی رقم بھی انھیں لوٹا دی گئی تا کہ وہ خوشی خوشی دوبارہ ان کے پاس غلہ لینے آ جائیں لیکن انھیں اپنے متعلق کچھ نہ بتایا، آخر کچھ مدت بعد وہ دوبارہ غلہ لینے آئے اور اپنے سوتیلے بھائی بنیامین کو جو حضرت یوسفؑ کی والدہ کی اولاد اور حضرت یوسفؑ کے حقیقی بھائی تھے، ساتھ لائے۔

یہ لوگ جب یوسفؑ کے حضور پہنچے تو انہوں نے اپنے بھائی کو الگ اپنے پاس بلا لیا اور بتا دیا کہ میں تیرا وہی بھائی ہوں جو کھو گیا تھا۔ اب تو ان باتوں کا غم نہ کر جو یہ لوگ کرتے رہے ہیں، جب یوسفؑ ان بھائیوں کا سامان لدوانے لگے تو اپنے بھائی کے سامان میں ایک سرکاری پیالہ رکھ دیا۔

پھر ایک پکارنے والے نے پکار کر کہا: ''اے قافلے والو! تم چور ہو'' انہوں نے پلٹ کر پوچھا: ''ہم نے کیا چرایا ہے؟'' سرکاری ملازموں نے کہا: ''بادشاہ کا پیالہ نہیں مل رہا۔'' ان بھائیوں نے کہا: ''خدا کی قسم، تم لوگ خوب جانتے ہو کہ ہم ملک میں فساد کرنے نہیں آئے، اور ہم چوری کرنے والے لوگ نہیں۔'' انہوں نے کہا: ''اگر تمہاری بات جھوٹی نکلی تو چور کی کیا سزا ہے؟''

انہوں نے کہا: ''اس کی سزا جس کے سامان میں سے پیالہ نکلے یہ ہے کہ وہ آپ ہی اپنی سزا میں رکھ لیا جائے، ہمارے ہاں کا تو یہی طریقہ ہے۔ تب یوسفؑ نے اپنے بھائی سے پہلے ان کی تلاشی لی، اور پھر اپنے بھائی سے گم شدہ چیز برآمد کر لی، ان بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی تو کوئی تعجب کی بات نہیں، کیونکہ اس کا بھائی یوسف بھی چور تھا۔

حضرت یوسفؑ ان کی یہ بات سن کر پی گئے، اور زیر لب اتنا ہی کہا کہ تم لوگ جو الزام لگا رہے ہو اس کی حقیقت تو خدا خوب جانتا ہے۔ انہوں نے کہا: ''اے سردار ذی اقتدار! اس کا باپ بہت بوڑھا آدمی ہے۔ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے۔ ہم آپ کو بڑا ہی نیک نفس پاتے ہیں۔'' یوسفؑ نے انکار کر دیا۔ ان میں سے جو سب سے بڑا تھا، باقی بھائیوں سے بولا: اب ہمارے والد پر کیا گزرے گی؟ اس سے پہلے یوسف کے معاملہ میں جو زیادتی تم کر چکے ہو وہ بھی تم کو معلوم ہے۔ اب میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ تم جا کر اپنے والد سے کہو کہ آپ کے صاحبزادے نے چوری کی ہے۔ ہم نے تو اسے چوری کرتے نہیں دیکھا، جو کچھ ہمیں معلوم ہوا ہے ہم وہی بیان کر رہے ہیں۔

جب حضرت یعقوبؑ تک یہ خبر پہنچی تو وہ غم اور صدمے سے منہ پھیر کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے ہائے یوسف! اور دل ہی دل میں غم سے گھٹے جا رہے تھے اور ان کی آنکھیں سفید پڑ گئی تھیں۔

بیٹوں نے کہا: خدارا آپ تو یوسفؑ ہی کو یاد کیے جاتے ہیں، نوبت یہ آگئی ہے کہ آپ اس کے غم میں اپنے آپ کو گھلا دیں گے، یا اپنی جان ہلاک کر ڈالیں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے غم

اور پریشانی کی فریاد اللہ کے سوا کسی سے نہیں کرتا۔ اور اللہ سے جیسے میں واقف ہوں تم نہیں ہو۔ جاؤ، جا کر یوسف اور اس کے بھائی کی کچھ ٹوہ لگاؤ، اور اللہ کی رحمتوں سے کافروں کی طرح مایوس نہ ہو جاؤ! یہ لوگ دوبارہ مصر گئے اور یوسف کی منتیں کرنے لگے، اور خیرات مانگنے لگے، تب یوسف سے رہا نہ گیا اور انہوں نے پوچھا کہ تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ تم نادان تھے؟ بادشاہ کے منہ سے یوسف کا نام سن کر وہ چونک گئے، اور بولے ہائیں......! کیا تم یوسف ہو؟ انھوں نے کہا: ''ہاں میں یوسف ہوں، اور یہ میرا بھائی ہے، تقویٰ اور صبر سے کام لینے والوں کا اجر ضائع نہیں ہوتا۔''

بھائیوں نے کہا: بخدا! اللہ نے آپ کو ہم پر فضیلت بخشی اور ہم واقعی خطا کار تھے۔ یوسف نے سب کو معاف کر دیا، اور کہا کہ جاؤ میری یہ قمیص لے جاؤ، اور میرے والد کے منہ پر ڈالو، ان کی بینائی پلٹ آئے گی اور پھر تم اپنے سب اہل و عیال کو میرے پاس لے آؤ۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۳، رکوع ۵ تا ۸......سورۃ یوسف، آیات ۹۴ تا سورۃ الرعد ۱۸﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں تلاوت کی جانے والی آیات میں بھی سورۃ یوسف تسلسل کے ساتھ جاری ہے۔ جب یوسف کے بھائی ان کی قمیص لے کر مصر سے نکلے تو یعقوبؑ نے کنعان میں بیٹھے ہوئے کہا کہ میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں پھر جب ان کے بھائی کنعان پہنچے، اور انہوں نے یوسفؑ کی قمیص حضرت یعقوبؑ کے چہرے پر ڈال دی تو آپ کی بینائی لوٹ آئی۔ آپ کی خوشی کی انتہا تھی۔ آپؑ نے سب بیٹوں کے لیے اللہ سے مغفرت کی دعا کی، اور پھر یوسفؑ سے ملنے کے لیے مصر روانہ ہوئے، جہاں حضرت یوسفؑ نے سرکاری طور پر ان کا شاندار استقبال کیا، اور انھیں اپنے برابر شاہی مسندوں پر بٹھایا۔ سب بے اختیار حضرت یوسف کے آگے تعظیمی سجدے میں جھک گئے۔ تب حضرت یوسفؑ نے کہا: ابا جان! یہ تعبیر ہے اس خواب کی جو میں نے بچپن میں دیکھا تھا۔ میرے رب نے اسے حقیقت بنا دیا ہے۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانے سے اور آپ کو صحرا سے نکالا۔ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان فساد

ڈال دیا تھا۔ پھر اللہ سے مخاطب ہوئے کہ اے خدایا! تو نے مجھے اقتدار دیا، خوابوں کی تعبیر سکھائی۔ اب میرا خاتمہ اسلام پر کرنا اور مجھے نیک لوگوں میں شامل کرنا۔ اے زمین و آسمان کے مالک! دنیا و آخرت میں میرا سرپرست بن جا!

یہ چند فقرے جو اس وقت حضرت یوسفؑ کی زبان سے نکلے، ہمارے سامنے ایک سچے مومن کا بہت ہی دلکش اور عجیب نقشہ پیش کرتے ہیں، صحرائی گلہ بانوں کے خاندان کا ایک فرد، جس کو اس کے بھائیوں نے حسد کے مارے ہلاک کر دینا چاہا تھا، زندگی کے نشیب و فراز دیکھتا ہوا بالآخر دنیوی عروج کے انتہائی مقام پر پہنچ گیا، اس کے قحط زدہ اہلِ خاندان اب اس کے دست نگر ہو کر اس کے حضور آئے ہیں اور وہ حاسد بھائی بھی، جو اس کو مار ڈالنا چاہتے تھے، اس کے تختِ شاہی کے سامنے سرنگوں کھڑے ہیں۔ یہ موقع دنیا کے عام دستور کے مطابق فخر جتانے، ڈینگیں مارنے، گلے اور شکوے کرنے اور طعن و ملامت کے تیر برسانے کا تھا۔ مگر ایک سچا خدا پرست انسان اس موقع پر کچھ دوسرے ہی اخلاق ظاہر کرتا ہے۔ وہ اپنے اس عروج پر فخر کرنے کے بجائے اس خدا کے احسان کا اعتراف کرتا ہے جس نے اسے یہ مرتبہ عطا کیا۔

سورۃ یوسف کے آخری رکوع میں پھر اللہ تعالیٰ نے شرک کے خلاف مختصر گفتگو کی، اور رسول اکرمؐ کو خطاب کر کے فرمایا کہ لوگوں کے مطالبے پر حضرت یوسفؑ کا یہ واقعہ اللہ نے وحی کے ذریعے آپ کو سنا دیا ہے۔ اس قصے سے ظاہر ہے کہ پہلے پیغمبروں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوتا رہا ہے، جو اہل مکہ آج آپؐ کے ساتھ کر رہے ہیں۔ لوگوں کو ان قصوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ یہ قرآن پہلے آنے والی تمام کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔

سورۃ الرعد:

اس کے بعد سورۃ الرعد کا آغاز ہوتا ہے، یہ بھی مکی سورۃ ہے، جس میں چھ رکوع اور ۴۳ آیات ہیں۔ رعد کے لفظی معنی ہیں بادل کی کڑک۔ چونکہ یہ لفظ آیت نمبر تیرہ میں آیا ہے اس لیے اس سورۃ کا نام یہی ہو گیا۔ یہ سورۃ بھی اسی دور کی ہے جس دور میں سورۃ یونس، سورۃ ھود اور سورۃ اعراف نازل ہوئیں: یعنی مکی زندگی کے چند آخری سال، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت مشکلات

میں گھرے ہوئے تھے۔ مرکزی مضمون بھی یہی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا پیغام حق ہے اور لوگوں کو ان کی مخالفت چھوڑ کر رسول عربی پر ایمان لے آنا چاہیے۔ پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا ذکر مختلف آیات الٰہی کا حوالہ دے کر بیان کیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے کہ

''وہ اللہ ہی ہے جس نے آسمان کو ستونوں کے بغیر بلند کیا، سورج، چاند اور ستاروں کو انسان کے لیے مسخر کیا، زمین بنائی، اس پر پہاڑ اور دریا بنائے۔ زمین پر انسان کے لیے مختلف قسم کے پھل اگائے، دن اور رات کا نظام باقاعدہ ترتیب دیا، اور انسانی زندگی کے لیے ہوا اور پانی وغیرہ مہیا کیے۔ یہ سب نشانیاں خدائے واحد کی قدرت کو ظاہر کرتی ہیں۔ لیکن کفار پھر بھی نئی نئی نشانیوں کا مطالبہ کرتے ہیں، اللہ عالم الغیب بھی ہے اور صانع مطلق بھی۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر ہر طرح کا علم رکھتا ہے، اور قوموں کے زوال وعروج پر اس کا پوری طرح کنٹرول ہے، وہ اگر کسی کو تباہ کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کے حکم سے بجلی کوندتی ہے اور بادلوں کی گرج پیدا ہوتی ہے۔ خدا کے علاوہ جن ہستیوں کو کفار پکارتے ہیں وہ نفع ونقصان پہنچانے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں رکھتیں، کیونکہ کائنات کی ہر چیز اللہ کے تابع ہے۔ ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے، اور وہ یکتا ہے، اور سب پر غالب ہے۔

باطل کی مثال جھاگ کی سی ہے جو پانی کی سطح پر آجاتا ہے اور پھر جلد ہی غائب ہو جاتا ہے۔ جو حق سے انکار کرے گا اسے آخرت میں سخت عذاب دیا جائے گا، لہٰذا مومن اور کفار کا انجام کبھی یکساں نہیں ہو سکتا!

............☆☆☆............

......گیارھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۳ رکوع ۹ تا ۱۲ سورۃ الرعد آیات ۱۹ تا ۴۳﴾

حضرات محترم! خواتین اسلام!

وقت بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ اس دنیا میں زندہ رہنے کی جو مہلت ہم اپنے رب سے مانگ کر لائے تھے وہ لحظہ بلحظہ گھٹتی چلی جا رہی ہے، اور ہر روز ہم اپنی موت کے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ چند دن پہلے ہم استقبال رمضان کے لیے روزوں کا انتظار کر رہے تھے اور پتہ ہی نہ چلا کہ وقت کیسے گزر گیا، کہ آج ہم رمضان کے پہلے رحمت والے عشرے کو رخصت بھی کر چکے ہیں، اور اب مغفرت کی گھڑیوں میں قرآن سے لو لگا کے اپنے رب کے حضور جمع ہیں۔ اصل کامیابی ہی یہ ہے کہ اللہ ہماری ان ٹوٹی پھوٹی کوششوں کو قبول فرمائے۔

سورۃ الرعد بھی ہمیں یہی پیغام دے رہی ہے کہ اہل عقل اور سمجھ بوجھ والے لوگ وہی ہیں جو اپنی آخرت کی تیاری کرتے ہیں اور وہ وہی لوگ ہیں جو ایمان پر قائم رہتے ہیں، اپنا عہد نہیں توڑتے، اللہ کے حکم کے تابع ہیں، اس سے ڈرتے ہیں، حساب وکتاب کا خوف رکھتے ہیں، اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں، اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتے ہیں، اپنے جذبات اور میلانات کو حدود کا پابند بناتے ہیں، خدا کی نافرمانی میں جن جن فائدوں اور لذتوں کا لالچ نظر آتا ہے انہیں دیکھ کر پھسل نہیں جاتے، اور خدا کی فرمانبرداری میں جن جن نقصانات اور تکلیفوں کا اندیشہ ہوتا ہے انہیں دیکھ کر غمگین نہیں ہو جاتے، بلکہ استقامت کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ مومن کی پوری زندگی درحقیقت صبر کی زندگی ہے۔ وہ لوگ نماز قائم کرتے ہیں، اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرتے ہیں، لوگ اگر ان سے برا سلوک بھی کریں تو یہ ان کی بھلائی ہی چاہتے ہیں۔ آخرت کا گھر انہی لوگوں کے لیے ہے: ایسے باغ جو ان کی ابدی قیام گاہ ہوں گے وہ خود بھی ان میں رہائش پذیر ہوں گے اور اپنے والدین، بیویوں اور اولاد میں سے جو جو صالح ہوں گے ان کو بھی اپنے ساتھ رکھیں گے۔ فرشتے ہر طرف سے ان کے استقبال

کے لیے آئیں گے، اور آ کر ان کو سلام کریں گے، اور اس بات کی خوش خبری دیں گے کہ اب تم ایسی جگہ آ گئے ہو جہاں تمہارے لیے سلامتی ہی سلامتی ہے۔ اب یہاں تم ہر آفت، ہر تکلیف اور ہر خطرے اور اندیشے سے محفوظ ہو۔ تم نے دنیا میں جس طرح صبر سے کام لیا اس کی بدولت آج تم اس جنت کے حقدار ہو گئے ہو۔ پس کیا ہی خوب ہے یہ آخرت کا گھر!

ان کے برعکس، وہ لوگ، جنہوں نے اللہ سے کیا ہوا عہد توڑا، اس کی نافرمانی کی، اور دنیا میں فساد پھیلایا، تو یہ لعنت کے مستحق ہیں، اور ان کے لیے آخرت میں بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے۔ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا ہے، فراخی بخشتا ہے، اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے، لہٰذا انسان کی قدر و قیمت کا لحاظ اس کی امیری یا غریبی سے نہ لگاؤ۔ یہ کوئی معیار نہیں بلکہ انسانی فضیلت کا معیار تو سعادت مندی، فکر و عمل کی صحیح راہ اختیار کرنے اور تقویٰ کے حصول میں ہے۔

یہ لوگ دنیاوی زندگی میں فرحاں و شاداں ہیں، حالانکہ دنیاوی زندگی آخرت کے مقابلے میں ایک متاعِ قلیل کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اللہ جسے چاہتا ہے، گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے وہی اللہ کی یاد اور اس کے ذکر سے چین اور سکون حاصل کرتے ہیں۔ ایسے ایمان والے اور عمل صالح والے لوگ ہی جنت کے مستحق ہیں۔

پھر کفار کی ہٹ دھرمی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ایسا قرآن بھی نازل ہوتا جس کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے، یا زمین پھٹ جاتی، یا اس سے مردے باتیں کرتے تب بھی کفار ایمان نہ لاتے۔ آپؐ سے پہلے بھی کافروں نے رسولوں کا مذاق اڑایا تھا، تو اللہ نے کچھ دن تو ڈھیل دی، لیکن پھر بری طرح ان کو پکڑا۔ ایسے کافروں کے لیے جیتے جی بھی عذاب ہے، اور آخرت میں بھی سخت عذاب۔ پھر انہیں اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔

بعض اہل کتاب جو آپؐ پر ایمان لائے ہیں وہ قرآن سے خوش ہوتے ہیں اور یہ قرآن آپ پر عربی زبان میں نازل کیا گیا، جیسا کہ پہلے کے انبیاء پر اُن کی زبانوں میں احکام دیے گئے تھے۔ ان احکام سے اعراض کرنے والوں کا کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا۔ کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی لا سکے۔ آپؐ پر فرض ہے کہ اللہ کے احکام ان لوگوں تک پہنچا دیں۔ حساب لینا ہمارا کام ہے، حضور ﷺ کے تشریف لانے سے دنیائے کفر تنگ ہوتی جا رہی ہے،

اور اللہ کا کلمہ بلند ہوتا جا رہا ہے۔

اللہ حکومت کر رہا ہے، کوئی اس کے فیصلوں پر نظر ثانی کرنے والا نہیں، اور اسے حساب لیتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ ان سے پہلے جو لوگ گزرے ہیں وہ بھی بڑی بڑی چالیں چل گئے، مگر اصل فیصلہ کن چال تو مکمل طور پر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۱۳ رکوع ۱۳ تا ۱۹ سورہ ابراہیم آیات ۱ تا ۵۲﴾

الحمدللہ، نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے تیرھواں پارہ مکمل کر لیا ہے، اور سورۂ ابراہیم کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جو سات رکوع اور ۵۲ آیات پر مشتمل ہے۔ اس سورۃ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا تفصیل سے بیان ہوئی ہے، اس لیے اس کا نام سورۃ ابراہیم رکھا گیا ہے۔ یہ سورۃ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور کے آخری سال میں نازل ہوئی چونکہ اس وقت کفارِ قریش کی طرف سے دشمنی اور ظلم و جور آخری حد کو پہنچ چکا تھا اس لیے سورۃ میں انہیں تنبیہ اور ملامت کرنے کے لیے زوردار انداز اختیار کیا گیا ہے، اور اہل ایمان کو تسلی دی گئی ہے کہ ان ظالموں کے بعد ہم تمہیں ہی اس سرزمین میں آباد کریں گے یعنی اللہ کا دین تمام ادیان پر غالب آئے گا۔ اللہ نے فرمایا: اے محمدؐ! یہ کتاب جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں میں لاؤ، تاکہ وہ اس ایک خدا کی عبادت کر سکیں جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔

خرابی ہے منکروں کے لیے، جو آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی سے محبت رکھتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنیوں کی جانب لے جانے کی کوشش کی تھی۔ فرعون کی قوم موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو سخت تکلیف پہنچاتی تھی وہ ان کے بیٹوں کو قتل کرتے اور عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے۔ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ان سے چھڑایا۔ جو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اللہ ان کو زیادہ دیتا ہے اور جو ناشکری کرتے ہیں ان کے لیے شدید عذاب ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ اللہ بندوں کی عبادت کی حاجت نہیں رکھتا۔ اس نے بندوں ہی کے فائدے کے لیے عبادت کا حکم دیا ہے۔ اگلی امتوں کا حال اسی لیے سنایا

جاتا ہے کہ اس سے عبرت حاصل ہو۔ اگلی امتوں نے اپنے رسولوں کے ساتھ کیا سلوک کیا اور ان رسولوں نے کس طرح صبر و ہمت کے ساتھ تبلیغ کا کام جاری رکھا، نافرمان قوموں نے اپنے رسولوں کو دھمکی دی کہ ان کو نکال دیا جائے گا ورنہ کافروں کے دین کو قبول کریں۔ پھر اللہ نے ایسی قوموں کو تباہ کر دیا اور ان کی جگہ دوسری قوموں کو آباد کیا۔ کافروں کے لیے جہنم میں بدترین عذاب ہوگا اور ان کی کمائی ایسی ہے جیسے راکھ کہ اس پر آندھی آئے تو وہ بکھر کر ختم ہو جاتی ہے۔ منکر قوم قیامت کے دن بالکل بے بس اور بے کس ہوگی اور اس دن شیطان یہی کہے گا کہ میں نے تمہیں گمراہ کرنے کے لیے تم پر کوئی سختی تو نہیں کی تھی، نہ کوئی زبردستی تھی۔ میں نے صرف اپنی طرف تم کو بلایا تھا، اور تم نے فوراً میرا کہنا مان لیا۔ اب مجھے کیوں موردالزام ٹھہراتے ہو؟

کلمۂ توحید کی جڑ قلب مومن میں ہوتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان تک پہنچتے ہیں جبکہ کلمہ کفر کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔ اللہ پاک ایمان والوں کو حق بات پر قائم رکھتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ کفر والے لوگ اللہ کی نعمتوں پر شکر کے بجائے ناشکری کرتے ہیں، اور تباہی کے غار میں گر جاتے ہیں، اور قوم کو بھی ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔ ایمان ولالوں سے آپ فرما دیں کہ وہ نماز قائم رکھیں، اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں پوشیدہ اور علانیہ خرچ کریں۔

اللہ کی نعمتیں ہر جگہ پھیلی ہوئی ہیں، وہ اللہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے تمہاری رزق رسانی کے لیے طرح طرح کے پھل پیدا کیے۔ جس نے کشتی کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے، اور دریاؤں کو تمہارے لیے مسخر کیا، سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر کیا کہ لگاتار چلے جا رہے ہیں، رات اور دن کو تمہارے لیے مسخر کیا، وہ سب کچھ تمہیں دیا جو تم نے مانگا تمہاری فطرت کی ہر مانگ پوری کی۔ تمہاری زندگی کے لیے جو کچھ مطلوب تھا مہیا کیا، تمہاری بقا اور ارتقاء کے لیے جن جن وسائل کی ضرورت تھی سب فراہم کر دیے۔ اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنا چاہو تو نہ کر سکو گے، مگر افسوس کہ انسان بڑا ہی بے انصاف اور ناشکرا ثابت ہوا۔

اب ابراہیم علیہ السلام کی دعا آتی ہے کہ: ''الٰہی، مکہ معظمہ کو امان والا شہر بنا دے، مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پوجا سے بچا، میں نے اپنی اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس لا بسایا ہے۔

ان کو نمازی بنا، اور لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے، انہیں پھلوں کا رزق بہم پہنچا۔"

ابراہیم علیہ السلام اپنے بڑھاپے کی اولاد اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کی وجہ سے بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں، اور ان کے لیے نماز کی دعا کرتے ہیں۔ اپنے لیے، اپنے والدین اور مومنین کی بخشش کے لیے بھی دعا کرتے ہیں۔ جو اللہ کی نافرمانی کریں گے، اللہ انہیں نہیں چھوڑے گا۔ تم دیکھو گے کہ وہ لوگ بیڑیوں میں ایک دوسرے سے بندھے ہوں گے اور ان کے کُرتے رال کے ہوں گے تاکہ ان کو شعلے زیادہ تیز لگیں اور آگ ان کے چہروں کو ڈھانپ لے گی۔ اللہ سب کی کمائی کا بدلہ دے گا۔ یہ قرآن لوگوں کو آگاہی دینے والا ہے کہ اللہ ایک ہے اور عقل والے نصیحت مانتے ہیں۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۱۴ رکوع ۱ تا ۶ سورۃ الحجر مکمل آیات ۱ تا ۹۹﴾

خواتین اسلام اور محترم حضرات!

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے اللہ کے فضل سے چودھویں پارے کا آغاز کر دیا ہے اور اس کی پہلی سورۃ الحجر کی مکمل تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ سورۃ بھی مکی ہے، جو چھ (۶) رکوع اور ننانوے (۹۹) آیات پر مشتمل ہے۔ مضامین اور اندازِ بیان سے ظاہر ہے کہ اس کا زمانۂ نزول بھی سورۂ ابراہیم سے متصل ہے۔

جب کفار کی مزاحمت اور ظلم کی انتہا ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دی اور یقینی کامیابی کی نوید سنائی۔ اس سورۃ میں کافروں کے لیے تنبیہ بھی ہے اور نصیحت بھی۔ ایک طرف توحید کے دلائل کی طرف مختصر اشارے کیے گئے ہیں، اور دوسری طرف قصہ آدم و ابلیس سنا کر نصیحت فرمائی گئی ہے۔

پہلی ہی آیت میں اصرار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ یہ قرآن کتابِ الٰہی ہے۔ اس کا مدّعا صاف صاف طریقہ سے توحید کی طرف دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو بھی کفر کرنے کے بعد کبھی بھی فوراً نہیں پکڑا، بلکہ ہمیشہ انہیں مہلت دی ہے۔ یہی معاملہ اہل مکہ کے ساتھ ہوگا۔ اگر یہ باز نہ آئے تو پھر اللہ کی پکڑ آ جائے گی۔ پھر فرمایا کہ ہم نے ہی یہ قرآن نازل کیا ہے، اور ہم نے ہی اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے۔ حفاظت کی ذمہ داری تو اللہ نے خود لی ہے لیکن حرمت کی ذمہ

داری مومنین کی ہے یہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ کوئی کافر بے ایمان اس قرآن کی توہین نہ کر سکے۔

پھر فرمایا: اے رسولؐ! آپ سے پہلے آنے والے تمام نبیوں کا بھی مذاق اڑایا جاتا رہا، اور دعوتِ حق کو کامیاب ہونے سے پہلے ہمیشہ اسی طرح مسائل کا سامنا رہا ہے۔ اللہ نے کائنات کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ شیاطین کی رسائی عالم بالا تک نہیں ہوسکتی، اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کے خزانے اللہ کے پاس نہ ہوں، پھر فرمایا کہ ہم ہی زندگی اور موت دیتے ہیں، اور ہم ہی قیامت میں سب کو دوبارہ زندہ کر کے حساب کتاب لیں گے۔

تخلیق آدم کا قصہ سنا کر یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح شیطان نے آدم کو سجدہ نہ کر کے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اور اس کی سزا اسے یہ ملی کہ وہ قیامت تک ملعون کر دیا گیا۔ اس نے اس موقع پر اللہ سے اجازت لی کہ نسلِ آدم کو بہکانے اور راہِ راست سے ہٹانے کے لیے اسے قیامت تک مہلت دی جائے۔ اللہ نے فرمایا: اچھا، تجھے اس کی مہلت دی جاتی ہے، لیکن تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ ساتھ میں ان نعمتوں کا بھی ذکر کیا گیا جو اللہ نے متقی لوگوں کے لیے تیار کی ہیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ آپ میرے نیک بندوں کو خوش خبری دے دیجیے کہ میں غفور الرحیم ہوں، مگر اس کے ساتھ ساتھ میرا دیا ہوا عذاب بھی بہت سخت ہوتا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اور قومِ لوطؑ کی طرف آنے والے فرشتوں کا ذکر کیا گیا جو انسانوں کی شکل میں مہمان بن کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس آئے تھے۔ ان فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کو بتایا کہ وہ حضرت لوطؑ کی قوم کو سزا دینے کے لیے بھیجے گئے ہیں، انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نیک اولاد کی بشارت بھی دی، اور حضرت لوطؑ کی بستی کی طرف چلے گئے۔

قومِ لوط نے ان فرشتوں کو نوخیز لڑکے سمجھ کر ان سے زیادتی کی کوشش کی، اور حضرت لوطؑ کے سمجھانے کے باوجود، بدکاری پر مصر رہے، آخر کار ان فرشتوں نے حضرت لوطؑ کو بتا دیا کہ ہم فرشتے ہیں اور اس قوم کو تباہ کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں اور یہ کہ آپ اور آپ کے ساتھی اس بستی سے فوراً باہر چلے جائیں۔ اس کے بعد ایک زوردار دھماکہ ہوا، اور قوم لوطؑ کی اس بستی پر پتھروں کی بارش ہوئی، جس سے پوری بستی تباہ ہوگئی۔

اللہ فرماتے ہیں کہ اس میں مومنوں کے لیے عبرت کے نشان ہیں، اس کے بعد اصحابِ حجر کا

تذکرہ کیا۔ یہ لوگ اپنے مکان پہاڑوں کو تراش کر بناتے تھے۔ اللہ نے ان کے پاس بھی رسول بھیجے، لیکن وہ اپنی سرکشی سے باز نہ آئے۔ آخر کار ایک دھماکے کے ذریعے سے ان کو بھی تباہ کر دیا گیا۔

یہ قصے سنانے کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اے رسولؐ! آپ صبر اور درگزر سے کام لیں، فیصلے کی گھڑی یقیناً آنے والی ہے۔ ہم نے آپ کو سورۂ فاتحہ میں سات آیتیں ایسی دی ہیں جو بار بار دہرانے کے لائق ہیں اور انہیں ہر نماز میں پڑھا جانا ضروری ہے اور تمہیں قرآن عطا کیا گیا لہٰذا، آپ دنیاوی دولت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں، اور نہ اپنے دل کو تنگ کریں۔ ان کافروں کو چھوڑ کر پوری توجہ اہلِ ایمان پر دیں، دشمنانِ اسلام کو بتلایا گیا کہ اللہ کا عذاب نہایت سخت ہے، اور یہ عذاب ان پر آ کر رہے گا۔

حکم ہوا کہ آپ اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہیں، نماز اور صبر سے طاقت حاصل کریں، تا کہ آپ کو سکونِ قلب میسر آئے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ ۱۴ ارکوع ۷ تا ۱۲ اسورۃ النحل، آیات ۱ تا ۵۰ ﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ النحل کا آغاز کیا ہے۔ یہ سورۃ بھی مکی ہے، اور اس میں ۱۶ ارکوع اور ۱۲۸ آیات ہیں۔ النحل شہد کی مکھی کو کہتے ہیں، چونکہ اس سورۃ کی آیت نمبر ۶۸ میں شہد کی مکھی کا ذکر آیا ہے اس لیے اس حوالے سے اس سورۃ کا نام النحل رکھ دیا گیا۔ اس سورۃ کا زمانۂ نزول بھی سورۂ انعام اور سورۃ یوسف والا ہے۔ اس وقت تک ہجرتِ حبشہ واقع ہو چکی تھی۔ اس کا موضوع شرک کا ابطال ہے، توحید پر زور دیا گیا ہے اور کفار کو تنبیہ کی گئی ہے۔

سورۃ کا آغاز ہی ایک تنبیہی جملے سے ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب کافروں کو عذاب سے چھٹکارا نہ مل سکے گا اس کے لیے جلدی نہ مچاؤ۔ لوگ جو خدا کے ساتھ شرک کرتے ہیں، اللہ اس سے پاک اور بالاتر ہے، خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ صرف اس سے ڈرنا چاہیے۔ اس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اسی نے انسان کو ذرا سی بوند سے پیدا کیا لیکن اس کی خودی کا طغیان تو دیکھو کہ وہ خود خدا ہی کے مقابلے میں جھگڑنے پر اتر آیا ہے۔ اس نے جانور پیدا کیے، جن میں

تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی، اور کئی قسم کے دوسرے فائدے بھی۔ وہ تمہارے لیے بوجھ ڈھو کر ایسے ایسے مقامات تک لے جاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہنچ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق اور مہربان ہے۔ ان ٹیڑھے اور پیچیدہ راستوں میں سے ایک اللہ ہی تمہیں سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔ وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لیے پانی برسایا، جس سے تم خود بھی سیراب ہوتے ہو اور تمہارے جانوروں کے لیے بھی چارہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس پانی کے ذریعہ سے کھیتیاں اگاتا ہے۔ زیتون، کھجور، انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے، غور وفکر کرنے والوں کے لیے تو اسی میں بڑی نشانیاں ہیں۔ پھر اس نے تمہاری بھلائی کے لیے رات دن، سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے۔ وہ سب تارے بھی اسی کے حکم سے مسخر ہیں، جو عقل سے کام لیتے ہوں ان کے سمجھنے کے لیے تو یہی کافی ہے، اور سبق حاصل کرنے والے تو کائنات کی تمام رونقوں اور زمین میں پیدا ہونے والی رنگ برنگ چیزوں کو دیکھ کر ہی توحید پر ایمان لے آتے ہیں۔

وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لیے سمندر کو مسخر کیا، تاکہ تم اس سے سمندری جانوروں کا تر و تازہ گوشت لے کر کھاؤ، اور اس سے زینت کی وہ چیزیں نکالو جو تم پہنا کرتے ہو۔ تم دیکھتے ہو کہ کشتی سمندر کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہے۔ یہ سارا انتظام ہم نے اس لیے کیا ہے کہ تم حلال طریقوں سے اپنا رزق حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

ہم نے زمین میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں تاکہ زمین تم کو لے کر ڈھلک نہ جائے۔ ہم نے دریا جاری کیے اور قدرتی راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ ہم نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی تم لوگ ہدایت پاتے ہو۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے ہو۔

وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں، وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ۔ انہیں خود کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ تمہارا خدا بس ایک ہی خدا ہے مگر جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے ان کے دلوں میں انکار بس کر رہ گیا ہے، اور وہ گھمنڈ میں پڑ گئے ہیں۔ آخرت کے انکار نے انہیں اس قدر غیر ذمہ دار، بے فکر اور دنیا کی زندگی میں مست بنا دیا ہے کہ اب انہیں کسی حقیقت کا انکار کر دینے میں باک نہیں۔

وہ مغرور ہیں، اور قرآن کی باتوں کو قصہ کہانیاں کہہ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کے لیے برا انجام ہوگا۔ اس سے پہلے کی امتوں نے بھی اپنے رسولوں کے ساتھ مکر کیا تھا، اور وہ ان کو لے ڈوبا، اور وہ جہنم کا ایندھن بن کر رہ گئے۔ لیکن جن لوگوں نے اللہ کی آیات کو خیر جانا، ان کے لیے جنت ہے۔ جو فرشتے جان نکالنے کے لیے متعین ہیں ان کو جنت کی بشارت دیتے ہیں اور جن لوگوں نے خود پر ظلم کیا اور دین کا مذاق اڑایا ان کو اعمالِ خبیثہ کی سخت سزا ہوگی۔

مشرکین کہتے ہیں کہ اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا مشرک نہ ہوتے، لیکن اللہ نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا، تاکہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اور شیطان سے بچیں۔ اللہ نے ان میں سے ہدایت کے طلبگاروں کو ہدایت دی، لیکن جو خود گمراہی کا راستہ اختیار کرے اللہ اسے ہدایت نہیں دیتا۔ کافروں نے تو قسم کھالی کہ اللہ انہیں مرنے کے بعد نہیں اٹھائے گا۔ وہ دیکھ لیں گے کہ اللہ کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ جس کو فرما دیتا ہے "ہو جا" وہ ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں نے اللہ کے لیے ہجرت کی ان کے لیے دنیا اور آخرت میں اچھائی ہے۔ وہ لوگ صابر اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والے ہیں۔

اے میرے حبیبؐ! آپ سے پہلے بھی ہم نے روشن دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ رسولوں کو بھیجا تھا۔ جو انجام ان کے جھٹلانے والوں کا ہوا تھا، ہم چاہیں تو یہی انجام آپ کو جھٹلانے والوں کا بھی کر دیں، ان کو زمین میں دھنسا دیں، ان پر عذاب لے آئیں، یا انہیں چلتے پھرتے پکڑ لیں۔ تمام فرشتے اور تمام جاندار چیزیں اللہ کو سجدہ کرتی ہیں وہ غرور نہیں کرتے بلکہ اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ ۱۴ رکوع ۱۳ تا ۱۸ سورۃ النحل، آیات ۵۱ تا ۸۹﴾

سورۃ نحل کا بیان تسلسل سے جاری ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: دو خدا نہ بنالو، خدا تو بس ایک ہی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں سب کچھ اسی کا ہے، اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے۔ جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اللہ کی طرف پناہ حاصل کرنے کے لیے جاتا ہے لیکن جب وہ ضرر ٹل جاتا ہے تو شرک کرنے لگتا ہے، اور ایسے معبودوں کو ہماری دی ہوئی نعمتوں میں سے حصہ دیتا ہے۔

خدا کی قسم، ضرور تم سے پوچھا جائے گا کہ یہ جھوٹ تم نے کیسے گھڑ لیے؟ ایسے لوگ بھی ہیں جو فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں، اور خود بیٹیوں کے پیدا ہونے سے شرمندہ ہوتے ہیں، انہیں ذلت کے ساتھ رکھتے ہیں، یا زندہ دفن کر دیتے ہیں۔

جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کا برا حال ہو گا۔ یہ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ وہ ظالموں اور گناہ گاروں کو فوراً اپنی گرفت میں لینے اور عذاب سے دو چار کرنے کے بجائے ایک مدت تک انہیں مہلت دیتا ہے۔ لیکن پھر اس مدت کے بعد کمی بیشی نہیں ہوتی۔ پہلی قوموں کے لوگ بھی ویسے تھے جنہیں شیطان ان کے عمل بڑے خوب صورت کر کے دکھاتا، اور وہ شیطان کی پیروی کرتے۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے وہ روشن کر دیتی ہے اس بات کو جس بات میں وہ اختلاف کرتے ہیں یہ کتاب ہدایت بھی ہے اور رحمت بھی۔

اللہ آسمان سے پانی اتارتا ہے، جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ سننے والوں کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ تمہارے لیے مویشیوں میں بھی سبق موجود ہے۔ ہم ان کے پیٹ سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ نکال کر تمہیں پلاتے ہیں، جو پینے والوں کے لیے نہایت خوش گوار ہے۔

اسی طرح کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں، پھلوں کے اس عرق میں وہ مادہ بھی موجود ہے جو انسان کے لیے حیات بخش غذا بن سکتا ہے اور وہ مادہ بھی موجود ہے جو سڑ کر نشہ آور الکوحل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اب یہ انسان کی اپنی قوت انتخاب پر منحصر ہے کہ وہ اس سرچشمے سے پاک رزق حاصل کرتا ہے یا عقل و خرد زائل کر دینے والی حرام شراب۔ اہل عقل کے لیے تو یہ بھی ایک بڑی نشانی ہے۔

اور دیکھو! تمہارے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں، درختوں اور بیلوں میں اپنے چھتے بنا کر اور ہر طرح کے پھلوں کا رس چوس کر اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی ہے۔ اس مکھی کے اندر سے رنگ برنگ کا شہد نکلتا ہے، جس میں لوگوں کے لیے شفا ہے۔ ان آیات کی تفسیر میں امام العصر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے تفہیم القرآن میں ایک بڑی فکر انگیز بات ارشاد فرمائی ہے۔ مختصراً میں آپ کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرنا چاہوں گا۔ شہد جہاں ایک

مفید اور لذیذ غذا ہے وہاں بے شمار امراض کا شافی علاج بھی ہے، کیونکہ اس کے اندر پھولوں اور پھلوں کا رس اور ان کا گلوکوز اپنی بہترین شکل میں موجود ہوتا ہے۔ پھر شہد کا یہ خاصہ کہ وہ خود بھی نہیں سڑتا اور دوسری چیزوں کو بھی اپنے اندر ایک مدت تک محفوظ رکھتا ہے، اسے اس قابل بنا دیتا ہے کہ دوائیں تیار کرنے میں اس سے مدد لی جائے۔

چنانچہ الکوحل کے بجائے دنیا کے فن دواسازی میں وہ صدیوں اس غرض کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے۔ مزید برآں، شہد کی مکھی اگر کہیں ایسے علاقے میں کام کرتی ہے جہاں کوئی خاص جڑی بوٹی کثرت سے پائی جاتی ہو تو اس علاقے کا شہد محض شہد ہی نہیں ہوتا بلکہ اس جڑی بوٹی کا بہترین جوہر بھی ہوتا ہے، اور اس مرض کے لیے انتہائی مفید ہوتا ہے جس کی دوا اس جڑی بوٹی میں خدا نے پیدا کی ہے، شہد کی مکھی سے یہ کام اگر باقاعدگی سے لیا جائے، اور مختلف نباتاتی دواؤں کے جوہر اس سے نکلوا کر ان کے شہد علیحدہ علیحدہ محفوظ کیے جائیں تو یہ شہد لیبارٹیوں سے نکالے ہوئے بوٹیوں کے جوہروں سے کہیں زیادہ مفید ہوں گے لیکن یہ نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

اور دیکھو اللہ نے تم کو پیدا کیا، اور وہی تمہیں رزق عطا کرتا ہے تمہاری اولاد اور خاندان بھی اس کے پیدا کیے ہوئے ہیں۔ پھر بھی تم اللہ کے احسانوں کا انکار کرتے ہو۔ اس کے لیے تم دنیاوی بادشاہوں کی مثالیں نہ گھڑو۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، جبکہ اس کی مخلوق میں کوئی بھی عالم غیب نہیں۔

اللہ نے انسان کو سماعت، بصارت اور سوچنے کی قوتوں سے نوازا ہے۔ پھر بھی یہ لوگ اللہ کا شکر نہیں کرتے۔ اس نے تمام کائنات کو انسانوں کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ دنیا میں آج یہ لوگ جن ہستیوں کو اللہ کا شریک بنا رہے ہیں اور جن کی عبادت کر رہے ہیں، یہ سب قیامت کے دن اس عبادت کا انکار کر دیں گے۔ قیامت کے دن ہم تمام قوموں کے رسولوں کو یہ گواہی دینے کے لیے بلائیں گے کہ انہوں نے اللہ کا پیغام انسانوں تک پہنچا دیا تھا۔ جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب پر گواہی دینے کے لیے بلایا جائے گا۔ یہ قرآن ہر چیز کا روشن بیان ہے، ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔

............☆☆☆............

......بارھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۱۴، رکوع ۱۹ تا ۲۲......سورۃ النحل، آیات ۹۰ تا ۱۲۸﴾

الحمدللہ نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے چودھویں پارے اور سورۃ النحل کو مکمل کرلیا ہے۔

اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے شروع میں چند احکام بیان فرمائے ہیں، جن کا تعلق انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے ہے! یعنی، عدل، احسان، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیا ہے، اور بے حیائی، بری بات اور سرکشی کی ممانعت کی ہے، عہد کی پاسداری ہونی چاہیے اور قسم توڑنے کی ممانعت بھی آئی ہے۔ اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن گمراہی اور ہدایت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو ہم اس دنیا میں بھی پاکیزہ زندگی دیں گے، اور آخرت میں بھی بہت اچھا اجر دیں گے اور جب تم قرآن پڑھو تو اعوذ باللہ من الشیطٰنِ الرجیم پڑھ لیا کرو، تاکہ اللہ کی محافظت میں آجاؤ، کہ وہ تمہیں شیطان سے بچائے۔ شیطان کا قابو ایمان والوں اور اللہ پر توکل کرنے والوں پر نہیں چلتا۔ اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے اور اس کے بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

اب ان کافروں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ محمدؐ کسی عجمی سے قرآن سیکھتے ہیں، اور پھر ہم کو سناتے ہیں۔ ایسے افتراء پردازوں پر سخت عذاب کی وعید ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں۔

ان کے دلوں، کانوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی گئی ہے، اور یہ آخرت کے دن خسارے میں ہوں گے۔ جو لوگ اللہ کے راستے میں ستائے جانے کے بعد ہجرت کرتے ہیں، جہاد کرتے ہیں، اور اپنے حوصلے بلند رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ کی بڑی رحمت ہے۔ پھر قیامت کے ذکر کے ساتھ ایک ایسی بستی کا ذکر ہے جو بہت خوشحال تھی، لیکن خدا کی ناشکری اور اپنے رسولؐ کی تکذیب کرنے کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوئی۔ اہل مکہ کو اللہ کی نعمتوں اور کسب حلال پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے، وگرنہ وہ بھی اس بستی والوں کی طرح تباہ کیے جاسکتے ہیں۔

اب بعض حرام چیزوں کا بھی ذکر آتا ہے، جن کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے: یعنی مردار، خون، خنزیر، اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور۔

نادانی سے جنہوں نے برائی کی ہے وہ سچی توبہ کریں۔ اللہ پاک انہیں بخشنے والا مہربان ہے۔ اب پھر ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی گئی ہے کہ وہ نیک خصائل اور حمیدہ صفات کے مالک تھے، اللہ کے فرمانبردار اور اس کے احسان پر شاکر تھے۔ اللہ نے ان کو چن لیا تھا، اور صراطِ مستقیم پر گامزن کیا تھا۔ وہ دنیا میں بھی بھلائی حاصل کرنے والے تھے، اور آخرت میں بھی مقربین میں سے ہیں۔

انہی کے دین کی پیروی بعد میں آنے والی امتوں کے لیے مقرر ہوئی۔ جن لوگوں نے اختلاف کیا ان کا فیصلہ قیامت کے دن ہو جائے گا۔

پھر فرمایا: اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کی طرف لوگوں کو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو۔ یہ حکم ہر داعی کے لیے ہے کہ وہ دعوت میں دو چیزیں ملحوظ رکھے:

ایک حکمت، دوسرے عمدہ نصیحت۔

حکمت کا مطلب ہے کہ دیوانوں کی طرح اندھا دھند تبلیغ نہ کی جائے، بلکہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت، استعداد اور حالات کو سمجھ کر، نیز موقع محل دیکھ کر، بات کی جائے۔ ہر طرح کے لوگوں کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکا جائے۔ جس شخص یا گروہ سے سابقہ پیش آئے، پہلے اس کے مرض کی تشخیص کی جائے، پھر ایسے دلائل سے اس کا علاج کیا جائے جو اس کے دل و دماغ کی گہرائیوں سے اس کے مرض کی جڑ نکال سکتے ہوں۔

عمدہ نصیحت کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ مخاطب کو صرف دلائل ہی سے مطمئن کرنے پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس کے جذبات کو بھی اپیل کیا جائے۔ گمراہیوں اور برائیوں کا محض عقلی حیثیت سے ابطال نہ کیا جائے بلکہ انسان کی فطرت میں ان کے لیے جو پیدائشی نفرت پائی جاتی ہے اسے بھی ابھارا جائے، اور اس کے بُرے نتائج کا خوف دلایا جائے۔

نصیحت ایسے طریقہ سے کی جائے جس سے دلسوزی اور خیر خواہی ٹپکتی ہو۔ اگلا بندہ محسوس کرے کہ ناصح کے دل میں اس کی اصلاح کے لیے تڑپ موجود ہے، اور وہ حقیقت میں اس کی بھلائی چاہتا ہے۔

اللہ ہدایت پانے والوں اور انحراف کرنے والوں کو جانتا ہے، لوگ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہیں مانتے تو آپ صبر کریں اور غم نہ کریں اور دل تنگ نہ ہوں۔ بے شک اللہ تقویٰ اور نیکی والوں کے ساتھ ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۵، رکوع ۱ تا ۵......سورۃ بنی اسرائیل، آیات ۱ تا ۵۲﴾

حضراتِ محترم! ہم نے اللہ کے فضل وکرم سے پندرھویں پارے اور سورۃ بنی اسرائیل کا آغاز کر دیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے جو ۱۲ رکوع اور ۱۱۱ آیات پر مشتمل ہے۔ پہلی ہی آیت سے ظاہر ہے کہ یہ سورۃ معراج کے واقعہ کے فوراً بعد نازل ہوئی۔ اس کا نام بنی اسرائیل صرف اس لیے رکھا گیا کہ اس میں ایک جگہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ سورۃ مکی دور کے آخری ایام میں نازل ہوئی اور اس کا موضوع بھی تنبیہ، تفہیم اور تعلیم ہی ہے۔ کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل اور دوسری قوموں کی تاریخ سے سبق حاصل کریں، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کر لیں۔ رسولؐ کو حکم ہوا کہ وہ اپنے موقف پر ڈٹے رہیں، اور کسی طرح کفار کے رویے سے دل شکستہ نہ ہوں۔

شروع میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج شریف کا واقعہ مذکور ہے، کہ اللہ پاک آپ کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ لے گیا، جس کے ماحول کو ہم نے مبارک بنا دیا تھا، تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔ پھر بنی اسرائیل کو اللہ کی بندگی کی طرف متوجہ کیا ہے، کہ نوح علیہ السلام کس قدر شکر گزار تھے۔ لازم تھا کہ تم بھی ان کے طریقے پر قائم رہتے، لیکن تم نے نافرمانی کی تو محکومیت اور مسکنت کی لعنت میں گرفتار ہوئے لیکن تم نے جب توبہ کی اور فساد سے باز آئے تو ہم نے تم کو ان لوگوں پر غالب کر دیا جو تم پر مسلط ہو چکے تھے۔ آخر، پھر تم نے فساد برپا کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ پھر بھی اگر تم دوبارہ توبہ کرو تو اللہ پاک پھر رحم فرمائے گا اور اگر اب فساد کرو گے تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گے۔

بے شک قرآن سیدھی راہ چلاتا ہے اور خوشی کی بات سناتا ہے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اور منکروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

انسان جلد باز ہے کہ اپنے لیے بھلائی مانگتا ہے، اور جلد حاصل کرنا چاہتا ہے، ورنہ سب کو

کوسنے لگتا ہے۔ ہر انسان کا اعمال نامہ محفوظ رکھا جاتا ہے، جو قیامت کے دن اس کے سامنے ہوگا ہر شخص کا عمل اسی کے لیے ہے، دوسرے کے عمل کی ذمہ داری اس پر نہیں۔ سنتِ الٰہی یہ ہے کہ جب تک کوئی پیغمبر کسی قوم کو پیغام نہ پہنچالے، اس وقت تک اس پر عذاب نہیں آتا۔ اور کوئی قوم تباہ نہیں کی جاتی جب تک وہ غرور اور بدکاریوں میں مبتلا نہ ہو۔ نوح علیہ السلام کے بعد کتنی ہی قومیں اس وجہ سے برباد ہوئیں۔ ایمان، عمل اور اس کے لیے سعی کرنے ہی سے آخرت درست ہوتی ہے، اور آخرت ہی تمام درجات میں افضل ہے۔

تیرے رب نے فیصلہ کرلیا ہے کہ تم لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو گے، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو گے۔ جب ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو جائیں تو انہیں اف تک نہ کہو، انہیں جھڑک کر جواب نہ دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو، نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھکے رہو، اور ان کے لیے دعا کیا کرو، کہ اے پروردگار! ان پر رحم فرما، جس طرح انہوں نے رحمت وشفقت سے مجھے بچپن میں پالا تھا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تمہارے دلوں میں کیا ہے۔

رشتہ داروں کو ان کا حق دو، مسکینوں اور مسافروں کا خیال رکھو، فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

اگر حاجت مند رشتہ داروں اور مسافروں کو دینے کے لیے تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو تو بھی انہیں نرم جواب دو۔ نہ فضول خرچ کرو اور نہ بخیلی۔ تیرا رب جس کے لیے چاہتا ہے، رزق کشادہ کرتا ہے، اور جس کے لیے چاہتا ہے، تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے باخبر ہے، اور انہیں دیکھ رہا ہے۔ اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔ درحقیقت ان کا قتل ایک بڑی خطا ہے۔

زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو، وہ بہت برا فعل ہے، اور بڑا ہی بُرا راستہ۔ کسی کا بغیر حق کے خون نہ کرو۔

جو شخص مظلومانہ قتل کیا گیا اس کے ولی کو ہم نے قصاص کے مطالبے کا حق عطا کیا ہے۔

یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔ جب تک وہ جوان نہ ہو جائے، اسے امانت سمجھو!

وعدوں کی پابندی کرو کہ قیامت کے دن وعدوں کے متعلق پوچھا جائے گا۔

ناپ تول میں کمی نہ کرو، اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو۔ کاروباری معاملات میں بد معاملگیوں پر نہ اتر آؤ۔ یہ اچھا طریقہ ہے اور بلحاظِ انجام بھی یہی بہتر ہے۔
اس بات کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں۔ زمین پر اکڑ کر مت چلو، شرک مت کرو۔ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں نہ سمجھو۔

اب اللہ کی توحید کا پھر درس دیا جا رہا ہے کہ اگر کوئی اور خدا بھی ہوتے تو وہ عرش کے مالک سے برسرِ مقابلہ ہوتے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو کون ہمیں دوبارہ زندہ کرے گا؟ ان سے کہو، وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۵، رکوع ۶ تا ۱۲......سورۃ بنی اسرائیل، آیات ۵۳ تا ۱۱۱﴾

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد فرمائے جانے والے احکام اور نصیحتوں کا سلسلہ جاری رہے۔
یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ اے میرے محمدؐ! میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہی بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔ تیز کلامی، مبالغے اور غلو سے کام نہ لیں، اور نہ غصے میں آپے سے باہر ہو کر بیہودگی کا جواب بیہودگی سے دینا چاہیے، بلکہ ٹھنڈے دل سے وہی بات کہنی چاہیے جو جچی تلی اور برحق ہو، کیونکہ شیطان انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی بھرپور کوشش کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ جب کبھی تمہیں مخالفین کی بات کا جواب دیتے وقت غصے کی آگ اپنے اندر بھڑکتی محسوس ہو اور طبیعت بے اختیار جوش میں آتی نظر آئے تو فوراً سمجھ لو کہ یہ شیطان ہے جو تمہیں اکسا رہا ہے، تاکہ دعوتِ دین کا کام خراب ہو۔ اس کی کوشش یہ ہے کہ تم بھی مخالفین کی طرح اصلاح کا کام چھوڑ کر اسی جھگڑے اور فساد میں لگ جاؤ جس میں وہ نوعِ انسانی کو مشغول رکھنا چاہتا ہے، ہدایت دینے والا اللہ ہے، لوگوں کے اعمال کے ذمہ دار تم نہیں ہو۔
اللہ نے کتنے پیغمبر پیدا کیے، اور کتنوں کو کتنوں پر فضیلت دی۔ کفار جن خداؤں پر گھمنڈ کرتے ہیں وہ تو بالکل بے بس ہیں اور کتنے مشرک تو اللہ کے پیغمبروں اور اس کے مقبول بندوں کو پوجنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔
کتنی ہی قوموں اور لوگوں نے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوئے ہیں بلکہ بعض نے

معراج شریف کے واقعہ کی بھی تکذیب کی، حالانکہ ان کے سامنے سب باتیں واضح کردی گئی تھیں۔ شیطان اس طرح انسان کا دشمن ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا، اور ان کی اولاد کو تباہ کرنے کا عزم بھی کیا۔ وہ وسوسے پیدا کرکے اور غلط باتیں سمجھا کر دھوکا دیتا ہے لیکن جو اللہ کے بندے ہیں ان پر اس کا قابو نہیں چلتا۔ تمہارا رب تمہارے لیے دریاؤں اور سمندروں میں بھی نوازشیں کرتا ہے اور دریا میں اگر لوگوں کو خطرہ درپیش ہوتا ہے تو پھر سوائے اللہ کے، کوئی بچانے والا نہیں ہوتا۔ بے شک اولادِ آدم علیہ السلام کو عزت عطا فرمائی گئی ہے، ان کو خشکی اور تری میں سوار کیا اور ستھری چیزیں عطا کی گئیں۔

قیامت کے دن ہر جماعت اپنے سربراہ کے ساتھ پیش ہوگی، اور ان کا اعمال نامہ ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ نیک لوگوں کا اعمال نامہ ان کے داہنے ہاتھ میں ہوگا، اور ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یہاں بعض کافروں کے منصوبوں اور ان کی ہزیمت کا ذکر بھی کیا گیا ہے کہ کس طرح اللہ کا فضل ہوا اور ان کے سارے منصوبے ناکام ہو گئے، اور وہ حضور کو دھوکہ نہ دے سکے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باہر نہ نکال سکے۔ جو قوم اپنے نبی کو جھٹلاتی ہے وہ آخر ہلاک کردی جاتی ہے۔ اب مکہ کے کافروں کا بھی یہی حال ہوگا۔ چنانچہ غزوۂ بدر اور فتح مکہ کے واقعات اس بات کے شاہد ہیں کہ کفار ہلاک کردیے گئے، اور جو بچ رہے وہ ایمان لے آئے۔

اب مختلف نمازوں کے اوقات کا ذکر ہے، اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک زائد نماز، یعنی تہجد، خاص ہے اور حضور انورؐ کے لیے ایک خوش خبری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محمود پر فائز ہوں گے، یعنی شفاعتِ کبریٰ آپؐ کے ہاتھوں میں ہے، جب تمام اولین اور آخرین آپ کی تعریف کریں گے۔

فرمایا: اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! اعلان کردو کہ ''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔'' باطل تو مٹنے ہی والا ہے۔ قرآن مومنوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔

لوگ سوال کرتے ہیں کہ روح کیا ہے؟ ان سے کہو: اسے کوئی کیا سمجھے گا۔ یہ تو امر ربی ہے۔ پھر چیلنج ہے کہ اگر قرآن اللہ کا کلام نہیں تو سارے جن وانس مع اپنے مددگاروں کے مل کر اس جیسا قرآن بنا لائیں۔ پھر کفار کے بعض مضحکہ خیز مطالبات کا تذکرہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ پورے

ہوں گے تو ہم ایمان لائیں گے۔ پھر ان کا جواب بھی ہے۔

کفار یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان کو کیوں رسول بنایا گیا؟ آپؐ فرمادیں کہ اگر زمین میں فرشتے بستے ہوئے تو فرشتے ہی رسول بنائے جاتے۔

منکرین کو قیامت کے دن منہ کے بل گھسٹتا ہوا اٹھایا جائے گا۔ اندھا، بہرا اور گونگا بنا کر۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

پھر اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں کی مذمت ہے۔

موسیٰ کی نو عدد نشانیوں کا ذکر ہے، جن کی مخالفت فرعون اور اس کے ساتھیوں نے کی۔ وہ لوگ غرق کر دیے گئے، اور بنی اسرائیل کو آزادی ملی۔

قرآن حق کے ساتھ ہے اور حق کے لیے اتارا گیا ہے۔ بعض پہلے کے اہل کتاب، جو قرآن کے منتظر تھے، وہ بھی ایمان لائے۔ اور جب یہ قرآن ان کے آگے پڑھا جاتا ہے تو سجدے میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں۔ اس سے ان کا خشوع وخضوع بڑھا دیا جاتا ہے۔

اللہ کو اچھے ناموں سے پکارو۔ سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، جس کا کوئی بیٹا نہیں، کوئی شریک نہیں، نہ اس میں کوئی کمزوری ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو۔

اللہ کی بڑائی کو بلند کرو۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۵، رکوع ۱۳ تا ۱۶...... سورۃ الکہف، آیات ۱ تا ۳۱﴾

ابھی ہم نے، الحمدللہ، سورۃ الکہف کا آغاز کیا ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۱۲ رکوع اور ۱۱۰ آیات ہیں۔

یہ سورۃ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے تیسرے دور میں نازل ہوئی، جو نبوت کے پانچویں سال سے دسویں سال تک ہے۔ اس وقت کفار نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو دبانے کے لیے تضحیک اور اعتراض کے بجائے ظلم وستم کا آغاز کر دیا تھا۔ ہجرتِ حبشہ اول ہو چکی تھی، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو شعب ابی طالب میں محصور ہونا پڑا تھا۔ ابھی آپؐ کے چچا حضرت ابو طالب اور آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہؓ بقیدِ حیات تھے، اور ان

کی وجہ سے آپ کو قریش کے دو بڑے خاندانوں کی اخلاقی حمایت حاصل تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اہلِ کتاب کی طرف سے پوچھے گئے تین قصے تفصیل سے بیان کیے ہیں، اور بتایا ہے کہ کس طرح یہ قصے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم وستم کرنے والوں سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں۔

فرمایا گیا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے، جس نے قرآن جیسی کتاب نازل فرمائی، جس میں کچھ بھی کجی نہیں، جو کافروں کو سخت عذاب سے ڈراتی ہے، اور مومنوں کو ان کے اعمالِ صالحہ کی وجہ سے جنت کی بشارت دیتی ہے۔

اللہ کا کوئی بیٹا نہیں۔ جو لوگ ایسا کہتے ہیں وہ محض جھوٹ ہے۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان منکروں کی وجہ سے غم نہ کریں۔ پھر اصحابِ کہف کا قصہ بیان کیا گیا، جس کی وجہ سے اس سورۃ کا نام بھی سورۃ کہف رکھا گیا۔

اصحابِ کہف چند نوجوان تھے، جو مشرکوں سے تنگ آ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ انہوں نے دعا کی: "اے پروردگار! ہم کو اپنی رحمتِ خاص سے نواز، اور ہمارا معاملہ درست کر دے۔ تو ہم نے انہیں اسی غار میں تھپک کر سالہا سال کے لیے گہری نیند سلا دیا۔ پھر ہم نے انہیں اٹھایا، تاکہ دیکھیں کہ ان کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدتِ قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے۔

ہم ان کا اصل قصہ تمہیں سناتے ہیں۔ وہ چند نوجوان تھے، جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے۔ اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا، ان کو یہ توفیق بخشی کہ وہ حق اور صداقت پر ثابت قدم رہیں، اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈال لینا گوارا کرلیں، مگر باطل کے آگے سر نہ جھکائیں۔

ہم نے ان کے دل اس وقت مضبوط کر دیے جب وہ اٹھے، اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہمارا رب تو بس وہی ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر کسی دوسرے معبود کو نہ پکاریں گے۔ اگر ایسا کریں تو بالکل بے جا بات کریں گے۔ پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: یہ ہماری قوم تو ربِّ کائنات کو چھوڑ کر دوسرے خدا بنا بیٹھی ہے۔ یہ لوگ ان کے معبود ہونے پر کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے؟ آخر اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے؟ اب جبکہ تم ان سے اور ان کے جھوٹے خداؤں سے لاتعلق ہو چکے ہو تو چلو، اب فلاں غار میں چل کر پناہ لو۔

جس زمانے میں ان خدا پرست نوجوانوں کو آبادیوں سے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لینی پڑی تھی، اس وقت ان کا شہر افس ایشیائے کوچک میں بت پرستی اور جادوگری کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ وہاں ڈائنا دیوی کا عظیم الشان مندر تھا، جس کی شہرت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی، اور دور دور سے لوگ اس میں پوجا کے لیے آتے تھے۔ وہاں کے جادوگر، عامل، فال گیر اور تعویذ نویس دنیا بھر میں مشہور تھے۔ شام و فلسطین اور مصر تک ان کا کاروبار چلتا تھا۔ اور اس کاروبار میں یہودیوں کا بھی اچھا خاصا حصہ تھا، جو اپنے فن کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے تھے۔ شرک اور اوہام پرستی کے اس ماحول میں خدا پرستوں پر بڑے سخت دن تھے۔ خدا نے ان لوگوں کو ایک غار میں پناہ دی، اور ایک طویل عرصے کے لیے نیند کی آغوش میں پہنچا دیا۔ پھر جب وہ بیدار ہوئے تو سب سے پہلے انہوں نے اپنے رب کو یاد کیا، اور اپنے ایمان کا اقرار کیا۔

وہ غار ایسا تھا جس میں سورج کی کرنیں طلوع یا غروب کے وقت کبھی بھی داخل نہیں ہوتی تھیں۔ وہ حضرات اس میں سوتے سوتے کروٹیں بھی بدلتے تھے۔ کئی بار وہاں سے لوگوں اور قافلوں کا گزر بھی ہوا۔ وہ سمجھتے تھے کہ یہ کوئی مسافر ہیں جو ابھی سوئے ہیں، یا جاگ رہے ہیں، کیونکہ ان کا کتا غار کے منہ پر اپنے دونوں بازو پھیلائے اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ گویا یہ کاٹنے کو دوڑے گا۔ دیکھنے والے اسے دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوتے۔

بیدار ہونے کے بعد انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لینے کے لیے آبادی میں بھیجا۔ جب وہ آبادی میں آیا تو دیکھا کہ تمام ماحول بدل چکا تھا۔ اس طرح لوگوں کو ان کا پتہ چل گیا، اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جس طرح برسوں تک سونے والے بیدار کیے جاسکتے ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی لوگ قیامت کو زندہ کیے جاسکتے ہیں۔

اصحابِ کہف کے متعلق لوگوں میں اختلافات ہوئے پھر اس غار کے دہانے پر ایک مسجد بنا دی گئی۔

اللہ ہی کو اصحابِ کہف کی صحیح تعداد اور ان کے سوئے رہنے کی مدت معلوم ہے۔ وہی عالم الغیب ہے۔

آپ مشرکین سے کسی طرح کی مفاہمت نہ کریں، اور ایک اللہ کی طرف لوگوں کو پکارتے رہیں، کیونکہ اللہ نیکوکاروں کا اجر کبھی ضائع نہیں کرتا۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۵، رکوع ۱۷ تا آخر سورۃ الکہف، آیات ۳۲ تا ۴۷﴾

آج بارھویں تراویح کے اختتام کے ساتھ ہی الحمدللہ ہم نے پندرھواں پارہ مکمل کرلیا ہے۔ اب تک روزانہ سوا پارے کی تلاوت کی جاتی رہی ہے۔ کل سے، انشاءاللہ ایک پارے کی تلاوت روزانہ ہوگی۔ اس طرح ستائیسویں شب کو انشاءاللہ تعالیٰ قرآنِ حکیم کو مکمل کرلیا جائے گا۔

سورۃ الکہف کے موضوعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال دی ہے، کہ ان میں سے ایک کو ہم نے انگور کے دو باغ دیے تھے، اور ان کے گرد کھجور کے درختوں کی باڑ لگائی اور ان کے درمیان کاشت کے لیے زرخیز زمین رکھی۔ دونوں باغ خوب پھلے پھولے، اور بار آور ہونے میں انہوں نے ذرا سی کسر بھی نہ چھوڑی۔ ان باغوں کے اندر ہم نے ایک نہر جاری کردی اور اس سے اس کو خوب نفع حاصل ہوا۔ یہ سب کچھ پاکر وہ مغرور ہوگیا۔ ایک دن اپنے ہمسائے سے بات کرتے ہوئے بولا: میں تجھ سے زیادہ مالدار ہوں، اور تجھ سے زیادہ طاقتور نفری رکھتا ہوں۔ پھر وہ اپنے باغات میں داخل ہوا، جنہیں وہ اپنی جنت سمجھتا تھا، اور اپنے نفس کے حق میں ظالم بن کر کہنے لگا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ دولت کبھی فنا ہوجائے گی۔ مجھے توقع نہیں کہ قیامت کی گھڑی بھی آئے گی۔ اور اگر کوئی دوسری زندگی ہے بھی تو میں وہاں اس سے بھی زیادہ خوشحال رہوں گا۔ اس کے ہمسائے نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا کہ کیا تو اس ذات سے کفر کرتا ہے جس نے تجھے مٹی سے اور پھر نطفے سے پیدا کیا، اور تجھے ایک پورا آدمی بنا کھڑا کیا؟ آخرکار ہوا یہ کہ اس کا سارا ثمر مارا گیا۔ وہ اپنے انگوروں کے باغ کو ٹٹیوں پر الٹا پڑا دیکھ کر اپنی لگائی ہوئی لاگت پر ہاتھ ملتا رہ گیا۔ اس شخص کی تمام دولت بھی اس کے غرور اور اللہ کی ناشکری کے سبب تباہ ہوگئی۔ اگر وہ اپنے غریب مسلمان ہمسائے کی نصیحتوں پر کان دھرتا تو یہ نوبت نہ آتی۔ اب اسے معلوم ہوا کہ خدا کا کوئی شریک نہیں۔ اس کے مقابلے میں کوئی فوج اور جتھا کسی کی مدد نہیں کرسکتا۔ کارسازی کے تمام اختیارات اسی کے پاس ہیں۔ وہی سب کو نوازتا ہے۔

ایک اور مثال ارشاد فرمائی کہ جب تک سبزے کو پانی ملتا رہتا ہے، وہ سرسبز رہتا ہے۔ پھر خشک ہوجاتا ہے۔ اس طرح مال و دولت اور اولاد بھی زندگی کے چند دنوں کے ساتھی ہیں۔ اور

جہاں زندگی ختم ہوئی، یہ سب چیزیں جدا ہو جاتی ہیں۔ ہمیشہ رہنے والی چیز صرف اعمالِ صالحہ ہیں۔

قیامت کے دن پہاڑ سرکا دیے جائیں گے، زمین صاف کر دی جائے گی، اور سارے انسان اکٹھے کیے جائیں گے۔ اس وقت ان کو ان کے اعمال نامے ملیں گے، اور انسان کہے گا: ''ہائے افسوس کہ یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی بڑی حرکت ایسی نہیں جو اس میں درج نہ ہو گئی ہو۔ جو کچھ کسی نے کمایا آج وہ اس کے سامنے ہوگا۔ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتے۔

پھر تخلیقِ آدم، ملائکہ کے سجدہ کرنے اور شیطان کے غرور وانکار کا ذکر ہے، کہ وہ کس قدر انسان کا دشمن ہے۔ انسان کو وہ ایسے معبودوں کی طرف رجوع کرا دیتا ہے جو آسمانوں اور زمین کی کسی تخلیق کی قدرت نہیں رکھتے۔ وہ منکروں کی اس پکار کو بھی نہ سن سکیں گے جو وہ قیامت میں کریں گے۔ انسان کے پاس اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے ہدایت کار بھیجے، لیکن وہ جھگڑتا ہے اور سمجھنا نہیں چاہتا۔ وہ اللہ سے معافی بھی نہیں مانگتا۔ ہم تو رسول کو خوشخبری سنانے والا اور اللہ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجتے ہیں۔ وہ لوگ کتنے ظالم ہیں جو اللہ کی آیتوں سے اِعراض کرتے ہیں۔ ہم نے ان کے دلوں پر غلاف اور کانوں میں گرانی پیدا کر دی ہے، کہ وہ قرآن سے محروم ہیں، اور قیامت میں ایسے لوگ کوئی پناہ نہیں پائیں گے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعے کا ذکر کیا گیا جب انہوں نے خضر علیہ السلام کے ساتھ سفر کیا تھا۔

ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم یوشع ایک سفر میں بھنی ہوئی مچھلی توشہ کے طور پر لے کر روانہ ہوئے۔ راستے میں وہ ایک جگہ سو گئے۔ وہ مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی۔ وہ دونوں بیدار ہونے پر آگے بڑھے، اور جب کھانے کا وقت آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے وہ بھنی ہوئی مچھلی طلب کی۔ جواب میں انہوں نے کہا کہ میں بتانا بھول گیا تھا کہ وہ پانی میں چلی گئی۔

جب وہ واپس آئے تو وہاں انہیں حضرت خضر علیہ السلام مل گئے، جنہیں ہم نے اپنی رحمت سے نوازا تھا، اور خاص علم عطا کیا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: کیا میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں، تا کہ آپ مجھے بھی اس

دانش کی تعلیم دیں جو آپ کو سکھائی گئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صبر کے ساتھ ہماری رفاقت نہ کر سکیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا: انشاء اللہ میں صبر سے کام لوں گا۔ تب انہوں نے فرمایا کہ اچھا چلو، لیکن جب تک کسی معاملے میں کوئی تشریح میں خود نہ کروں، آپ کوئی سوال نہ کیجیے گا۔

اس کے بعد یہ دونوں حضرات چلے، اور ایک کشتی میں سوار ہوئے۔ حضرت خضر نے کشتی کا تختہ توڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام فوراً بول اٹھے کہ کیا آپ کشتی کے مسافروں کو ڈبونا چاہتے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ آپ صبر وضبط سے کام نہ لے سکیں گے؟ موسیٰ علیہ السلام نے معذرت کی، اور پھر دونوں آگے بڑھے۔ تب ایک لڑکا ملا۔ حضرت خضر نے اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام پھر بول اٹھے کہ آپ نے ایک بے گناہ کو قتل کر دیا! خضر علیہ السلام نے فرمایا: دیکھیے، آپ پھر صبر نہ کر سکے۔ (یہ قصہ ابھی جاری ہے کل سولہویں پارے میں مکمل ہو گا۔ (انشاءاللہ))

...........☆☆☆...........

......تیرھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۱ تا ۳......سورۃ الکھف، آیات ۷۵ تا ۱۱۰﴾

آج کی نمازِ تراویح میں ہم نے سولھویں پارے کا آغاز کیا ہے۔ سورۃ کہف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے۔

جب حضرت خضر نے کشتی توڑی، اور بچے کو قتل کیا تو موسیٰؑ سے صبر نہ ہو سکا، اور آپ نے اس کی وجہ پوچھی تو حضرت خضر نے فرمایا: دیکھئے، آپ پھر صبر نہ کر سکے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اچھا، اب اگر کچھ پوچھوں تو مجھے بے شک ساتھ نہ رکھیے گا۔

اب پھر یہ آگے بڑھے، اور ایک گاؤں پہنچے۔ وہاں انہوں نے لوگوں سے کھانا مانگا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا، اور ان کی کوئی ضیافت نہ کی۔ گاؤں کی ایک دیوار انتہائی خستہ حال تھی اور گرنے والی تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو تعمیر کرنا شروع کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس کی مزدوری لے سکتے تھے، تاکہ خورد و نوش کا سامان ہو جاتا۔ تب حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: اب میری اور آپ کی جدائی ہے، لیکن انہوں نے جو کام کیے تھے ان کی مصلحت بتا دی کہ انہوں نے وہ سب کچھ اللہ ہی کے حکم سے کیا تھا، جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

اس کشتی کا معاملہ یہ ہے کہ وہ چند غریب آدمیوں کی تھی جو دریا میں محنت مزدوری کرتے تھے۔ میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کر دوں، کیونکہ آگے ایک ایسے بادشاہ کا علاقہ تھا جو ہر کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

رہا وہ لڑکا، تو اس کے والدین مومن تھے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ لڑکا اپنی سرکشی اور کفر سے ان کو تنگ کرے گا۔ اس لیے ہم نے چاہا کہ ان کا رب اس کے بدلے ان کو ایسی اولاد دے جو اخلاق میں بھی اس سے بہتر ہو اور جو ان سے صلہ رحمی بھی کرے۔

اور اس دیوار کا معاملہ یہ ہے کہ یہ دو یتیم لڑکوں کی ہے، جو اس شہر میں رہتے ہیں۔ اس دیوار کے نیچے ان بچوں کے لیے ایک خزانہ مدفون ہے۔ اور ان کا باپ ایک نیک آدمی تھا۔ اس لیے

تمہارے رب نے چاہا کہ یہ دونوں بچے بالغ ہوں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔

ایک سوال جو یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا وہ حضرت ذوالقرنین کے متعلق تھا کہ وہ کون تھے؟ اب اس کے جواب میں ذوالقرنین کا قصہ ہے کہ وہ ایک صاحبِ حشمت بادشاہ تھے۔ ایک روز مغرب کی انتہائی حدود کو پہنچے تو وہاں ایک قوم ملی جس میں ایماندار اور عمل صالح والے بھی تھے، اور کفر والے بھی تھے۔

اسی طرح وہ مشرق کی انتہائی حدود تک پہنچے۔ وہاں سورج کا قرب تھا۔ پھر دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے، اور وہاں ایسے لوگوں کو پایا جو کوئی بات نہ سمجھتے تھے، یعنی ان کی زبان ذوالقرنین اور ان کے ساتھیوں کے لیے اجنبی تھی۔ سخت وحشی ہونے کے سبب سے نہ کوئی ان کی زبان سے واقف تھا اور نہ وہ کسی غیر زبان سے واقف تھے۔

ایسے لوگ بھی تھے، جنہوں نے یاجوج وماجوج قوم کے فساد کا ذکر کیا اور عرض کیا کہ ایسی دیوار بنا دیجئے کہ وہ مفسد قوم ہماری طرف نہ آ سکے۔ چنانچہ لوہے کی چادروں اور پگھلائے ہوئے تانبے سے ایک مضبوط دیوار تعمیر کی گئی، تاکہ یاجوج وماجوج نہ تو اس پر چڑھ سکیں اور نہ اس میں کوئی سوراخ کر سکیں۔

ذوالقرنین نے کہا: یہ میرے رب کی رحمت ہے۔ مگر جب میرے رب کے وعدے کا وقت آئے گا تو وہ اس کو پیوندِ خاک کر دے گا۔

پھر قیامت کے دن کا ذکر فرمایا کہ جب دنیا کی بے ثباتی پاش پاش ہو جائے گی، اور کافروں کے لیے جہنم کو پیش کیا جائے گا۔ اس روز ہم لوگوں کو چھوڑ دیں گے کہ وہ سمندر کی موجوں کی طرح گتھم گتھا ہوں گے اور صور پھونکا جائے گا، اور ہم سب انسانوں کو ایک ساتھ جمع کریں گے اور وہ دن ہوگا جب ہم جہنم کو کافروں کے سامنے لائیں گے، ان کافروں کے سامنے جو میری نصیحت کی طرف سے اندھے بنے ہوئے تھے، اور کچھ سننے کے لیے تیار ہی نہ تھے۔

کیا وہ کفار یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو اپنا حمایتی بنالیں گے؟ ہم نے ایسے کافروں کی ضیافت کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

اے محمدؐ ان سے کہو کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد لوگ کون ہیں؟ وہ جن کی ساری سعی اور جدوجہد دنیا کی زندگی ہی میں گم ہو کر رہ گئی۔ یعنی انہوں نے جو

کچھ بھی کیا، خدا سے بے نیاز اور آخرت سے بے فکر ہو کر صرف دنیا کے لیے کیا، دنیاوی زندگی ہی کو اصل زندگی سمجھا، اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔ انہوں نے اللہ کے حضور پیشی کا یقین نہ کیا، اس لیے ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ قیامت کے روز ان کی کوئی حیثیت نہ ہو گی، ان کی سزا جہنم ہے۔

البتہ جو لوگ ایمان لائے، اور نیک عمل کیے، ان کی میزبانی کے لیے فردوس کے باغ ہوں گے، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور کبھی اس جگہ سے نکل کر کہیں جانے کو ان کا جی نہ چاہے گا۔

اللہ کی باتوں اور کلمات کو لکھنے کے لیے اگر سمندر سیاہی بن جائیں، تب بھی وہ کلمات ختم نہ ہو سکیں گے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، لیکن ان پر وحی آتی ہے، جس میں تعلیم ہے کہ اللہ ایک ہے۔ پس جسے اپنے رب سے ملنے کی آرزو ہو تو وہ عملِ صالح کرے، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۴ تا ۶ ...... سورۃ مریم، آیات ۱ تا ۵۰﴾

ابھی ہم نے سورۂ مریم کا آغاز کیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے، جس میں چھ رکوع اور ۹۸ آیات ہیں، چونکہ اس سورۃ میں حضرت مریمؑ کا ذکر آیا ہے اس لیے اس کا نام بھی سورۃ مریم رکھا گیا۔ پورے قرآنِ مجید میں کسی بھی عورت کا نام نہیں آیا، سوائے مریم علیہا السلام کے اور وہ بھی بیسیوں بار آیا ہے، ۲۰۰۵ء میں امریکی عیسائی فوجوں نے جزیرۃ گوانتاناموبے میں مجاہدین پر جسمانی تشدد کرنے کے ساتھ ساتھ ذہنی ٹارچر کرتے ہوئے قرآن مجید کی زبردست توہین کی لیکن وہ بدبخت یہ بھی بھول گئے کہ اس میں تو مریم علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا بھی بارہا ذکر آیا ہے، جن کی توہین کی سزا امریکی قانون کے مطابق سزائے موت ہے لیکن یہاں ان کی دوغلی پالیسی ہے۔ لہٰذا دنیا بھر کے عیسائیوں کو چاہیے کہ وہ اگر قرآن کی توہین پر نہیں تو کم از کم حضرت مریمؑ و عیسیٰؑ کی توہین پر اٹھ کھڑے ہوں، اور ایسے درندوں کو سزائے موت دیں۔

سورۃ مریم سنہ ۵ نبوی میں نازل ہوئی، جبکہ ابھی ہجرتِ حبشہ نہیں ہوئی تھی۔ جب کفار کا ظلم

دستم حد سے بڑھ گیا تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے گیارہ مرد اور چار خواتین نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، اور حبشہ کے عیسائی بادشاہ نجاشی نے انہیں پناہ دے دی۔ لیکن قریشِ مکہ نے ان مہاجرین کو واپس لانے کے لیے نجاشی کے پاس ایک وفد بھیجا، جس نے بادشاہ کو یقین دلانے کی بھرپور کوشش کی کہ یہ لوگ بھگوڑے ہیں، جو ایک نئے دین کو اختیار کر کے آبائی دین کو چھوڑ چکے ہیں، لہٰذا انہیں واپس کر دیا جائے۔ نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں بلا کر حقیقت حال دریافت کی۔ اس وقت حضرت جعفر طیار نے سورۂ مریم کی کچھ آیات تلاوت کیں، اور نجاشی کو توحید ورسالت کی طرف دعوت دیتے ہوئے قریش کے الزامات کی تردید کی۔ ان آیتوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بحیثیت رسول بالکل صحیح تشریح اور ان کے ابن اللہ ہونے کی مکمل تردید پیش کی گئی تھی۔ نجاشی ان آیات کو سن کر کافی متاثر ہوا، اور اس نے قریش کے وفد کو ذلت کے ساتھ واپس کر دیا۔

سورۃ کے شروع میں حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر ہے کہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے، اور ان کی اہلیہ بانجھ تھیں، لیکن انہوں نے اولاد کے لیے دعا کی تو ان کو بیٹے کی بشارت ملی۔ اللہ نے ہی ان کا نام یحیٰ رکھا، جن کو بچپن میں نبوت دی گئی۔ وہ بڑے متقی اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے تھے، اور ان پر اللہ کی سلامتی ہے۔

پھر مریم علیہا السلام کی پارسائی اور ریاضت کا ذکر ہے۔ جب وہ بیت المقدس کی ایک محراب میں معتکف ہو گئی تھیں۔ یہ محراب بیت المقدس کے شرقی حصے میں واقع تھی اور انہوں نے عام معتکفین کے طریقے کے مطابق پردہ لٹکا کر اپنے آپ کو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے محفوظ کر لیا تھا۔ اس حالت میں ہم نے ان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا، جو انسانی شکل میں تھا، مریم علیہا السلام اسے دیکھ کر گھبرا گئیں تو اس نے کہا کہ میں تمہیں تمہارے رب کی طرف سے ایک بیٹے کی بشارت دینے آیا ہوں۔ مریم علیہا السلام نے پوچھا: یہ کیسے ہو سکتا ہے، جب کہ مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں اور نہ ہی میں بدکار ہوں، فرشتے نے کہا: تمہارے رب کے لیے ایسا کرنا بہت آسان ہے، اس لیے کہ وہ اس لڑکے کو لوگوں کے لیے ایک نشانی بنانا چاہتا ہے اور یہ کام ہو کر رہنا ہے۔ چنانچہ انہیں حمل ٹھہر گیا اور وہ ایک دُور کے مقام پر چلی گئیں، زچگی کی تکلیف کے دوران وہ ایک کھجور کے درخت کے نیچے تھیں۔ بہت ہی اداس اور شرمندہ تھیں، وہ کہنے لگیں: کاش، میں اس

سے پہلے ہی مر جاتی اور میرا نام ونشان تک نہ رہتا! فرشتے نے ان سے پکار کر کہا: غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے ایک چشمہ رواں کر دیا ہے، تو ذرا اس درخت کے تنے کو ہلا، تیرے اوپر تروتازہ کھجوریں ٹپک پڑیں گی، پس تو کھا پی اور اپنے بیٹے سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔

پھر جب وہ بچے کو لے کر قوم میں آئیں تو لوگ کہنے لگے: اے مریم! یہ تو تو نے بڑا پاپ کر ڈالا۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ کوئی برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی۔ مریم علیہا السلام خاموش رہیں، اور بچے کی طرف اشارہ کر دیا۔ لوگوں نے کہا: یہ جھولے میں پڑا بچہ کیا بات کرے گا؟

لیکن وہی بچہ بول اٹھا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنایا۔ یہ بھی فرمایا کہ مجھے اللہ نے مبارک بنایا، کہ میں لوگوں کو نفع پہنچا سکوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کے لیے تاکید بھی فرمائی۔ عیسیٰ علیہ السلام کو جو لوگ خدا کا بیٹا کہتے ہیں، ان کی بھی تردید کر دی گئی ہے کہ اللہ کسی کو اپنا بیٹا نہیں ٹھہراتا۔ کافروں کے لیے قیامت کے دن بڑا پچھتاوا ہوگا۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی حق کی دعوت دی تھی۔ انہوں نے اپنے باپ کو صراطِ مستقیم کی دعوت اور اللہ کے عذاب سے بچنے کی نصیحت کی تھی۔ ان کے باپ نے ابراہیم علیہ السلام کو سنگسار کرنے اور علیحدہ کر دینے کی دھمکی دی۔ جب وہ ان لوگوں سے دور ہوئے تو انہوں نے باپ کو سلام کیا، اور فرمایا کہ میں تیرے حق میں اپنے رب سے دعا کروں گا، جو بڑا مہربان ہے، میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں، اور ان ہستیوں کو بھی جنہیں آپ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا۔ جب وہ ان لوگوں سے اور ان کے جھوٹے خداؤں سے جدا ہو گئے تو ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب جیسی اولاد دی، اور ہر ایک کو نبی بنایا، ان کو رحمت سے نوازا، اور سچی ناموری عطا کی۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۷ تا ۹......سورۃ مریم، آیات ۵۱ تا ۹۸﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں تلاوت کردہ آیات کے اندر مختلف انبیاء کی عظمتوں کا ذکر فرمایا:

موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ اس کتاب میں حضرت موسیٰ کا ذکر کرو۔ وہ ایسے شخص تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے خالص اپنا کر لیا تھا اور جو بڑے ہی عالی مقام پیغمبر تھے۔ ہم نے انہیں کوہِ طور کے مشرقی دامن سے پکارا، اور راز کی گفتگو سے انہیں تقرب عطا کیا، اور اپنی مہربانی سے ان

کے بھائی ہارون کو بھی نبی بنا کر ان کے مددگار کے طور پر دیا۔

پھر فرمایا کہ اس کتاب میں اسماعیل کا ذکر کرو وہ وعدے کا سچا تھا، اور بڑا ہی عالی مقام پیغمبر تھا۔ گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا اور اپنے رب کے نزدیک ایک پسندیدہ انسان تھا۔

پھر فرمایا کہ اس کتاب میں ادریسؑ کا ذکر کرو۔ وہ ایک راست باز انسان اور جلیل القدر نبی تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بلند مرتبہ عطا فرمایا تھا۔

یہ وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے انعام فرمایا، جن کو ہدایت بخشی اور برگزیدہ کیا۔ ان کا حال یہ تھا کہ جب رحمان کی آیات ان کو سنائی جاتیں تو روتے ہوئے سجدے میں گر جاتے۔

لیکن ان کے بعد وہ ناخلف لوگ ان کے جانشین ہوئے جنہوں نے نماز پڑھنی چھوڑ دی، نماز سے غفلت اور بے پروائی برتنے لگے، اور خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے لگے، اور گمراہی کے انجام سے دوچار ہوئے، البتہ جو توبہ کر لیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل اختیار کریں وہ جنت میں داخل ہوں گے، اور ان کی ذرّہ برابر حق تلفی نہ ہوگی ان کے لیے ہمیشہ رہنے والی جنتیں ہیں، جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے وعدہ کر رکھا ہے اور یقیناً یہ وعدہ پورا ہو کر رہنا ہے۔ وہاں وہ کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے۔ وہاں کا پورا معاشرہ ایک ستھرا، سنجیدہ اور پاکیزہ معاشرہ ہوگا، جس کا ہر فرد سلیم الطبع ہوگا۔

وہاں کے رہنے والوں کو غیبتوں، گالیوں، فحش گانوں اور دوسری بری آوازوں کی سماعت سے پوری طرح نجات مل جائے گی۔ وہاں آدمی جو کچھ بھی سنے گا، بھلی اور معقول باتیں ہی سنے گا اور ان کا رزق انہیں صبح و شام پیہم ملتا رہے گا۔

یہ ہے وہ جنت جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے ان کو بنائیں گے جو پرہیز گار رہے ہوں گے۔ انسان کہتا ہے کیا واقعی جب میں مر جاؤں گا تو پھر دوبارہ زندہ کر کے نکال لایا جاؤں گا؟ کیا انسان کو یاد نہیں آتا کہ ہم پہلے اس کو پیدا کر چکے ہیں جبکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ تیرے رب کی قسم، ہم ان سب کو اور ان کو گمراہ کرنے والوں کو بھی گھیر لائیں گے۔ پھر جہنم کے گرد لا کر انہیں گھٹنوں کے بل گرا دیں گے۔ پھر ہر گروہ میں سے اس شخص کو چھانٹ لیں گے جو رحمان کے مقابلہ میں زیادہ سرکش بنا ہوا تھا۔

ان لوگوں کو جب ہماری کھلی کھلی آیات سنائی جاتی ہیں تو انکار کرنے والے ایمان والوں سے کہتے ہیں: بتاؤ، ہم دونوں گروہوں میں سے کون بہتر حالت میں ہے اور کس کی مجلس زیادہ

شاندار ہے؟ کس کے گھر زیادہ شاندار ہیں؟ کس کا معیار زندگی زیادہ بلند ہے؟ اور کس کی محفلیں زیادہ ٹھاٹھ سے جمتی ہیں؟

حالانکہ ان سے پہلے ہم کتنی ہی ایسی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو ان سے زیادہ سروسامان رکھتی تھیں، اور ظاہری شان وشوکت میں ان سے بڑھی ہوئی تھیں۔ ان سے کہو: جو شخص گمراہی میں مبتلا ہوتا ہے اسے رحمٰن ڈھیل دیا کرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب ایسے لوگ وہ چیز دیکھ لیتے ہیں جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ خواہ وہ عذاب الٰہی ہو، یا قیامت کی گھڑی..... تب انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ کس کا حال خراب ہے اور کس کا جتھا کمزور...... اس کے برعکس، جو لوگ راہِ راست اختیار کرتے ہیں، اللہ ان کو راست روی میں ترقی عطا فرماتا ہے۔ یعنی، ہر آزمائش کے موقع پر اللہ تعالیٰ ان کو صحیح فیصلے کرنے اور صحیح راستہ اختیار کرنے کی توفیق بخشتا ہے، ان کو برائیوں اور غلطیوں سے بچاتا ہے، اس کی ہدایت اور رہنمائی سے وہ برابر راہِ راست پر بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہوئے ان کا مال اور اولاد ان کو کچھ بھی مفید نہ ہو سکیں گے۔

شفاعت وہی کریں گے جن کو اللہ کی طرف سے اجازت ہوگی۔

اور جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے، انہوں نے بہت بڑی بے ادبی کی ہے، اور اللہ کے سخت غصے کے مستحق بنے ہیں۔ یہ سب لوگ اللہ کے سامنے فرداً فرداً حاضر ہوں گے۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور صالح عمل کرتے رہے، اللہ ان کے لیے لوگوں میں محبت پیدا کر دے گا۔

قرآن آسان ہے، جو خوشخبری بھی سناتا ہے اور اللہ کے عذاب سے ڈراتا بھی ہے۔

کتنے منکرین تباہ کر دیے گئے اور انہیں اب کوئی جانتا بھی نہیں۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۱۰ تا ۱۴..... سورۃ طٰہٰ، آیات ۱ تا ۸۹﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ طٰہٰ شروع کی ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جس میں ۸ رکوع اور ۱۳۵ آیات ہیں۔

اس سورۃ کا کچھ حصہ ہجرتِ حبشہ کے زمانے میں اور کچھ اس کے فوراً بعد نازل ہوا۔ سب سے زیادہ معتبر روایت یہ ہے کہ سنہ ۵ نبوی میں جب حضرت عمرؓ ایمان لائے، اس زمانے میں یہ

سورۃ نازل ہو رہی تھی، اور حضرت عمرؓ اس سورۃ کے ابتدائی حصے کو سن کر مسلمان ہو گئے تھے۔

سورۃ کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ اے محمدؐ! یہ قرآن تم پر کچھ اس لیے نازل نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ، بیٹھے بٹھائے، تم کو ایک مصیبت میں ڈال دیا جائے۔ تم سے یہ مطالبہ نہیں ہے کہ پتھر کی چٹانوں سے دودھ کی نہر نکالو، نہ ماننے والوں کو منوا کر چھوڑو، اور ہٹ دھرم لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا کر کے دکھاؤ، یہ بس ایک نصیحت اور یاددھانی ہے، تاکہ جس کے دل میں خدا کا خوف ہو اور جو اس کی پکڑ سے بچنا چاہے وہ سن کر سیدھا ہو جائے۔ یہ مالکِ زمین وآسمان کا کلام ہے، اور خدائی اس کے سوا کسی کی نہیں ہے۔ یہ دونوں حقیقتیں اپنی جگہ اٹل ہیں، خواہ کوئی مانے یا نہ مانے۔ وہ عرش والا ہے، اور ہر چیز کا مالک ہے۔ پوشیدہ اور ظاہر بات سب اس کو معلوم ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اسی کے سب نام اچھے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کو نبوت حاصل ہوئی تو اس کا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے طور پر ایک آگ دیکھی۔ وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ میں تیرا رب ہوں۔ یہاں اپنے جوتے اتار ڈال، اور میں نے تجھے پسند کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی: اللہ کی عبادت اور نماز کے قیام کا حکم ہوا، منکروں سے بچنے کی ہدایت بھی ہوئی، اللہ سے پیار کی باتیں ہوئیں کہ اے موسیٰ! یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ عرض کیا: یہ میرا عصا ہے۔ اس پر ٹیک لگاتا ہوں، اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں اور بھی بہت سے کام ہیں جو اس سے لیتا ہوں۔ فرمایا: اے موسیٰ اس لاٹھی کو پھینک دے۔

انہوں نے جب لاٹھی پھینکی تو وہ ایک سانپ بن کر دوڑنے لگی۔ پھر فرمایا: اسے پکڑ لو۔ ڈرو نہیں۔ ہم اسے پھر ویسا ہی کر دیں گے جیسی تھی۔ پھر فرمایا: اپنا ہاتھ بغل میں دبا، بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ یہ دو نشانیاں ہیں، جو تجھے دی گئی ہیں۔ اب تو فرعون کے پاس جا، وہ بڑا سرکش ہو گیا ہے۔ اسے بندگیٔ رب کی دعوت دے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! اس کام کے لیے میرا سینہ کھول دے، میرے کام کو میرے لیے آسان کر دے۔ میری زبان کی گرہ سلجھا دے، تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے لیے میرے اپنے خاندان سے ایک وزیر مقرر کر دے: ہارون، جو میرا بھائی ہے، اس کے ذریعے میرا ہاتھ مضبوط کر دے، اور اس کو میرے کام میں شریک کر دے، تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے سرانجام دے سکوں۔

فرمایا: اے موسیٰ! جو تو نے مانگا، ہم نے تجھے دیا۔ ہم نے پھر ایک مرتبہ تجھ پر احسان کیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کو ایک ایک کر کے وہ احسانات یاد دلاتا ہے جو پیدائش کے وقت سے لے کر اس وقت تک اس نے ان پر کیے تھے۔

یاد کر وہ وقت جب تُو پیدا ہوا، سب گھر والے ڈرے ہوئے تھے کہ فرعون تجھے قتل نہ کر دے۔ ہم نے وحی کے ذریعے تیری ماں کو اشارہ کیا کہ اس بچے کو صندوق میں رکھ کر دریا میں چھوڑ دے۔ دریا اسے ساحل پر پھینک دے گا، اور اسے میرا دشمن اور اس بچے کا دشمن اٹھا لے گا۔ پھر اسی فرعون سے تیری پرورش کرائی، اور تیری والدہ ہی کا دودھ تجھے پلایا۔ کچھ بڑے ہوئے تو ایک کافر کو قتل کر دیا۔ لیکن ہم نے تم کو مواخذہ سے بچا لیا۔

پھر مدین میں شیخ مدین کے پاس رکھا، جہاں بہتر تربیت کا انتظام تھا۔ اب تم کو اور ہارون کو فرعون کے پاس اس لیے بھیجا جا رہا ہے کہ اس کی اصلاح ہو، اور وہ بنی اسرائیل کو قید و بند سے آزاد کر دے۔ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ نے فرعون کے پاس جا کر اپنے رب کی شان بیان کی، اور زمین و آسمان کی مختلف نشانیاں بتائیں، لیکن اس نے جھٹلا دیا، اور کہا کہ تم اپنے جادو سے ہم کو ہماری زمین سے نکال دینا چاہتے ہو، پھر اس نے ان نشانیوں کے مقابلے میں اپنے جادوگروں کو مقابلہ کرانے کے لیے جمع کیا۔ انہوں نے رسیاں ڈالیں تو وہ دوڑتی ہوئی معلوم ہوئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو وہ جادو کے تمام سانپوں کو نگل گیا۔ جادوگر سجدے میں گر گئے اور ایمان لے آئے۔ فرعون ان پر ناراض ہوا، لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہ کی، اور وہ ایمان پر قائم رہے۔ پھر موسیٰؑ کو وحی ہوئی کہ بنی اسرائیل کو دریا کے پار لے چلیں، اور فرعون کا خوف نہ کریں۔ جب وہ آگے بڑھے تو فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا پیچھا کیا۔ تب فرعون اور اس کا لشکر دریا میں غرق کر دیے گئے۔ اس طرح بنی اسرائیل نے جب ان سے نجات پائی تو انہیں کوہِ طور پر تورات دینے کا وعدہ کیا، منّ و سلویٰ بھی عطا ہوا، اور پاکیزہ چیزیں بھی کھانے کو دی گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں سمیت تورات لینے کے لیے طور پر چلے گئے، اور اشتیاق کی وجہ سے ان سب سے آگے ہو گئے۔ بقیہ قوم جو ہارونؑ کے پاس چھوڑ دی گئی تھی وہ سامری کے گئو سالہ کی پرستش میں مبتلا ہو گئی۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۶، رکوع ۱۴ تا ۱۷...... سورۃ طٰہٰ، آیات ۹۰ تا ۱۳۵﴾

موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تسلسل کے ساتھ چل رہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے کوہِ طور جانے کے بعد بقیہ قوم نے ایک بچھڑا بنایا، اور اس کی پوجا شروع کر دی۔ جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو غصے ہوئے۔ اپنے بھائی ہارونؑ سے بھی ناراض ہوئے کہ وہ کیوں اس قوم کو ایسی پرستش سے نہ بچا سکے۔ سامری پر بھی ناراض ہوئے، اور اسے سزا کے طور پر سب سے دور کر دیا۔

ان کی قوم جب سامری کے فساد سے محفوظ ہوگئی تو پھر اس پر تبلیغ کی گئی: بیشک قیامت آنے والی ہے، جبکہ قرآن سے منہ پھیرنے والے لوگ گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے، اور کتنا برا ہوگا جب اس دن صور پھونکا جائے گا، اور ہم مجرموں کو اس حال میں گھیر لائیں گے کہ ان کی آنکھیں دہشت کے مارے پتھرائی ہوئی ہوں گی۔ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ دنیا میں مشکل ہی سے تم نے کوئی دس دن گزارے ہوں گے۔ ہمیں خوب معلوم ہے کہ وہ کیا باتیں کر رہے ہوں گے۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اس دن ان میں سے کوئی جو زیادہ سے زیادہ محتاط اندازہ لگانے والا ہوگا وہ کہے گا کہ بس تمہاری دنیا کی زندگی زیادہ سے زیادہ ایک دن کی تھی۔

اس روز یہ پہاڑ دھول بنا کر اڑا دیے جائیں گے، اور زمین کو ایسا ہموار چٹیل میدان بنا دیا جائے گا کہ اس میں تم کوئی بل اور سلوٹ نہ دیکھو گے۔ اس روز سب لوگ منادی کی پکار پر سیدھے چلے آئیں گے۔ کوئی ذرا سی بھی اکڑ نہ دکھا سکے گا۔ اور سب ہی آوازیں رحمان کے آگے دب جائیں گی۔ ایک سرسراہٹ کے سوا تم کچھ نہ سنو گے!

اس روز شفاعت کارگر نہ ہوگی، الا یہ کہ رحمٰن اس کی اجازت دے، اور اس کی بات کو سننا پسند کرے۔ لوگوں کے سر اس حی و قیوم کے آگے جھک جائیں گے۔

نامراد ہوگا وہ جو اس وقت کسی ظلم کا بار گناہ اٹھائے ہوئے ہو۔ مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کو کسی حق تلفی کا خطرہ نہ ہوگا۔

اے محمدؐ! ہم نے اس قرآن کو عربی زبان میں آسان بنا کر نازل کیا ہے، اور اس میں طرح

طرح سے تنبیہات کی ہیں۔ شاید کہ یہ لوگ کج روی سے بچیں، یا ان میں کچھ ہوش کے آثار اس کی بدولت پیدا ہوں۔ پس وہ اللہ جو حقیقی بادشاہ ہے، بہت ہی بالا و بلند تر ہے۔

اور دیکھو! قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ جب تک تمہاری طرف اس کی وحی تکمیل کو نہ پہنچ جائے۔ اور دعا کرو کہ اے پروردگار! مجھے مزید علم عطا فرمایا۔

اب آدم علیہ السلام اور ابلیس کا واقعہ پھر بیان کیا گیا ہے، کہ ان سے ان کے رب کے حکم کی تعمیل میں لغزش ہوئی۔ لیکن جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ نے نہ صرف یہ کہ توبہ قبول فرمائی بلکہ ان کو نبوت اور خلافت کے لیے چن لیا۔ اللہ کی ہدایت پر چلنے والا گمراہ نہیں ہوتا۔ لیکن جس نے اللہ کی یاد سے غفلت برتی اور اعراض کیا اس کے لیے زندگی تنگ ہو جاتی ہے۔ اور اس کو قیامت میں اندھا بنا کر اٹھایا جائے گا۔ وہ کہے گا: پروردگار! دنیا میں تو میں آنکھوں والا تھا، یہاں مجھے اندھا کیوں اٹھایا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا! ہاں، جس طرح تو نے ہماری آیات کو دنیا میں بھلا دیا تھا، سو آج ہم تجھے بھلا رہے ہیں۔ اسی طرح ہم حد سے گزرنے والوں اور اپنے رب کی آیات نہ ماننے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور زیادہ دیرپا ہے۔

پھر کیا ان لوگوں کو تاریخ کے اس سبق سے کوئی ہدایت نہ ملی کہ ان سے پہلے کتنی ہی قومیں ہلاک ہو چکی ہیں جن کی برباد شدہ بستیوں اور تباہ حال کھنڈروں کو یہ آج بھی دیکھتے ہیں۔ درحقیقت اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سلیم رکھنے والے ہیں۔

اگر تیرے رب کی طرف سے، پہلے ہی ایک بات طے نہ کر دی گئی ہوتی اور مہلت کی ایک مدت مقرر نہ کی جا چکی ہوتی تو ضرور ان کا بھی فیصلہ چکا دیا جاتا۔ پس اے محمدؐ! جو باتیں یہ لوگ بناتے ہیں ان پر صبر کرو اور اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی تسبیح کرو، سورج نکلنے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے۔ اور رات کے وقت بھی تسبیح کرو۔

دنیاوی زندگی اور اس کی شان و شوکت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھو۔ یہ جو دنیاوی نعمتیں ہم نے مختلف لوگوں کو دی ہیں، یہ تو انہیں آزمائش میں ڈالنے کے لیے دی ہیں۔ تمہارا اور تمہارے ساتھی اہل ایمان کا یہ کام نہیں کہ یہ فساق و فجار ناجائز طریقوں سے دولت سمیٹ سمیٹ کر اپنی زندگی میں جو ظاہری چمک دمک پیدا کر لیتے ہیں اس کو رشک کی نگاہ سے دیکھو۔ یہ دولت اور یہ شان و شوکت تمہارے لیے ہرگز قابل رشک نہیں ہے۔ جو پاک رزق تم اپنی محنت سے کھاتے ہو،

خواہ وہ کتنا ہی تھوڑا ہو، راست باز اور ایماندار آدمیوں کے لیے یہی بہتر ہے، اور اس میں وہ بھلائی ہے جو دنیا سے آخرت تک برقرار رہنے والی ہے۔

اپنے گھر والوں کو بھی نماز کا حکم دو، اور خود بھی اس پر قائم رہو، کفار تو یہی کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لاتے، حالانکہ ان کے پاس پہلے بھی اللہ کی نشانیاں آچکی ہیں۔

اور ہم اگر ان کو رسول آنے سے پہلے ہلاک کر دیتے تو اس پر بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا؟ اب قیامت میں یہ پتہ چل جائے گا کہ سیدھی راہ پر اور ہدایت پر کون تھا۔

............☆☆☆............

......چودھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۷، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ الانبیاء، آیات ۱ تا ۵۰﴾

محترم بزرگو! دوستو! خواتین اسلام!

ابھی ہم نے سترھویں پارے اور سورۃ الانبیاء کا آغاز کیا ہے۔ یہ سورۃ بھی مکی ہے اس میں ۷ رکوع اور ۱۱۲ آیات ہیں۔ چونکہ اس سورۃ میں بہت سے انبیاء کا ذکر آیا ہے اس لیے اس کا نام الانبیاء رکھا گیا ہے۔ یہ مکی دور کے وسط یعنی سنہ ۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس وقت تک مخالفین نے پوری طرح ظلم وستم شروع نہیں کیا تھا، البتہ کفار رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے اعتنائی سے پیش آتے تھے، اور خفیہ چالیں شروع ہو چکی تھیں۔ اس طرح کفار کا شرک پر اصرار اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید پر اصرار ہی اصل وجہ تنازع بنا ہوا تھا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لوگو! تمہارے حساب کتاب کا وقت قریب آ گیا ہے، اور تم ہو کہ غفلت میں منہ موڑے ہوئے، کسی تنبیہ کی طرف توجہ نہیں کرتے، تمہیں چرنے، چگنے اور کھیل کے سوا کوئی فرصت ہی نہیں۔

اللہ کی طرف سے احکام آتے ہیں تو لوگ ان کی پروا نہیں کرتے، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر سمجھتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ وہ خواب کی باتیں یا من گھڑت باتیں بناتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہیں۔ پہلے بھی انبیاء علیہم السلام تشریف لائے تھے، اور ان کے ساتھ بھی لوگوں نے یہی معاملہ کیا تھا۔ پھر وہ لوگ ہلاک کیے گئے۔ وہ لوگ بھی اسی بات پر اعتراض کرتے تھے کہ یہ نبی بشر ہیں، کھانا بھی کھاتے ہیں، اور دنیا میں ہمیشہ نہیں رہتے۔ پھر جب منکرین کی بستیاں تباہ کر دی گئیں تو انہیں نادم ہونا پڑا۔ لیکن اب کوئی فائدہ نہ تھا۔ قرآن کے منکرین بھی انہی لوگوں کی طرح کر رہے ہیں۔

لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر ہے۔ اس کتاب میں آخر وہ کون سی نرالی بات ہے جو تمہاری سمجھ میں نہ آتی ہو، جس کی وجہ سے اس کے متعلق تم اتنی متضاد

رائیں قائم کرنے پر لگے ہو کہ یہ شاعری ہے، یہ ساحری ہے، یہ پراگندہ خواب ہیں، یہ من گھڑت افسانے ہیں، وغیرہ۔ اس میں تو تمہارا اپنا ہی حال بیان کیا گیا ہے، تمہاری ہی نفسیات اور تمہارے ہی معاملاتِ زندگی زیرِ بحث ہیں، تمہارے ہی ماحول سے وہ نشانیاں چن چن کر پیش کی گئی ہیں، جو حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔

ہم نے اس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے اس کو کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔ انسان کو دنیا میں بس یونہی آزاد نہیں چھوڑ دیا گیا ہے کہ جو کچھ چاہے کرے، اور اس سے کوئی باز پرس نہ ہو، اور اس کا حساب نہ لیا جائے۔

ہم تو باطل پر حق کی چوٹ لگاتے ہیں، جو اس کا سر توڑ دیتا ہے، اور وہ دیکھتے دیکھتے مٹ جاتا ہے۔

زمین و آسمان میں جو مخلوق بھی ہے، اللہ کی ہے۔ اس پورے نظام کا خالق، مالک، حاکم اور رب صرف ایک خدا ہے۔

فرشتے ہر وقت اس کی بندگی میں مگن ہیں، شب و روز اس کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں، دم نہیں لیتے۔ اللہ کے سوا جو شخص بھی خدائی کا دعویٰ کرے گا، جہنمی ہوگا۔

اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو کھولا اور ہر جاندار کو پانی سے زندگی دی۔

اگر آسمان و زمین میں ایک اللہ کے سوا دوسرے خدا بھی ہوتے تو زمین و آسمان دونوں کا نظام بگڑ جاتا۔ اللہ رب العرش ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بناتے ہیں۔

وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے سامنے جواب دہ نہیں، جبکہ باقی سب اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔

لوگ ہماری نشانیوں کی طرف کیوں توجہ نہیں کرتے؟

ہم نے زمین پر پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انہیں لے کر ڈھلک نہ جائے، اور ان پہاڑوں کے درمیان ایسے درے رکھ دیے اور دریا نکال دیے جن کی وجہ سے پہاڑی علاقوں سے گزرنے اور زمین کے ایک خطے سے دوسرے خطے کی طرف عبور کرنے کے راستے نکل آتے ہیں۔ ہم نے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنا دیا، اور اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے، سورج اور چاند کو پیدا کیا۔ سب ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں۔

انسان ہمیشہ نہیں رہے گا۔ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ تمہاری آزمائش برائی اور بھلائی سے کی جاتی ہے۔ اور تمہیں آخر ہماری ہی طرف آنا ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار ہنستے ہیں اور کہتے ہیں: یہ ہے وہ شخص جو تمہارے خداؤں کا ذکر کرتا ہے اور یہ خود اللہ کی یاد کے منکر ہیں۔

انسان جلد باز ہے۔ کافر کہتے ہیں کہ جلد عذاب لے آیئے، تو وہ عذاب جلد دکھلا دیا جائے گا اور قیامت میں جو آگ ان کو جلائے گی اسے وہ روک نہ سکیں گے، اور نہ کوئی ان کی مدد ہوگی۔

آپؐ سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا، تو وہ مذاق انہیں لے ڈوبا۔

جھوٹے معبود خود اپنے کو نہیں بچا سکتے تو اپنے پوجنے والوں کو کیا بچا سکیں گے؟ کفار کا یہ گمان غلط ہے کہ وہ ہمیشہ رہیں گے۔ ہم تو زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔

موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو تورات دی گئی، جو پرہیزگاروں کے لیے نصیحت تھی۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۷، رکوع ۵ تا ۷...... سورۃ الانبیاء، آیات ۵۱ تا ۱۱۲﴾

اب یہاں سے مختلف انبیاء علیہم السلام کا ذکر آرہا ہے۔ سب سے پہلے جناب ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے، کہ انہیں ابتدائی عمر سے ہی ہدایت حاصل تھی۔ وہ اپنے والد اور اپنی قوم کو مورتیوں کی پوجا سے بچانا چاہتے تھے، اور وہ کوئی کھیل کی بات نہیں بتا رہے تھے۔

ابراہیم علیہ السلام نے ایک دن ان کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، اور صرف ان کے بڑے کو چھوڑ دیا، تاکہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں۔ وہ ان کو ان کے بتوں کی بے بسی اور لاچارگی کا منظر دکھا کر ان کی توجہ اس سچے خدا کی طرف مبذول کرانا چاہتے تھے جو زمین و آسمان کا رب ہے، اور ان کا بھی پیدا کرنے والا ہے۔

انہوں نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھ کر پوچھا کہ ہمارے خداؤں کا یہ حال کس نے کر دیا؟ کوئی بڑا ہی ظالم تھا وہ۔ آخر انہیں ابراہیم علیہ السلام پر شک ہوا تو وہ انہیں پکڑ کر لے آئے، اور پوچھا: کیوں ابراہیم! تو نے ہمارے خداؤں کی یہ دُرگت بنائی ہے؟ تو ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا: اس بڑے سے پوچھو۔ کہیں اس نے نہ یہ حرکت کی ہو۔ یا پھر ان بتوں سے ہی پوچھ لو کہ کس نے ان

کو توڑا ہے۔ یہ سن کر وہ لوگ دل ہی دل میں شرمندہ ہو گئے۔ ان کے ضمیر انہیں ملامت کرنے لگے کہ ہم کتنے بے بس خداؤں کی پوجا کیا کرتے ہیں! ان کے سر شرم سے جھک گئے، لیکن ڈھیٹ بن کر ابراہیم سے کہنے لگے تم تو جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں، تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا: پھر کیا تم اللہ کو چھوڑ کر ان چیزوں کو پوج رہے ہو جو نہ تمہیں ذرہ بھر نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان! افسوس ہے تم پر اور تمہارے ان معبودوں پر، جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر پوجا کر رہے ہو کیا تم کچھ بھی عقل نہیں رکھتے؟ انہوں نے کہا، جلا ڈالو اس کو اور اپنے خداؤں کی مدد کرو۔ انہوں نے ابراہیم کو آگ میں پھینک دیا۔ اللہ نے حکم دیا: اے آگ! ٹھنڈی ہو جا، اور ابراہیم کے لیے سلامتی بن جا۔

ہم ابراہیمؑ اور لوطؑ کو بچا کر اس سرزمین کی طرف نکال لے گئے جس میں ہم نے دنیا والوں کے لیے برکتیں رکھی تھیں۔

پھر ابراہیم علیہ السلام کو اسحاقؑ جیسا فرزند اور یعقوبؑ جیسا پوتا دیا۔ وہ سب امام تھے، ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے، نماز اور زکوٰۃ کو قائم کراتے تھے۔

لوط علیہ السلام کو حکومت اور علم دیا گیا، اور اس قوم سے نجات دلائی گئی جو گندے کام کرتی تھی۔

نوح علیہ السلام اور ان کے گھر والے بھی سخت کرب سے محفوظ رکھے گئے، اور دوسرے نافرمانوں کو غرق کر دیا گیا۔

داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے واقعات سے ہدایت حاصل کرو۔ دونوں ایک کھیت کے مقدمے میں فیصلہ کر رہے تھے، جس میں رات کے وقت دوسرے لوگوں کی بکریاں پھیل گئی تھیں۔ حضرت سلیمان نے ان کا صحیح فیصلہ کیا حالانکہ حکمت اور علم ہم نے دونوں ہی کو عطا کیا تھا۔ داؤدؑ کے ساتھ ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو مسخر کر دیا تھا، جو تسبیح کرتے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کو بھی حکومت اور علم عطا کیا گیا۔ داؤد علیہ السلام کو زِرہ بنانا سکھایا گیا۔ سلیمان علیہ السلام کے لیے تیز ہوا مسخر کر دی گئی۔ جنّ بھی آپ کے مطیع تھے، اور آپ کے حکم سے باہر نہیں تھے۔

ایوب علیہ السلام کو یاد کرو۔ ہم نے ان کی تکلیف دور کر دی، ان کے گھر والے اور ساتھی ہماری رحمت سے مستفید ہوئے، حالانکہ وہ شدید ترین بیماری اور امتحان میں مبتلا کر دیے گئے تھے، وہ صبر اور دعا کو ہتھیار بنا کر اس آزمائش میں سرفراز ہوئے، اسماعیلؑ، ادریسؑ اور ذوالکفل علیہم

السلام بھی صبر والوں میں سے تھے۔

یونس علیہ السلام کو بھی یاد کرو، جب وہ قوم کی نافرمانی سے ناراض ہوئے، اور جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو ہم کو یاد کیا۔ اس وقت وہ کتنے اندھیروں میں تھے جب انہوں نے پکارا! تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں، تیری ذات پاک ہے۔ بے شک میں نے ہی قصور کیا ہے۔ تب ہم نے اس کی دعا قبول کی، اور غم سے اس کو نجات بخشی۔

زکریا علیہ السلام نے اولاد کی خواہش کی تو یحیٰی پیدا ہوئے۔ وہ ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے، خشوع وخضوع والے تھے۔

حضرت مریم کی پاکبازی تھی کہ ہم نے ان کو اور ان کے بیٹے کو سارے جہان کے لیے ایک نشانی بنا دیا۔

ان تمام انبیاء علیہم السلام نے ایک ہی دین کی تبلیغ فرمائی ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں۔

لوگوں نے دین میں اختلاف پیدا کر کے ٹکڑے کر لیے، لیکن سب کو ہماری طرف آنا ہے، اور قیامت کے قریب یاجوج وماجوج ہر بلندی سے اتریں گے اور قیامت میں کافروں کی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی۔ اور اس وقت ان کو اپنی غفلت کا احساس ہوگا، وہ اور ان کے معبود سب جہنم کے ایندھن بنیں گے، اور ان پر سخت عذاب ہوگا۔ البتہ جن کے لیے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا ہے وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ انہیں من مانا ملے گا، کوئی غم نہ ہوگا، اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے۔

زبور میں بھی ہم نے لکھ دیا تھا کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے اور بے شک یہ قرآن عابدوں کے لیے کافی ہے۔

اور اے محبوبؐ! ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ فرما دیں کہ اللہ ایک ہے۔ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم سے لڑائی ہے۔ اللہ کافروں کی علانیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور کافروں کے درمیان فیصلہ کرنے کی اللہ سے دعا کی ہے، اور وہی مددگار ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۷، رکوع ۸ تا ۱۱...... سورۃ الحج، آیات ۱ تا ۳۳﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ الحج کا آغاز کیا ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے، جو ۱۰ رکوع اور ۷۸ آیات پر مشتمل ہے۔ اس سورۃ میں کچھ آیتیں مکی بھی ہیں لیکن زیادہ تر مدنی ہی ہیں۔

اس سورۃ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کو ظالموں کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور مہاجرین کو جو ہجرت کے دوران قتل ہوئے یا وفات پاگئے، انہیں شہید کہا گیا ہے اور اجرِ عظیم کی خوش خبری دی گئی ہے۔

اور حج کے متعلق مفصل احکام دیے گئے ہیں اس وجہ سے اس سورۃ کا نام الحج رکھا گیا، فرمایا: لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کا زلزلہ بڑی ہولناک چیز ہے۔ جس روز تم اسے دیکھو گے تو حال یہ ہوگا کہ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی، ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا، اور لوگ تم کو مدہوش نظر آئیں گے، حلانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے، بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہوگا۔

لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ سے نہیں ڈرتے، اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ اگر تمہیں اپنے دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں شک ہے تو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم پہلے کچھ بھی نہ تھے۔ ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے کی شکل میں ڈھالا، پھر گوشت کی بوٹی میں ایک مبہم سی شکل بنائی، پھر ایک خاص وقت تک تمہیں رحم مادر میں ٹھہرائے رکھا۔ پھر ایک بچے کی صورت میں نکالا۔ اب ذرا غور کرو کہ ان سارے مراحل سے تمہیں کس نے گزارا اور پھر جب دنیا میں پیدا ہوئے تو بھی تمہاری زندگی پر تمہارا کوئی اختیار نہیں۔ ہم چاہیں تو بچپن میں تمہیں اپنے پاس بلالیں، چاہیں تو جوانی میں موت دے دیں، اور چاہیں تو بڑھاپے کی بدترین عمر تک پہنچا دیں۔

یہ ہم اس لیے بتارہے ہیں تاکہ تم پر حقیقت واضح کریں اور کیا تم مردہ زمین کو نہیں دیکھتے جو سوکھی پڑی ہوتی ہے۔ ہم بارش کے قطروں کو اس پر برسا کر اس میں زندگی کی لہر پیدا کر دیتے ہیں اور یہ ہر قسم کے خوش منظر نباتات اگلنا شروع کر دیتی ہے، اور چہار جانب سبزہ زار لہلہانے لگتے

ہیں۔ کیا تم ان مثالوں سے نہیں سمجھتے ہو کہ خدا مُردوں کو زندہ کر دینے پر کس طرح قادر ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت کی گھڑی آکر رہے گی، اور اس خدا کے لیے قبروں سے مرنے والوں کو اٹھانا کوئی مشکل نہیں، پس نہ ماننے والوں کے لیے ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب ہے وگرنہ اللہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہیں کوئی بھلائی اور فائدہ پہنچے تو دین کو اچھا سمجھتے ہیں لیکن اگر کوئی آزمائش آجائے تو دین سے پلٹ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیا اور آخرت دونوں میں گھاٹا ہے۔ وہ ایسے معبودوں کو پوجتے ہیں جن کے ہاں نقصان ہی نقصان ہے۔ اللہ اہلِ ایمان اور اعمالِ صالحہ والوں کو جنت میں داخل کرے گا، اور دنیا و آخرت میں مدد فرمائے گا جس طرح اس نے اپنے نبیؐ کی مدد کی، خواہ حاسد لوگ کچھ بھی کریں، اللہ قیامت کے روز ایمان والوں اور دوسرے لوگوں کا فیصلہ کر دے گا۔

اللہ کو زمین و آسمان کی سب چیزیں سجدہ کرتی ہیں۔ وہی عزت اور ذلت دینے والا ہے اور منکروں کے لیے سخت عذاب ہے۔ ان کے برعکس ایمان والوں کو جنت اور اس کی اعلیٰ آسائشیں حاصل ہوں گی۔

کافروں کو کوئی حق نہیں کہ وہ کسی کو اللہ کی راہ سے اور حرم جانے سے روکیں۔ ایسا کرنے والوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

ابراہیم علیہ السلام کو حرم کا صحیح ٹھکانہ بتایا گیا اور انہوں نے اس کی تعمیر کی، تاکہ قریب و دور کے لوگ وہاں اعتکاف، طواف، رکوع اور سجود کریں، اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

اور لوگوں کے لیے حج کا اعلان عام ہے، کہ وہ تمہارے پاس ہر دُور دراز مقام سے پیدل، اونٹوں پر، اور دیگر سواریوں پر آئیں، تاکہ وہ فائدے دیکھیں جو یہاں ان کے لیے رکھے گئے ہیں، قربانی کے مقررہ دنوں میں قربانی کریں، خود بھی کھائیں اور تنگ دست محتاجوں کو بھی دیں، قربانی سے فارغ ہو کر احرام کھول دیں، حجامت کرائیں، نہائیں، دھوئیں اور وہ پابندیاں ختم کر دیں جو احرام کی حالت میں عائد ہوگئی تھیں، اپنی نذریں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں۔

یہ تھا کعبہ کی تعمیر کا مقصد اور جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے وہی اللہ کے

نزدیک بہتر ہے۔

تمہارے لیے مویشی جانور حلال کیے گئے۔ ان سے فائدہ اٹھاؤ، بتوں کی گندگی سے بچو، جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو، یکسو ہو کر اللہ کے بندے بنو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو گویا وہ آسمان سے گر گیا۔ اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا اسے ایسی جگہ لے جا کر پھینک دے گی جہاں اس کے چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ اور جو کوئی اللہ کے مقرر کردہ شعائر کا احترام کرے تو یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۷، رکوع ۱۲ تا ۱۴......سورۃ الحج، آیات ۳۴ تا ۵۷﴾

سورۃ الحج کے موضوعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں، کہ ہم نے ہر امت کے لیے قربانی کا ایک قاعدہ مقرر کیا ہے، تا کہ ہر امت کے لوگ اللہ کے راستے میں جانوروں کو ذبح کریں، گو قربانی دینے کے طریقے ہر امت میں مختلف رہے ہیں، مگر مقصد ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے تقویٰ۔

اللہ نے ہی جانوروں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اسے نہ ان کا گوشت چاہیے نہ خون۔ وہ تو تمہارے قربانی کے جذبے اور تقویٰ کو دیکھنا چاہتا ہے۔ پس تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے اور اس کے تم مطیع اور فرمانبردار رہو۔

عاجزانہ روش اختیار کرنے والوں کے لیے اللہ کی طرف سے خوش خبری ہے، جن کا حال یہ ہے کہ اللہ کے ذکر سے ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں اور جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو صبر کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے اس کے راستے میں خرچ کرتے ہیں، نیکوکار لوگوں کے لیے یہ بشارت ہے کہ اللہ ایمان والوں کی مصیبتیں اور بلائیں ان سے ٹال دیتا ہے وہ دغاباز ناشکرے کافروں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ مظلوم مسلمانوں کو ظالموں کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت دیتا ہے، اور انہیں یقین دلاتا ہے کہ اللہ ضرور ان کی مدد کرنے پر قادر ہے، کیونکہ یہ لوگ اپنے گھروں سے ناحق نکال دیے گئے، صرف اس لیے کہ یہ اللہ کی توحید کا اعلان کرتے تھے۔

اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعے دفع نہ کرتا رہے تو خانقاہیں، گرجے، معبد اور

مسجدیں، جن میں عبادت ہوا کرتی ہے، سب مسمار کر ڈالی جائیں۔ اللہ ان لوگوں کی ضرور مدد کرے گا جو انصاف قائم کرنے کے لیے اٹھیں گے۔ اللہ بڑا طاقت ور اور زبردست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، معروف کا حکم دیں گے، اور منکر سے منع کریں گے۔ یعنی، ان کا ذاتی کردار فسق و فجور اور کبر و غرور کے بجائے اقامتِ صلوٰۃ ہوگا۔ ان کی دولت عیاشیوں اور نفس پرستیوں کے بجائے ایتائے زکوٰۃ میں صرف ہوگی۔ ان کی حکومت نیکی کو دبانے کے بجائے اسے فروغ دینے کی خدمت انجام دے گی، اور ان کی طاقت بدیوں کو پھیلانے کے بجائے ان کے دبانے میں استعمال ہوگی۔

اللہ نے اس ایک آیت میں اسلامی حکومت کے نصب العین اور اس کے کارکنوں اور کارفرماؤں کی خصوصیات کا جوہر نکال کر رکھ دیا ہے۔ کوئی سمجھنا چاہے تو اسی ایک فقرے سے سمجھ سکتا ہے کہ اسلامی حکومت فی الواقع کس چیز کا نام ہے۔

جو لوگ دین اسلام کو جھٹلاتے ہیں تو ان سے پہلے قومِ نوح، عاد، ثمود، قومِ ابراہیم، قومِ لوط، اہل مدین اور قومِ فرعون جیسی قومیں بھی جھٹلا چکی ہیں۔ ان سب منکرینِ حق کو ہم نے پہلے مہلت دی پھر پکڑ لیا۔ اب دیکھ لو کہ ان کی روش پر جب میرا غضب بھڑکا تو میں نے ان کی حالت کیسی دگرگوں کر دی۔ کتنی خطا کار بستیاں ہیں، جن کو ہم نے تباہ کیا، اور آج وہ اپنی چھتوں پر الٹی پڑی ہیں۔ کتنی ہی بستیاں اجڑی پڑی ہیں، اور کتنے محلات اور قلعے کھنڈر بنے ہوئے ہیں۔ کیا ان لوگوں نے زمین میں چل پھر کر یہ سب مناظر نہیں دیکھے، اگر ان کے دل سمجھنے والے اور کان سننے والے ہوتے؟ حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ یہ دل ہیں جو سینوں میں اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

یہ لوگ عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ بار بار نبیؐ سے کہتے ہیں کہ لے آؤ وہ عذاب جس کی دھمکیاں تم بارہا ہمیں دے چکے ہو۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف کوئی بات نہیں کرتا۔ اس کے ہاں ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے۔

کتنی ہی ظالم بستیاں اپنی نافرمانی کے سبب رب کی پکڑ میں آ چکی ہیں۔ ایسے لوگوں کی بستیاں، ان کے کنویں اور مضبوط محل سب تباہ پڑے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں سے کفار عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انسانوں کے لیے نذیرِ مبین بن کر تشریف لائے ہیں۔
ایمان اور عمل صالح والوں کے لیے بخشش بھی ہے اور عزت کی روزی بھی، جبکہ منکروں کے لیے دوزخ ہے۔

اے محمدؐ! آپ سے پہلے ہم نے جتنے بھی نبی اور رسول بھیجے ہیں یہ معاملہ ان سب کے ساتھ پیش آیا کہ جب انہوں نے دعوت دینا چاہی تو شیطان نے ان کی آرزو پوری ہونے میں رخنے ڈالے، رکاوٹیں پیدا کریں۔ جب بھی انہوں نے کلام الٰہی لوگوں کو سنایا تو شیطان نے اس کے بارے میں طرح طرح کے شبہے اور اعتراضات پیدا کیے، عجیب عجیب معنی اس کو پہنائے، اور ایک صحیح مطلب کے سوا ہر طرح کے الٹے سیدھے مطلب لوگوں کو سمجھائے لیکن شیطان جو کچھ بھی خلل اندازیاں کرتا ہے، اللہ ان کو مٹا دیتا ہے، اور اپنی آیات کو پختہ کر دیتا ہے۔ اللہ علیم اور حکیم ہے اور جو لوگ شیطان کے آلۂ کار بن گئے، بے شک وہ نامراد اور ناکام رہے اور قیامت کو بھی ذلت کا عذاب دیکھیں گے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۷، رکوع ۱۵ تا ۱۷......سورۃ الحج، آیات ۵۸ تا ۷۸﴾

آج نماز تراویح کے اختتام پر ہم نے سترھویں پارے اور سورۃ حج کو مکمل کر لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، جہاد کیا، پھر قتل کر دیے گئے یا مر گئے، اللہ ان کو اچھا رزق دے گا، اور انہیں ایسی جگہ پہنچائے گا جس سے وہ خوش ہو جائیں گے۔ جن لوگوں نے مسلمانوں کو اذیت پہنچائی اور ان سے جنگ کی وہ ضرور اللہ کی مدد اور قوت کے سامنے ذلیل ہوں گے۔

اللہ کی نشانیاں ہیں دن اور رات کی تبدیلی، بارش کا نزول اور زمین کی ہریالی، اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے صرف اسی کی ذات ایسی ہے جو کسی کی محتاج نہیں۔ تعریف اور حمد اسی کے لیے ہے وہ اپنی ذات میں آپ محمود ہے، خواہ کوئی حمد کرے یا نہ کرے کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے وہ سب کچھ تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے؟ کشتیاں جو سمندروں کے سینے کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں وہ اسی کے قاعدے کی پابند ہیں۔ بغیر ستونوں کے

آسمان اُسی کے حکم سے معلق ہے جس کی ہر چیز اپنی جگہ تھمی ہوئی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کے لیے بڑا ہی شفیق اور رحیم ہے۔

وہی ہے جس نے تمہیں زندگی بخشی ہے۔ وہی تم کو موت دیتا ہے، اور وہی پھر تم کو زندہ کرے گا لیکن انسان کتنا منکر حق ہے کہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی اس حقیقت کا انکار کیے جاتا ہے جسے انبیاء علیہم السلام نے پیش کیا ہے۔

ہر نبی کی امت کے لیے ہم نے الگ نظامِ عبادت مقرر کیا ہے، جس کی وہ پیروی کرتی ہے۔ جس طرح پہلے نبی اپنے دور کی امتوں کے لیے عبادت کا ایک طریقہ لائے تھے، اے محمدؐ! اسی طرح اس دور کی امت کے لیے تم ایک طریقہ لائے ہو۔ اب کسی کو تم سے جھگڑا کرنے کا حق حاصل نہیں۔ تم اپنے رب کی طرف دعوت دو۔ یقیناً تم سیدھے راستے پر ہو۔ اگر وہ تم سے جھگڑیں تو کہہ دو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو، اللہ کو خوب معلوم ہے۔ اللہ قیامت کے روز تمہارے درمیان ان سب باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے رہے ہو۔

کیا تم نہیں جانتے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتاب میں درج ہے۔ اللہ کے لیے یہ کچھ بھی مشکل نہیں۔

یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کر رہے ہیں جن کے لیے نہ تو اس نے کوئی سند نازل کی ہے، اور نہ یہ خود ان کے بارے میں کوئی علم رکھتے ہیں۔ ان ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہے۔

جب ان کو ہماری آیات صاف صاف سنائی جاتی ہیں تو منکرینِ حق کے چہرے بگڑنے لگتے ہیں، گویا وہ ابھی آیات سنانے والوں پر ٹوٹ پڑیں گے۔ کلام الٰہی کی آیات سن کر جو غصے کی جلن ان کو لاحق ہوتی ہے، جہنم کی آگ اس سے شدید تر ہے۔ اللہ نے اس کا وعدہ ان لوگوں کے حق میں کر رکھا ہے۔ وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

لوگو! ایک مثال دی جاتی ہے۔ غور سے سنو: جن معبودوں کو تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جاتے تو وہ اسے چھڑا بھی نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور، اور جن سے مدد چاہی جاتی ہے وہ بھی کمزور۔

ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی، جیسا کہ اس کو پہچاننے کا حق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ

قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے۔ مشرکین نے مخلوقات میں سے جن جن ہستیوں کو معبود بنالیا ہے ان میں افضل ترین مخلوق ملائکہ ہیں، یا انبیاء۔ اور ان کی حیثیت بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ وہ اللہ کا پیغام پہنچانے کا ذریعہ ہیں، جن کو اس نے اس خدمت کے لیے چن لیا ہے۔ یہ فضیلت تو ان کو خدا یا خدائی میں اللہ کا شریک نہیں بنا دیتی۔

اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے، جو کچھ ان کے سامنے ہے اسے بھی جانتا ہے، اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے اس سے بھی واقف ہے۔

سارے معاملات اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں، تدبیر امر اسی کے اختیار میں ہے۔ کائنات کے کسی چھوٹے یا بڑے معاملے کا مرجع کوئی دوسرا نہیں ہے کہ اس کے پاس تم اپنی درخواستیں لے جاؤ۔ ہر معاملہ اسی کے آگے فیصلے کے لیے پیش ہوتا ہے۔ لہٰذا دستِ طلب بڑھانا ہے تو اسی کی طرف بڑھاؤ۔ ان بے اختیار ہستیوں سے کیا مانگتے ہو جو خود اپنی بھی کوئی حاجت آپ پوری کر لینے پر قادر نہیں ہیں۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، رکوع اور سجدہ کرو، اپنے رب کی بندگی کرو، اور نیک کام کرو، تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو، جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

اس نے تمہیں اپنے کام کے لیے چن لیا ہے، دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔ اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم ہو جاؤ۔

اس نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا، اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے، تاکہ رسولؐ تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، اور اللہ سے وابستہ ہو جاؤ۔ اللہ کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لو۔ ہدایت اور قانونِ زندگی بھی اس سے لو، اطاعت بھی اسی کی کرو، خوف بھی اسی کا رکھو، امیدیں بھی اسی سے وابستہ کرو، مدد کے لیے بھی اسی کے آگے ہاتھ پھیلاؤ، اور اپنے توکل و اعتماد کا سہارا بھی اس کی ذات کو بنالو۔ وہی ہے تمہارا مولیٰ، وہ بہت ہی اچھا مولیٰ اور بہت ہی اچھا مددگار ہے۔

............☆☆☆............

......پندرھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۸، رکوع ۱ تا ۳......سورۃ المومنون، آیات ۱ تا ۵۰﴾

قابل احترام بزرگو، دوستو، اور خواتین اسلام!

آج ہم نے اٹھارھویں پارے کا آغاز کیا ہے اس کی پہلی سورۃ، سورۃ المومنون ہے جو کہ مکی سورۃ ہے۔ ۶ رکوع اور ۱۱۸ آیات پر مشتمل ہے اس کی پہلی ہی آیت کے الفاظ ''قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ'' میں اس کا نام لیا گیا ہے۔ اس کا مرکزی موضوع اتباع رسولؐ ہے۔ ساتھ ساتھ توحید و رسالت پر بھی مخالفین کے اعتراضات کے مدلل طریقے سے جواب دیے گئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اہل ایمان کامیاب ہو گئے، اس لیے کہ وہ اپنی نمازوں میں خشوع وخضوع، عاجزی اور للّٰہیت اختیار کرتے ہیں، بیہودہ لغو اور فحش محفلوں سے اجتناب کرتے ہیں، زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں اپنی بیویوں یا لونڈیوں کے علاوہ کسی پر اپنے ستر نہیں کھولتے، بلکہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس معاملے میں اللہ کی حدوں کو پھلانگ کر زیادتی نہیں کرتے، اگر ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کا پاس کرتے ہیں، اپنے عہد و پیمان کو پورا کرتے ہیں، اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں، یہی لوگ جنت الفردوس کے وارث ہیں، اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

آج جبکہ انسان قیامت کے دن اٹھائے جانے پر اور موت کے بعد کی زندگی پر شک کرتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے''، جب ہم ہڈیاں ہو جائیں تو پھر جی اٹھیں؟ کیا یہ بھول گیا ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے بنایا، پھر اسے محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا، پھر اس بوند کو لوتھڑے کی شکل دی، پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا۔ پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اسے تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ خوب صورت اور سمجھ بوجھ والا بنایا۔ یعنی اشرف المخلوقات بنایا اور آج یہ اپنے بنانے والے کا ہی انکار کر رہا ہے۔ اگر اپنی تخلیق اور اس کے مراحل پر غور کرے تو بے ساختہ پکار اٹھے: فَتَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ۔ پس بڑا ہی بابرکت ہے

اللہ، جو سب کاریگروں سے اچھا کاری گر ہے۔

اللہ ہی میں سب قدرت ہے کہ وہ سات آسمانوں کا بنانے والا ہے، وہ خلق سے غافل نہیں، فرمایا: اور آسمان سے ہم نے ٹھیک حساب کے مطابق ایک خاص مقدار میں پانی اتارا اور اس کو زمین میں ٹھہرا دیا۔ ہم اسے جسے طرح چاہیں غائب کر سکتے ہیں۔ پھر اس پانی کے ذریعے ہم نے تمہارے لیے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کر دیے۔ تمہارے لیے ان باغوں میں بہت سے لذیذ پھل ہیں۔ اور ان سے تم روزی حاصل کرتے ہو۔ ہم نے زیتون کا درخت بھی تمہارے لیے پیدا کیا، جو طورِ سینا سے نکلتا ہے، تیل بھی لیے ہوئے اگتا ہے اور کھانے والوں کے لیے سالن بھی۔

حقیقت تو یہ ہے کہ تمہارے لیے مویشیوں میں بھی بڑا سبق ہے۔ تم ان کا دودھ پیتے ہو، گوشت کھاتے ہو، اور ان پر سواریاں کرتے ہو۔

جب ہم نے نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تو انہوں نے اپنی قوم کو توحید کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا: اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں ہے۔ حقیقی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی بندگی کرتے ہوئے تمہیں ڈر نہیں لگتا لیکن اس قوم کے سرداروں نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کا انکار کر دیا کہ یہ تو ہم جیسا ایک انسان ہے یہ تو حکومت، سرداری اور برتری کے حصول کے لیے کوشش کر رہا ہے۔ اللہ کو اگر بھیجنا ہی تھا تو فرشتے کو بھیجتا۔ جو دعوت یہ دے رہا ہے، ہم نے اپنے باپ دادا سے تو ایسی دعوت نہیں سنی۔

جب نوح علیہ السلام اس قوم سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے دعا کی: پروردگار ان لوگوں نے میری تکذیب کی۔ اس پر اب تو ہی میری نصرت فرما۔

تب اللہ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا، جس میں تمام جانداروں کے جوڑے اور اہلِ ایمان کو بٹھا دیا گیا۔

پھر تنور ابل پڑا اور چہار جانب سیلاب اور طوفان نے تباہی مچانا شروع کر دی۔ نوحؑ کی کشتی کے مسافروں کے علاوہ باقی سب غرق کر دیے گئے۔

پھر اور قومیں آئیں۔ ان کے پاس بھی اللہ کے رسول آئے، لیکن ان قوموں کے سرداروں نے بھی رسولوں پر اعتراض کیا کہ وہ تو انسان ہیں، اور ہماری ہی طرح کھاتے پیتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ سب دوبارہ پیدا ہوں۔ آخر وہ لوگ بھی تباہ کر دیے گئے۔

اس کے بعد پھر رسول آئے اور ان کو بھی جھٹلایا گیا۔

پھر موسیٰؑ اور ہارونؑ تشریف لائے۔ فرعون اور اس کے سرداروں نے بھی تکبر کیا، اور یہی کہا کہ یہ دونوں ہماری ہی طرح انسان ہیں۔ پھر وہ سب بھی ہلاک کیے گئے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو بھی ایک نشانی بنا کر بھیجا تھا۔ اور ان کو ایک سطح مرتفع پر رکھا، جو اطمینان کی جگہ تھی۔

اور اس میں چشمے جاری تھے، لیکن ان کو ماننے والے بھی مشرک ہو گئے اور انہوں نے ان کو خدا بنالیا۔ اس عیسائی قوم کو بھی بار بار تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان سب کے بعد آخری رسول حضرت محمدؐ کو بھیجا گیا ہے۔ یہ بھی وہی پیغام لائے ہیں جو ان تمام نبیوں نے پہنچایا۔ اس لیے تمام انسانوں کو ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چلنا چاہیے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۸، رکوع ۴ تا ۶ ...... سورۃ المومنون، آیات ۵۱ تا ۱۱۸﴾

سورۂ ''مومنون'' کے اس دوسرے حصے میں ارشاد فرمایا کہ

اے پیغمبرو! پاک چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

دین شروع سے ایک ہی ہے اور وہ اسلام ہے، لیکن لوگوں نے اختلافات پیدا کر دیے، اور ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے۔ اچھا، تو چھوڑ دو انہیں، اپنی غفلت میں ڈوبے رہیں۔

کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں مال اور اولاد سے مدد دیے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے۔ وہ مال اور اولاد کے نشے میں بھولے ہوئے ہیں کہ ہم نے انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ اصل بھلائی والے تو وہ ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں ٹھہراتے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں اور ان پر ہر وقت یہ احساس چھایا ہوتا ہے کہ ہمیں اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔

ہم کسی شخص کو اس کی استطاعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔

دوسری طرف کے لوگوں کا حال یہ ہے کہ جب ہماری آیتیں ان لوگوں پر پڑھی جاتی ہیں تو وہ ان کو نہیں مانتے، اور کہتے ہیں کہ ہم اہلِ حرم ہیں اس لیے ہم کو عمل اور حق کی طرف سے بے

نیازی ہے۔ وہ سب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے واقف ہیں لیکن پھر بھی وہ انہیں نہیں مانتے، اور حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ ہم نے ان کو سخت مصائب میں مبتلا کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ان پر مایوسی چھا گئی ہے۔

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہیں سننے اور دیکھنے کی قوتیں دیں، اور سوچنے کو دل دیے، مگر تم لوگ کم ہی شکرگزار ہوتے ہو۔

وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اس کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ گردشِ لیل ونہار اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ کیا تمہاری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی؟

یہ لوگ بھی وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے پیش رُو کہا کرتے تھے، کہ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے، اور ہڈیوں کا پنجر بن کر رہ جائیں گے تو پھر ہم کو کون زندہ کر کے اٹھائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہمارے باپ دادا نے بھی، لیکن یہ باتیں محض افسانہ ہیں۔ ان سے کہو: بتاؤ کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے: اللہ کی......ان سے کہو: بتاؤ کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کا......کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں ہو اور کہاں سے تم کو دھوکہ لگتا ہے؟

وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے ساتھ جن کی عبادت کرتے ہیں وہ ہمارے سفارشی اور وسیلہ ہیں۔ ہم حق ان کے سامنے لے آئے ہیں، دراصل یہ جھوٹے لوگ ہیں۔ اس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں، اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی خلق کو لے کر علیحدہ ہو جاتا، اور وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے۔ اللہ ان سب چیزوں سے مبرا ہے، اور وہ ہر حاضر وغیب کو جاننے والا ہے۔ اے محمدؐ! دعا کرو کہ "پروردگار! جس عذاب کی ان کو دھمکی دی جا رہی ہے وہ اگر میری موجودگی میں تُو لائے، تو اے میرے رب، مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کرنا اور حقیقت یہ ہے کہ ہم تمہاری آنکھوں کے سامنے ہی وہ چیز لے آنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں، جس کی دھمکی ہم انہیں دے رہے ہیں۔

اے محمدؐ! آپ اپنی اچھائی سے دوسروں کی برائی دور کریں۔ جو کچھ باتیں وہ تم پر بناتے ہیں وہ ہمیں خوب معلوم ہیں۔

اور دعا کرو کہ اے پروردگار! میں شیطان کی اکساہٹوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں بلکہ اے میرے رب! میں تو اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں۔

یہ لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آجائے گی تو کہنا شروع کرے گا: اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دیجیے جسے میں چھوڑ آیا ہوں۔ اب میں نیک عمل کروں گا۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا۔ یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے۔ اب ان سب مرنے والوں کے بیچ دوسری زندگی تک برزخ حائل ہے۔ پھر جونہی صور پھونک دیا جائے گا تو یہ سب ایک دوسرے سے ایسے غافل ہو جائیں گے گویا ان کے بیچ کوئی رشتہ تھا ہی نہیں۔ اب ایک دوسرے کو نہیں پوچھیں گے۔

اس وقت جن کے پلڑے بھاری ہوں گے وہی فلاح پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے، وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈال دیا۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ آگ ان کے چہروں کی کھال چاٹ جائے گی، اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔ کیا تم وہی لوگ نہیں ہو کہ میری آیات تمہیں سنائی جاتی تھیں تو تم انہیں جھٹلاتے تھے؟ پھر وہ کہیں گے کہ ہماری بدبختی تھی کہ ہم نے اللہ کی آیتیں رد کر دیں، لیکن اگر اب ہم کو دوزخ سے نکال دیا جائے تو ہم ان آیتوں کا انکار نہیں کریں گے۔

اللہ اپنے ماننے والوں کو ہی بامراد قرار دے گا، کیونکہ انہوں نے منکروں کے مضحکہ پر صبر کیا۔

اللہ بہت بڑا ہے، سچا بادشاہ ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اس کے اور وہ عزت والے عرش کا مالک ہے۔

جو شخص کسی اور کو پوجتا ہے تو اس کا حساب اللہ کے یہاں ہوگا، اور کافروں کے لیے کوئی فلاح نہ ہوگی۔

آپ ﷺ یہی دعا کریں کہ اے اللہ بخش دے، رحم فرما دے، تو ہی سب سے برتر رحم کرنے والا ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۸، رکوع ۷ تا ۹...... آیات سورۃ النور، آیات ۱ تا ۲۶﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ ''النور'' کا آغاز کیا ہے یہ مدنی سورۃ ہے اس میں ۹ رکوع اور ۶۴ آیات ہیں۔ سورۃ النور سن ۶ ہجری میں سورۂ احزاب کے بعد نازل ہوئی۔ اس میں

مسلم معاشرے کی اصلاح اور بہتری کے لیے بہت سے احکام دیے گئے ہیں جن کا تعلق اخلاق، معاشرے اور قانون سے تھا۔ اس سورۃ میں پردہ کا حکم بھی مکمل ہوا، اور زنا کو فوجداری جرم قرار دیا گیا، بہتان اور جھوٹے الزام لگانے والے کی سزا مقرر کی گئی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اصلاحی اقدام تجویز ہوئے۔ اس طرح سورۂ نور ایک نہایت اہم سورۃ ہے، اور اس کا مطالعہ تفصیل سے کرنا چاہیے۔ ابھی تو ہم صرف انتہائی محدود وقت میں اس کا تھوڑا خلاصہ ہی بیان کر سکتے ہیں، لیکن ہر مرد اور ہر خاتون کو چاہیے کہ تفہیم القرآن سے اس سورۃ کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

پہلے ہی فقرہ میں فرمایا گیا کہ یہ ایک ایسی سورۃ ہے جسے ہم نے قطعی احکام کے طور پر نازل کیا ہے، اور جس میں صاف صاف ہدایات دی گئی ہیں۔

اللہ نے یہ فوجداری قانون بنا دیا ہے کہ زانی مرد اور زانی عورت دونوں میں سے ہر ایک کو سَو سَو کوڑے مارے جائیں۔

اور ان کو سزا دیتے وقت اہلِ ایمان کا ایک گروہ موقع پر موجود ہو۔ اسی طرح جو کوئی پاکباز عورتوں پر زنا کی تہمت لگائے اور اس پر چار گواہ نہ لا سکے اسے بھی اسّی (۸۰) کوڑے مارے جائیں اور اس کی شہادت کبھی قبول نہ کی جائے۔

اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے، اور اس کے پاس کوئی گواہ نہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچا ہے، اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔

اس کے جواب میں عورت سے یہ سزا صرف اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ بھی چار مرتبہ اللہ کی قسم کھائے، اور پانچویں مرتبہ کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر یہ مرد سچا ہو!

یہ بھی اللہ کا فضل ہے کہ اللہ تمہارے معاملات میں قانونی فیصلے کر رہا ہے، وہ رحیم و کریم ہے۔

دوسرے اور تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے خود اس الزام کی تردید کی جو کہ حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا تھا، اور بہتان لگانے والے ٹولے کی نہایت پرزور مذمت کی۔ اس کو ''افک'' کے لفظ سے تعبیر کیا۔ لفظ ''افک'' کا استعمال خود اللہ کی طرف سے اس الزام کی مکمل تردید ہے۔ افک کے معنی ہیں بات کو الٹ دینا، حقیقت کے خلاف کچھ سے کچھ بنا دینا۔

یہ لفظ قطعی جھوٹ اور افتراء کے معنی میں بولا جاتا ہے اور اگر کسی الزام کے لیے بولا جائے تو

اس کے معنی سراسر بہتان کے ہیں۔

فرمایا جولوگ یہ بہتان گھڑ لائے ہیں وہ تمہارے اندر ہی کا ٹولہ ہیں، جس نے اس میں جتنا حصہ لیا اس نے اتنا ہی گناہ سمیٹا اور جس شخص نے اس ذمہ داری کا بڑا حصہ اپنے سر لیا، یعنی عبداللہ بن ابی، تو اس کے لیے عذابِ عظیم ہے۔

جس وقت تم لوگوں نے یہ جھوٹا الزام سنا تو اُسی وقت مومن مردوں اور مومن عورتوں نے نیک گمان کیوں نہ کیا؟ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ اور الزام لگانے والے چار گواہ کیوں نہ لائے؟ اب کہ وہ گواہ نہیں لائے ہیں تو اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

اگر تم لوگوں پر دنیا و آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم نہ ہوتا تو ان باتوں کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا۔ ذرا غور تو کرو اس وقت تم کیسی غلطی کر رہے تھے جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اس جھوٹ کو لیتی چلی جا رہی تھی، اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے، حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔

کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ! یہ ایک بہتانِ عظیم ہے۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا، اگر تم مومن ہو۔ اللہ تمہیں صاف صاف ہدایات دیتا ہے۔

وہ لوگ جو مسلمانوں میں بے حیائی کی باتیں یا فحش باتیں پھیلاتے ہیں، یہ سب دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سخت عذاب کے مستحق ہیں۔

دراصل شیطان کا یہی کام ہے کہ وہ لوگوں میں بے حیائی کو فروغ دے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شیطان کے نقش قدم پر نہ چلیں، پاکدامن اور بے خبر عورتوں پر تہمت لگانے والے دنیا اور آخرت میں لعنت کے مستحق ہیں۔ قیامت میں ان کے ہاتھ پاؤں ان کے خلاف گواہی دیں گے، اور ان پر سخت عذاب ہوگا۔

اس تنبیہ کے باوجود، جن لوگوں نے اس بہتان میں حصہ لیا تھا ان میں سے کچھ لوگوں کی سفارش کی گئی کہ انہیں معاف کر دیا جائے، کیونکہ اللہ غفور الرحیم ہے، اور اکثر اوقات لوگوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

حضرت عائشہ کو اس اتہام سے بری کر کے اللہ کی طرف سے ان کی پاکدامنی کی بار بار تصدیق کی گئی ہے۔فرمایا: خبیث مردوں کے لیے خبیث عورتیں ہیں اور خبیث عورتوں کے لیے خبیث مرد۔اسی طرح پاک مردوں کے لیے پاکیزہ عورتیں ہیں اور پاکیزہ عورتوں کے لیے پاک مرد لوگ ان کے بارے میں جو باتیں بناتے ہیں، ان کے دامن اس سے پاک ہیں۔ان کے لیے مغفرت ہے اور رزقِ کریم۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ نمبر ۱۸، رکوع ۱۰ تا ۱۳......سورۃ النور، آیات ۲۷ تا ۵۷ ﴾

سورہ نور کی ان آیات میں معاشرتی آداب اور پردے کا حکم ہے۔فرمایا: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک کہ گھر والوں کی اجازت نہ لے لو، اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو، اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اس گھر میں مت داخل ہو، جب تک کہ تمہیں اجازت نہ دے دی جائے اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، اور ناراضگی بھی محسوس نہ کرو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔البتہ عوامی جگہیں ہوٹل، سرائے، مہمان خانے، دکانیں، مسافر خانے، انتظار گاہیں وغیرہ جہاں لوگوں کے لیے داخلے کی عام اجازت ہو وہاں کوئی مضائقہ نہیں۔

اے نبیؐ! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزہ طریقہ ہے اور اے نبیؐ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں، اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہر، باپ، سسر، سگے اور سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے، اور بھانجوں کے، یا پھر اپنے میل جول کی عورتوں، مملوک، وہ زیردست مرد جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں، یا وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوں۔

اور اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں۔اے مومنو! تم سب مل کر اللہ سے توبہ کرو، توقع ہے کہ فلاح پاؤ گے۔

جو لوگ بغیر نکاح کے ہیں ان کے نکاح کر دو۔اگر وہ غریب ہیں تو اللہ اپنے فضل سے ان کو

غنی کر دے گا اور جو نکاح کا موقع نہ پائیں انہیں چاہیے کہ عفت مآبی اختیار کریں، یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے۔

اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیاوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو، ہم نے صاف صاف ہدایت دینے والی آیات تمہارے پاس بھیج دی ہیں۔ اس میں ڈرنے والوں کے لیے نصیحتیں ہیں۔

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ کائنات میں اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق میں چراغ رکھا ہو۔ چراغ ایک فانوس میں ہو۔ فانوس کا حال یہ ہو کہ جیسے چمکتا ہوا تارا، اور وہ چراغ زیتون کے ایک ایسے مبارک درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہو جو نہ شرقی ہو نہ غربی۔ جس کا تیل آپ ہی آپ بھڑکا پڑتا ہو، چاہے آگ اس کو نہ لگے۔ اس روشنی پر روشنی بڑھنے کے تمام اسباب جمع ہو گئے ہوں۔ اللہ اپنے نور کی طرف جس کی چاہتا ہے، رہنمائی فرماتا ہے۔ اور اس کے نور سے وہ گھر روشن ہوتا ہے جس میں صبح و شام اللہ کا ذکر ہو۔ ان میں ایسے لوگ صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں، جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے، اقامتِ نماز سے اور ادائے زکوٰۃ سے غافل نہیں کر دیتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں دل الٹنے اور دیدے پتھرا جانے کی نوبت آ جائے گی، اور وہ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ ان کے بہترین اعمال کی جزا ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے نوازے اللہ جسے چاہتا ہے، بے حساب دیتا ہے۔

اس کے برعکس، جنہوں نے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے دشتِ بے آب میں سراب، کہ پیاسا اس کو پانی سمجھے ہوئے تھا، مگر جب وہاں پہنچا تو کچھ نہ پایا: یہ تاریکیوں میں گھرے ہوئے ہیں۔ جسے اللہ نور نہ بخشے اس کے لیے کوئی نور نہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں وہ سب جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اُڑ رہے ہیں، ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ جانتا ہے اور یہ سب جو کچھ کرتے ہیں، اللہ اس سے باخبر رہتا ہے۔

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے، اور اُسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ بادل کو آہستہ آہستہ چلاتا ہے، پھر اس کے ٹکڑوں کو باہم جوڑتا ہے، پھر اسے سمیٹ کر ایک کثیف ابر بنا دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ اس کے خول میں سے بارش کے قطرے ٹپکتے چلے آتے ہیں اور کبھی سردی سے جمے ہوئے بادلوں کی بدولت اولوں کی شکل میں بارش ہونے لگتی ہے۔ اس کی بجلی کی چمک نگاہوں کو خیرہ کیے دیتی ہے۔ رات اور دن کا الٹ پھیر وہی کر رہا

ہے۔صاحب بصیرت لوگوں کے لیے اس میں بڑا سبق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار ایک طرح کے پانی کے قطرے سے پیدا کیا، کوئی پیٹ کے بل چل رہا ہے تو کوئی دو ٹانگوں پر، اور کوئی چار ٹانگوں پر، جو کچھ وہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

بعض منافق بظاہر مسلمان ہوئے ہیں لیکن حقیقتاً نہیں۔انہیں جب بھی اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہیں۔

مسلمان تو وہ ہیں جو فوراً اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے آگے آمنّا وَصَدَّقنَا کہتے ہیں، اور اطاعت کرتے ہیں، یہی کامیاب ہیں، منافق لوگ جہاد کے لیے جھوٹی قسمیں کھا لیتے ہیں، لیکن اللہ سے ان کی زبانی اطاعت اور عملی مخالفت پوشیدہ نہیں۔اللہ نے اہل ایمان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور اپنی زمین میں خلافت دے گا، جیسے کہ پہلے کے ایسے ہی لوگوں کو دی تھی، اور ضرور ان کے دین کو مستحکم کرے گا ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا وہ میری عبادت کریں نماز اور زکوۃ ادا کریں، اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کریں، کافروں کے متعلق یہ نہ سمجھیں کہ وہ اللہ کے قابو سے نکل جائیں گے۔ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۸، رکوع ۱۴ تا ۱۷......سورۃ النور، آیات ۵۸ تا سورۃ الفرقان ۲۰﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں جہاں ہم نے اٹھارہویں پارے کو مکمل کر لیا ہے، وہیں سورۂ نور کو بھی مکمل کر کے سورۂ ''فرقان'' کا آغاز بھی کر دیا ہے۔

سورۂ نور کے اس آخری حصے میں بھی گھریلو اور معاشرتی آداب کا ذکر ہے۔فرمان ہے کہ اے اہلِ ایمان! لازم ہے کہ تمہارے گھر میں رہنے والے ملازم لوگ اور تمہارے بچے صبح کی نماز سے پہلے، دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو، اور عشا کی نماز کے بعد تمہارے بیڈ روم میں اجازت کے بغیر داخل نہ ہوں۔یہ تین وقت تمہاری پرائیویسی، پردے اور آرام کے ہیں۔ان کے بعد وہ بلا اجازت آئیں تو نہ تم پر گناہ ہے نہ ان پر۔ظاہر ہے کہ ایک گھر میں رہتے ہوئے تو تمہیں بار بار ایک دوسرے کے پاس آنا ہی ہوتا ہے۔

اور جب تمہارے بچے عقل کی حد تک پہنچ جائیں، (بالغ ہو جائیں) تو چاہیے کہ وہ بھی

اجازت لے کر آیا کریں۔

جن عورتوں کی جوانی ڈھل چکی ہو، اور وہ سنِ یاس کی عمر کو پہنچ گئی ہوں، وہ اگر حجاب اور پردہ نہ کریں تو ان پر کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ زینت کی نمائش کرنے والی نہ ہوں، تاہم، وہ بھی نقاب میں رہیں تو زیادہ بہتر ہے۔

مسلمان اپنے دوستوں اور عزیزوں کے گھروں میں بھی اجازت لے کر داخل ہوں۔ انہیں ایک دوسرے کے گھر میں دعوت میں شرکت کی پوری اجازت ہے، لیکن انہیں ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو ضرور سلام کرنا چاہیے۔ سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے احکام کو سچے دل سے مانتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ وہ رسول کی خدمت سے بلا اجازت غائب نہیں ہوتے۔ اللہ علیم و خبیر ہے اور نیتوں کا حال بھی جانتا ہے۔ اس لیے رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں، یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے،

خبردار رہو! آسمان و زمین میں جو کچھ ہے، اللہ کا ہے۔ تم جس روش پر بھی ہو، اللہ اس کو جانتا ہے۔ جس روز لوگ اس کی طرف پلٹیں گے، وہ انہیں بتا دے گا کہ وہ کیا کچھ کر کے آئے ہیں، وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

سورۃ الفرقان:

اس کے بعد سورۂ فرقان کا آغاز ہوتا ہے، جو کہ مکی سورۃ ہے، اور اس میں ۶ رکوع اور ۷۷ آیات ہیں۔ یہ سورہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں سنہ ۵ نبوت میں نازل ہوئی۔

الفرقان کے معنی ہیں کسوٹی۔ اس سورۃ میں مومنین کی نمایاں صفات بتا کر کفار کو دعوتِ فکر دی گئی ہے، کہ وہ اس کسوٹی پر خود کو پرکھ کر دیکھ لیں کہ کون کھوٹا ہے اور کون کھرا۔ اس لیے اس سورۃ کا نام "الفرقان" رکھا گیا ہے، اور یہ پہلی آیت تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ سے ماخوذ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآن پاک کو بھی فرقانِ حمید کہا جاتا ہے۔

انتہائی بزرگ و برتر ہے وہ ذات جس نے یہ فرقان اپنے بندے پر نازل کر کے سارے جہان کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے۔ یہ اس کا نازل کردہ ہے جو زمین و آسمان کی بادشاہی کا مالک ہے۔ جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا، جس کے ساتھ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس

نے ہر چیز کو پیدا کیا، اور پھر اس کی تقدیر مقرر کی، لوگوں نے اسے چھوڑ کر ایسے معبود بنا لیے جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے، بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں، جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع یا نقصان کا اختیار نہیں رکھتے، جو نہ تو زندگی و موت کے مالک ہیں، اور نہ مرے ہوؤں کو پھر اٹھا سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے نبیؐ کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ فرقان ایک من گھڑت چیز ہے، جسے اس شخص نے خود ہی گھڑ لیا ہے، اور کچھ دوسرے لوگوں نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے۔ یہ بڑا ظلم اور سخت جھوٹ ہے، جس پر یہ لوگ اتر آئے ہیں، کہتے ہیں، یہ پرانے لوگوں کی لکھی ہوئی باتیں ہیں، جنہیں یہ شخص دہراتا ہے اور اسے صبح و شام سنائی جاتی ہیں، اے محمدؐ! ان سے کہو: اسے اس نے نازل کیا ہے جو زمین و آسمان کا بھید جانتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی غفور الرحیم ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ یہ تو بشر ہیں، کھانا کھاتے ہیں، بازاروں میں چلتے ہیں، یہ جادوگر ہیں، نبوت کے لیے تو کوئی فرشتہ نازل ہونا چاہیے تھا۔ یہ لوگ قیامت کو بھی جھٹلاتے ہیں۔ ان لوگوں کو جوش مارتی ہوئی جہنم کی آگ میں جانا ہوگا۔ یہ تنگ جگہ میں ڈالے جائیں گے، زنجیروں میں جکڑے ہوئے، عذاب کی تکلیفوں کو برداشت نہ کرتے ہوئے، وہاں یہ موت مانگیں گے، وہ بھی نہ ملے گی۔ قیامت میں ان کے معبودوں سے بھی پوچھا جائے گا کہ ان کافروں کو تم نے گمراہ کیا تھا؟ یا یہ خود ہی گمراہ ہوئے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا تھا کہ ہم تیرے سوا کسی دوسرے کو معبود بناتے، پھر کافروں کو بتایا جائے گا کہ ان کے معبودوں نے ان کی تکذیب کر دی۔ وہ لوگ سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

............☆☆☆............

......سولھویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۹، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ الفرقان، آیات ۲۱ تا ۷۷﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے انیسویں پارے کا آغاز کیا ہے۔ سورۂ فرقان کے موضوعات تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔

اللہ فرماتے ہیں کہ منکرین حق اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ معجزات کو بھی نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہ نازل ہوئے؟ یا خود اللہ کیوں نہیں دکھائی دیا؟ ایسے لوگ اگر فرشتوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے کہ الٰہی! ان میں اور ہم میں کوئی آڑ کر دے۔

اور جس دن سب آسمان پھٹیں گے تو پھر فرشتے پوری طرح اتارے جائیں گے، اور کافروں کے لیے وہ دن بہت سخت ہوگا۔ اس دن کہیں گے: ہائے افسوس! ہم نے کیوں نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے رہبری حاصل کی! اور ہم نے کیوں دوسروں سے دوستی کی؟

اور جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن چھوڑنے والوں پر افسوس کرتے ہوئے اللہ سے فریاد کی تو ان کو تسلی دی گئی کہ آپ کے لیے آپ کا اللہ کافی ہے۔ پہلے انبیاء علیہم السلام کو بھی لوگوں نے اسی طرح چھوڑ دیا تھا۔

بعض کفار یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن ایک ساتھ کیوں نہ اتارا گیا؟ ایسا تو اس لیے کیا گیا ہے کہ اس کو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں۔ اسی غرض کے لیے ہم نے اس کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے۔ اور اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ جب یہ کافر تمہارے سامنے کوئی نرالی بات یا سوال لے کر آئیں تو ان کا ٹھیک اور بروقت جواب دیا جائے۔ یہ لوگ اوندھے منہ جہنم کی طرف دھکیلے جانے والے ہیں۔ ان کا موقف بہت برا، اور ان کی راہ حد درجہ غلط ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کی قوم نے بھی ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ہلاک ہوئی، نوح علیہ السلام کی قوم بھی جھٹلاتی رہی، اور غرق کی گئی۔ عاد، ثمود اور شعیب علیہ السلام کی قوم۔ سب

تباہ کیے گئے۔لوط علیہ السلام کی قوم بھی بری طرح تباہ کی گئی اور اب آپ کی قوم بھی آپ کا مذاق اڑاتی ہے لیکن پھر بھی آپ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر کہتی ہے کہ بہت قریب تھا کہ ہم لوگ اپنے خداؤں سے پھر جاتے۔آخر گمراہ لوگ آخرت میں اپنی گمراہی کا عذاب دیکھ لیں گے۔

یہ لوگ اپنی خواہش کے بندے ہیں۔ یہ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں۔

تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے، سورج کو طلوع کرتا ہے، رات کو پردہ کر دیتا ہے، آرام کے لیے نیند دیتا ہے، اور اٹھنے کے لیے دن کو بناتا ہے۔ ہوائیں بھیجتا ہے، پانی برساتا ہے تاکہ مردہ کھیتی زندہ ہو جائے، چوپائے اور انسان پانی پئیں۔ پھر بھی بہت سے لوگوں نے اللہ کو نہیں پہچانا۔

آپ ؐ کافروں کی بات نہ مانیں، بلکہ ان سے جہاد کریں۔ان لوگوں میں عقل ہوتی تو ہماری قدرت دیکھتے کہ کھاری اور میٹھے پانی کے دو بہتے ہوئے دھارے ایک ہی سمندر میں اکٹھے موجود ہیں، لیکن دونوں کے درمیان ایک نہ دکھائی دینے والا پردہ اور رکاوٹ حائل ہے، جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے۔ان کا پانی الگ الگ رہتا ہے۔

وہی ہے جس نے آدمی کو پیدا کیا، اس کے رشتے بنائے۔کفار تو ایسے معبودوں کی پوجا کرتے ہیں جو ان کا برا بھلا کچھ نہیں کر سکتے اور آپ ؐ تو خوش خبری اور ڈر سنانے والے ہیں۔آپ ؐ اللہ پر بھروسہ کریں، جو ہمیشہ زندہ ہے اور وہی اپنے بندوں کے لیے کافی ہے۔آسمانوں اور زمین کے خالق اور رحمٰن کو سجدہ کرنا چاہیے، جو مشرکین نہیں کرتے اور وہ اعراض کرتے ہیں۔

اللہ نے آسمان میں برج بنائے، سورج اور چاند بنائے، رات اور دن بنائے۔ ہر اس شخص کے لیے جو سبق لینا چاہیے یا شکر گزار ہونا چاہے۔

رحمٰن کے پسندیدہ اور اصلی بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں، اور جاہل ان کے منہ آئیں تو انہیں سلام کہہ کے ان سے جان چھڑا لیتے ہیں۔جن کی راتیں اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں بسر ہوتی ہیں۔ یہ عبادت ان میں تکبر پیدا نہیں کرتی، بلکہ وہ جہنم کے جان لیوا عذاب سے بچنے کے لیے بڑی عاجزی سے دعائیں کرتے ہیں۔

جو نہ تو فضول خرچ ہوتے ہیں اور نہ کنجوس، بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں، اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہیں مانتے، اور کسی انسان کو ناحق قتل نہیں کرتے، اور نہ زنا ہی کے مرتکب ہوتے ہیں، یہ

کام جو کرے گا، اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا۔ قیامت کے روز اس کو مقرر عذاب دیا جائے گا، اور اس میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑے رہیں گے، لیکن جو سچی توبہ کر لے گا، اور ایمان لانے کے بعد نیک اعمال کرے گا، ایسے لوگوں کے گناہوں کو بھی اللہ نیکیوں میں بدل دے گا۔

رحمٰن کے بندے جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے، کسی بے ہودہ اور لغو محفل سے ان کا گزر ہو تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔ جب انہیں اللہ کی آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو اس پر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کو ٹھنڈک دے، اور ہم کو پرہیز گاروں کا لیڈر بنا۔

یہ لوگ اپنے صبر کا پھل منزلِ بلند کی شکل میں پائیں گے، جنت میں آداب و تسلیمات سے ان کا استقبال ہوگا۔ وہ ہمیشہ وہاں رہیں گے۔ وہ کیا ہی اچھا ٹھکانہ اور مقام ہے!

اے محمدؐ! لوگوں سے کہو: ''میرے رب کو تمہاری کیا حاجت پڑی ہے کہ تم ضرور اسے پکارو، وہ تو بے نیاز ہے۔ اب کہ تم نے جھٹلا دیا ہے۔ تو عنقریب وہ سزا پاؤ گے کہ جان چھڑانی محال ہوگی۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۹، رکوع ۵ تا ۸......سورۃ الشعراء، آیات ۱ تا ۶۸﴾

ابھی ہم نے سورۂ شعراء کا آغاز کیا ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جو ۱۱ رکوع اور ۲۲۷ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کی آیت نمبر ۲۲۴ کی عبارت الشعرآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوُوْنَ سے اس سورۃ کا نام لیا گیا۔ اس سورۃ کا زمانہ نزول مکہ کا وسطی دور ہے۔ یہ سورۃ حضرت عمرؓ کے قبولِ اسلام سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ ان دنوں کفار مکہ کی مخالفت زوروں پر تھی، اور حضورؐ کا ہر طرح سے مذاق اڑانا اور جھٹلانا ان کا مشغلہ تھا۔ یہاں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی برگزیدہ نبیوں کے واقعات یاد دلا کر تسلی دی گئی ہے کہ آپ دل شکستہ نہ ہوں، اللہ کی مدد آپ کے ساتھ ہے۔ فرمایا:

ط، س، م۔ یہ آیات جو اس سورۃ میں پیش کی جا رہی ہیں، اس کتاب کی آیات ہیں، جو اپنا مدعا صاف صاف کھول کر بیان کرتی ہے، جسے پڑھ کر یا سن کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس چیز کی طرف بلاتی ہے، ماننا یا نہ ماننا الگ بات ہے، مگر کوئی شخص یہ بہانہ کبھی نہیں بنا سکتا کہ اس کتاب کی تعلیم اس کی سمجھ میں نہیں آئی، اور وہ اس سے یہ معلوم ہی نہ کر سکا کہ وہ اس کو کیا چیز چھوڑنے اور کیا

اختیار کرنے کی دعوت دے رہی ہے۔مزید یہ کہ اس کتاب کی زبان، اس کا بیان، اس کے مضامین، اس کے پیش کردہ حقائق اور اس کے حالاتِ نزول، سب کے سب صاف صاف دلالت کر رہے ہیں کہ یہ خداوندِ عالم ہی کی کتاب ہے۔

اے محمدؐ! شاید تم اس غم میں اپنی جان کھودو گے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ ہم چاہیں تو آسمان سے ایسی نشانی نازل کر سکتے ہیں کہ ان کی گردنیں اس کے آگے جھک جائیں۔

ان لوگوں کے پاس رحمٰن کی طرف سے جو بھی نصیحت آتی ہے، یہ اس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ اب تو یہ جھٹلا رہے ہیں، لیکن عنقریب ان کو اس چیز کی حقیقت معلوم ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے ہیں۔

کیا انہوں نے کبھی زمین پر نگاہ نہیں ڈالی کہ ہم کتنی کثیر مقدار میں ہر طرح کے عمدہ نباتات اس میں پیدا کرتے ہیں؟ جستجوئے حق کے لیے کسی کو نشانی کی ضرورت ہو تو آنکھیں کھول کر ذرا اس زمین ہی کی روئیدگی کو دیکھ لے۔ اسے معلوم ہو جائے گا کہ سب کچھ کسی حکیم کی حکمت ہی کا مرہونِ منت ہے۔ مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

یہ لوگ اللہ کی قدرت دیکھتے ہوئے بھی دم بدم کفر کی طرف جا رہے ہیں، اور وحی کا انکار کرتے ہیں۔ اس تکذیب کی وجہ سے جلد ان پر مصیبت آنے والی ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی قوم کی طرف بھیجا گیا تو انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔ میرا سینہ گھٹتا ہے اور زبان نہیں چلتی۔ لہٰذا میرے بھائی ہارونؑ کی طرف بھی رسالت بھیجیں اور مجھ پر ان کے ہاں ایک جرم کا الزام بھی ہے کہ میں نے ایک قبطی کو مار دیا تھا۔ اس لیے بھی ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔

اللہ پاک نے دونوں بھائیوں کو رسول بنا کر فرعون کے پاس بھیجا، اور انہوں نے قوم بنی اسرائیل کے آزاد کرنے کے لیے بھی کہا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام پر اپنا احسان جتایا کہ اس نے ان کی پرورش کی تھی۔ پھر بھی انہوں نے اس کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ ایک ہی گھونسے میں مر جائے گا۔ اب میں مدین سے واپس آیا ہوں اور رسول بن کر آیا ہوں۔ فرعون نے کہا کہ تم ایک رب کی پرستش سکھاتے ہو؟ وہ سارے جہانوں کا رب کس

طرح ہو سکتا ہے؟

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے، سب کا رب ہے۔ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا رب ہے، مشرق ومغرب سب کا رب ہے۔ فرعون نے کہا کہ اگر تم نے میرے سوا کسی اور کو خدا ٹھہرایا تو میں تمہیں قید کردوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے پاس روشن نشانیاں اور معجزہ لایا ہوں۔ انہوں نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اژدھا بن گیا اور اپنا یدِ بیضا بھی دکھلایا۔ فرعون اور اس کے سرداروں نے بڑے بڑے جادوگر بلوائے، اور انہیں اپنے تقرب کا لالچ دیا۔ ان جادوگروں نے اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو جادو کے اثر سے اژدھا بنا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ ایسا اژدھا بنا جو ان سب کو نگل گیا۔ وہ سب جادوگر سجدے میں گر پڑے، اور اللہ پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے ان کو دھمکایا کہ تم لوگ میری اجازت کے بغیر اللہ پر ایمان لائے ہو تو میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا، اور سولی پر چڑھا دوں گا۔ ان لوگوں نے کہا: کوئی ہرج نہیں، اب تو ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کا فرعون اور اس کے لشکر نے پیچھا کیا اور انہیں پکڑنا چاہا، تو اللہ نے موسیٰؑ کو وحی فرمائی کہ دریا پر اپنا عصا مارو۔ جب ایسا کیا تو دریا پھٹ گیا، اور اس میں راستے بن گئے۔ اللہ نے موسیٰؑ اور ان کی قوم کو بچالیا، لیکن فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کردیا۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۹، رکوع ۹ تا ۱۲...... سورۃ الشعراء، آیات ۶۹ تا ۱۵۹﴾

نمازِ تراویح میں تلاوت کیے جانے والے اس حصے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ دوسرے نبیوں کی قوموں کا ذکر ہوا ہے۔ یہاں حضرت ابراہیم کی حیات طیبہ کے اس دور کا قصہ بیان ہوا ہے جبکہ نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد شرک وتوحید کے مسئلے پر آپ کی اپنے خاندان اور اپنی قوم سے کش مکش شروع ہوگئی تھی۔ فرمایا: انہیں حضرت ابراہیم کا قصہ سناؤ، جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے پوچھا تھا کہ یہ کیا چیزیں ہیں جن کو تم پوجتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کچھ ہستیوں کے بت ہیں جن کی ہم پوجا کرتے ہیں، اور انہی کی سیوا میں لگے رہتے ہیں۔ انہوں نے

پوچھا۔ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انہیں پکارتے ہو؟ کیا یہ تمہیں کچھ نفع یا نقصان بھی پہنچاتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں، بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی کرتے پایا ہے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا: کبھی تم نے آنکھیں کھول کر ان چیزوں کو دیکھا بھی ہے جن کی بندگی تم اور تمہارے پچھلے باپ دادا بجالاتے رہے؟ میں جب غور کرتا ہوں تو مجھے یہ نظر آتا ہے کہ اگر میں ان کی پرستش کروں گا تو میری دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی، میں ان کی عبادت کو محض بے نفع اور بے ضرر ہی نہیں سمجھتا بلکہ الٹا نقصان دہ سمجھتا ہوں۔ میرے تو یہ سب دشمن ہیں، سوائے ایک رب العالمین کے، جس نے مجھے پیدا کیا، پھر میری رہنمائی فرمائی، وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اس سے بڑی حماقت و جہالت اور کیا ہو سکتی ہے، اور اس سے بڑھ کر احسان فراموشی بھی اور کون سی ہو سکتی ہے کہ انسان اس کو چھوڑ کر کسی دوسری ہستی کے آگے سر نیاز جھکائے، اور حاجت روائی و مشکل کشائی کے لیے کسی اور کا دامن تھام لے۔ حضرت ابراہیمؑ فرماتے ہیں کہ وہ مجھے موت دے گا، اور پھر دوبارہ مجھ کو زندگی بخشے گا اور اُسی سے میں امید رکھتا ہوں کہ روزِ جزا میری خطا معاف فرمادے گا۔

اس کے بعد ابراہیمؑ نے دعا کی: اے میرے رب! مجھے حکمت اور فہم عطا کر، اور مجھے صالح لوگوں کے ساتھ ملا اور بعد کے آنے والوں میں مجھے سچی ناموری عطا کر کہ بعد کی نسلیں مجھے خیر کے ساتھ یاد کریں اور مجھے جنت نعیم کے وارثوں میں شامل فرما اور مجھے اس دن رسوا نہ کر جبکہ سب لوگ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، جبکہ نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد، سوائے اس کے کہ کوئی شخص قلب سلیم لیے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو!

اللہ فرماتے ہیں: قیامت کے روز جنت پرہیزگاروں کے قریب لے آئی جائے گی، اور دوزخ بھٹکے ہوئے لوگوں کے سامنے کھول دی جائے گی اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں وہ جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے؟

وہ لوگ پھر پچھتائیں گے، اور کہیں گے ہم کو ظالموں نے بہکایا تھا اور افسوس کہ اب ہمارا کوئی سفارشی نہیں ہے اور اب اگر ہم دنیا میں واپس کر دیے جائیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔

نوح علیہ السلام کی قوم نے بھی ان کو جھٹلایا تھا۔ وہ قوم ان سے کہتی تھی کہ ہم تم پر کیا ایمان لائیں، تمہارے ساتھ تو سب غریب اور کمی لوگ ہیں۔ نوح علیہ السلام نے فرمایا: کہ مجھے ان کے

پیشے سے کیا کام؟ میں ان مسلمانوں کو اپنے پاس سے دور نہیں کر سکتا۔ میں تو اللہ سے ڈرانے والا ہوں۔ اس قوم نے نوح علیہ السلام کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی تو اللہ نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں بچالیا، اور باقیوں کو غرق کر دیا۔

قوم عاد نے بھی ہود علیہ السلام کو جھٹلایا۔ وہ بلندیوں پر چڑھ کر راہ گیروں پر ہنستے اور انہیں پریشان کرتے تھے۔ ہود علیہ السلام نے ان پر کیے جانے والے اللہ کے احسانات جتلائے، لیکن انہوں نے کہا کہ ہم نہیں مانیں گے، خواہ تم نصیحت کر دیا نہ کرو اور تم تو ایسی ہی باتیں کرتے ہو جیسی پہلے کے لوگ کرتے تھے۔

قوم ثمود کو صالح علیہ السلام نے اللہ کی عبادت کے لیے کہا تو ان لوگوں نے بھی جھٹلایا۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں، لہٰذا تم اللہ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہارا یہ عیش دائمی اور ابدی ہے؟ کیا تم یہاں ہمیشہ رہو گے۔ ان باغوں اور چشموں میں، ان کھیتوں اور نخلستانوں میں جن کے خوشے رس بھرے ہیں؟ تم پہاڑ کھود کھود کر فخریہ ان میں عمارتیں بناتے ہو۔ اللہ سے ڈرو، اور میری اطاعت کرو۔

انہوں نے جواب دیا کہ تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے ایک بشر ہی تو ہے، لا کوئی نشانی، اگر سچا ہے۔ صالح نے کہا: اونٹنی نشانی ہے۔ ایک دن تنہا یہ اونٹنی تمہارے کنوؤں اور چشموں کا پانی پیے گی، اور ایک دن ساری قوم کے آدمی اور جانور پانی پئیں گے۔ خبردار! اس کی باری کے دن کوئی شخص پانی لینے کی جگہ پھٹکنے نہ پائے اور اس کو ہرگز نہ چھیڑنا، وگرنہ عذاب میں پھنس جاؤ گے۔

مگر انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ دیں، اور آخر کار پچھتاتے رہ گئے۔ عذاب نے انہیں آ لیا۔ ایک زبردست دھماکہ ہوا، اور اس کے ساتھ ایسا سخت زلزلہ آیا جس نے آن کی آن میں پوری قوم کو تباہ کر کے رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو ہر طرف کچلی ہوئی لاشیں پڑی تھیں، جیسے باڑے کی باڑ میں لگی ہوئی سوکھی جھاڑیاں جانوروں کے قدموں میں پامال ہو کر رہ گئی ہوں، یہ ایک نشانی ہے کہ تیرا رب جہاں رحیم ہے وہاں زبردست بھی ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۹، رکوع ۱۳ تا ۱۵......سورۃ الشعراء، آیات ۱۶۰ تا ۲۲۷﴾

سورہ شعراء کے مضامین تسلسل کے ساتھ جاری ہیں۔قوم ابراہیم، قوم عاد اور قوم ثمود کے تذکرے کے بعد اب قوم لوط کا ذکر ہے، کہ قوم لوط نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، جب ان کے بھائی لوطؑ نے ان سے کہا تھا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہو، لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ دنیا بھر میں تم ہی ایسے لوگ ہو جو شہوت رانی کے لیے مردوں کے پاس جاتے ہو، وگرنہ انسانوں میں کوئی قوم ایسی نہیں بلکہ حیوانات میں بھی کوئی جانور یہ کام نہیں کرتا۔ تم اپنی بیویوں کو چھوڑ دیتے ہو۔ تم لوگ تو حد سے گزر گئے ہو۔

انہوں نے الٹا لوط علیہ السلام کو دھمکی دی کہ ہم تمہیں اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے۔ حضرت لوطؑ نے کہا کہ میں تمہارے کرتوتوں سے بہت کُڑھ رہا ہوں۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ اے پروردگار! مجھے اور میرے اہل وعیال کو ان کی بدکرداریوں سے نجات دے۔

اللہ نے لوط اور ان کے گھر والوں کو بچا لیا۔ باقی ماندہ لوگوں کو تباہ کر دیا۔ حضرت لوطؑ کی بیوی بھی مجرموں کا ساتھ دینے کی پاداش میں عذاب کا شکار بنی۔ اس قوم پر پتھروں کی بارش نازل کی گئی۔

شعیب علیہ السلام کی قوم اصحاب الایکہ نے بھی رسولوں کو جھٹلایا، جب شعیبؑ نے ان سے کہا تھا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ میں اس کام پر تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں۔ میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے۔

کاروبار میں ہیر پھیر نہ کیا کرو، ماپنے کے پیمانے ٹھیک سے بھرا کرو، اور کسی کو گھاٹا نہ دو...... صحیح ترازو سے تولو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو۔ زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو، اور اس ذات کا خوف کرو جس نے تمہیں اور تمہارے باپ دادا کو پیدا کیا ہے۔

انہوں نے کہا: تو محض ایک سحر زدہ آدمی ہے، ہمارے جیسا ایک انسان ہی تو ہے۔ ہم تو تجھے بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اگر تو سچا ہے تو آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرا دے۔

شعیب علیہ السلام نے فرمایا: عذاب نازل کرنا میرا کام نہیں۔ یہ تو اللہ رب العالمین کے اختیار میں ہے، اور وہ تمہارے کرتوت دیکھ ہی رہا ہے۔ اگر وہ تمہیں عذاب کا مستحق سمجھے گا تو خود نازل فرمادے گا۔

ان لوگوں نے چونکہ آسمانی عذاب مانگا تھا اس لیے اللہ نے ان پر ایک بادل بھیج دیا، اور وہ چھتری کی طرح ان پر اس وقت تک چھایا رہا جب تک بارانِ عذاب نے ان کو بالکل تباہ نہ کر دیا۔ اس چھتری والے دن کا عذاب بڑے ہی خوفناک دن کا عذاب تھا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے۔ مگر ان میں سے اکثر ماننے والے نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب زبردست بھی ہے اور رحیم بھی۔

ان تمام نبیوں کے قصے بیان کر کے اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی اپنے رسولوں کو سخت تکلیفیں پہنچائیں، اور پے در پے اعتراضات سے زچ کر دیا۔ آخر کار اللہ کا عذاب آیا، اور یہ تمام قومیں تباہ کر دی گئیں۔

اب بتایا گیا ہے کہ یہ قرآن تو اللہ نے جبریل علیہ السلام کے ذریعے صاف عربی زبان میں صرف اس لیے نازل کیا ہے کہ اہل عرب اور باقی دنیا کے تمام انسان اس سے ہدایت حاصل کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بنی اسرائیل کی دینی کتب میں واضح طور پر موجود ہے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ یہ اللہ کا عذاب دیکھ نہ لیں۔ پھر جب بے خبری میں ان پر عذاب آجاتا ہے تو کہتے ہیں کہ کیا اب ہمیں کچھ مہلت مل سکتی ہے؟ تو کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟

اگر ہم انہیں برسوں تک عیش کرنے کی مہلت بھی دے دیں تو ان پر ایک دن عذاب ضرور آجائے گا۔ وہ سامانِ زیست جو ان کو ملا ہوا ہے، ان کے کس کام آئے گا؟

ہم نے کبھی بھی کسی بستی کو اس وقت تک ہلاک نہیں کیا جب تک ہم نے کوئی خبردار کرنے والا اور نصیحت کرنے والا نہ بھیجا ہو۔ جب انہوں نے خبردار کرنے والوں کی تنبیہ اور نصیحت قبول نہ کی تب انہیں ہلاک کیا۔ ان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔

اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ، وگرنہ تم بھی عذاب پانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

اپنے قریبی رشتہ داروں کو اللہ سے ڈراؤ اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری

پیروی کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔ اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ ہوں۔ اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو جو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گزار لوگوں میں تم پر نگاہ رکھتا ہے۔

لوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں؟ وہ ہر جعل ساز بدکار پر اترا کرتے ہیں، سنی سنائی باتیں کانوں میں پھونکتے ہیں، ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ رہے شاعر، تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ ہی چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں، اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اللہ کو کثرت سے یاد کیا، وہ بے شک فلاح پائیں گے، اور ظلم کرنے والوں کو عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انجام سے دوچار ہوتے ہیں۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۱۹، رکوع ۱۶ تا ۱۹......سورۃ النمل، آیات ۱ تا ۵۹﴾

نمازِ تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورۃ النمل کا آغاز کیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۷ رکوع اور ۹۳ آیات ہیں۔ یہ سورۃ مکہ کے دورِ متوسط میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں وادی النمل یعنی چیونٹیوں والی وادی کا لفظ آیا ہے۔ اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ النمل رکھا گیا ہے۔ یہ سورۃ ۲ خطبوں پر مشتمل ہے۔ پہلا خطبہ آغازِ سورۃ سے چوتھے رکوع تک اور دوسرا خطبہ پانچویں رکوع سے آخر سورۃ تک۔

پہلی ہی آیت میں بتایا گیا کہ قرآن ایک واضح اور روشن آسمانی کتاب ہے، ہدایت اور خوش خبری ہے ایمان والوں کے لیے جو نماز اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ اس قرآن سے کوئی رہنمائی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ لوگ خسارے میں رہنے والے ہیں۔

اس کے بعد تین قسم کے لوگوں کی مثالیں دی گئی ہیں، اور ان کا موازنہ کر کے اوپر دیے ہوئے دعوے کو ثابت کیا گیا ہے، ایک نمونہ فرعون اور اس کی قوم کا ہے۔ جن کی طرف حضرت موسیٰ

کو بھیجا گیا، لیکن انہوں نے اللہ کے رسول کو جھٹلایا۔ اسی طبقہ سے تعلق رکھنے والے قوم ثمود کے سردار اور قوم لوط کے سربراہ تھے۔

دوسرے نمونے کے طور پر حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ کو پیش کیا گیا، جن کو اللہ نے دولت، حکومت اور شان وشوکت سے اس طرح نوازا تھا کہ مکہ کے کفار اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ان سب کے باوجود، چونکہ وہ خدا سے ڈرتے تھے اور آخرت پر یقین رکھتے تھے اس لیے ان کے اندر خدا خوفی پیدا ہو گئی تھی، اور تکبر بالکل نہ تھا۔ وہ ہر وقت اپنے رب کے سامنے عبودیت کا اظہار کرتے ہوئے اللہ کی پوری طرح اطاعت کرتے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤدؑ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ وہ حضرت داؤدؑ کے جانشین ہوئے، اور تقریباً چالیس سال تک فرمانروا رہے۔ انہیں پرندوں کی بولیاں سکھائی گئیں، اور ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا گیا۔ ان کے لیے جن، انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے، اور وہ پورے ضبط میں رکھتے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ وہ ان کے ساتھ کوچ کر رہے تھے کہ وادی نمل سے گزرے، جہاں چیونٹیوں کا جم غفیر تھا۔ ان میں سے ایک چیونٹی نے کہا: اے چیونٹیو! اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں کچل ڈالیں اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

سلیمانؑ اس کی بات پر مسکرائے اور ہنس پڑے، اور بولے: اے میرے رب! جو عظیم الشان قوتیں اور قابلیتیں تو نے مجھے دی ہیں ان پر مجھے قابو میں رکھ کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کرتا رہوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا ہے، اور ایسا عملِ صالح کروں جو تجھے پسند آئے، اور اپنی رحمت سے مجھ کو صالح بندوں میں داخل کر۔

ایک اور موقع پر سلیمانؑ نے پرندوں کا جائزہ لیا، اور کہا کیا بات ہے کہ میں فلاں ھد ھد کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے؟ میں اسے سخت سزا دوں گا یا ذبح کر دوں گا، ورنہ اسے میرے سامنے معقول وجہ پیش کرنی ہوگی۔

کچھ زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ ھد ھد آ گیا، اور اس نے آ کر کہا: میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں۔ میں سبا کے متعلق یقینی معلومات لے کر آیا ہوں۔ میں نے وہاں ایک عورت دیکھی، جو اس قوم کی حکمران ہے۔ اس کو ہر طرح کا سروسامان بخشا گیا ہے، اور

اس کا تخت بڑا عظیم الشان ہے، اور اس کی قوم اللہ کے بجائے سورج کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ شیطان نے انہیں صراط مستقیم سے بھٹکا دیا ہے۔

سلیمان نے کہا: ابھی ہم دیکھ لیتے ہیں کہ تو نے سچ کہا یا جھوٹ۔ میرا یہ خط اس قوم کی طرف لے جا، اور پھر الگ ہٹ کر دیکھ کہ وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتے ہیں۔ ملکہ بولی: اے اہل دربار! میری طرف ایک بڑا اہم خط پھینکا گیا ہے، وہ سلیمان کی جانب سے ہے، اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کیا گیا ہے۔ مضمون یہ ہے کہ میرے مقابلے میں سرکشی نہ کرو، اور مسلم ہو کر میرے پاس حاضر ہو جاؤ، ملکہ نے اہل دربار سے مشورہ چاہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم طاقتور اور لڑنے والے لوگ ہیں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ خود دیکھ لیں، ملکہ نے کہا کہ جنگیں تو ملکوں کو تباہ اور عزت والوں کو ذلیل کر دیتی ہیں۔ میں ان لوگوں کی طرف ایک ہدیہ بھیجتی ہوں۔

چنانچہ ملکہ نے تحفے تحائف دے کر اپنا قاصد بھیجا۔ آپ نے وہ سب تحائف واپس کر دیے، اور فرمایا کہ ایسے مال سے بہت بہتر مجھے اللہ نے دے رکھا ہے، یعنی دین اور نبوت۔ ہم تو تم سے توحید کا اقرار چاہتے ہیں۔ قاصد واپس چلا گیا۔

سلیمان نے کہا: اے اہل دربار! تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لاتا ہے؟ علم رکھنے والوں میں سے ایک نے پلک جھپکنے سے پہلے ملکہ کا تخت سلیمانؑ کے سامنے رکھ دیا۔

ملکہ نے آپ کے محل کی آئینہ بندی کی ہوئی زمین کو پانی سمجھا۔ اس نے جو دیکھا تو سمجھی کہ پانی کا حوض ہے۔ اور اترنے کے لیے اس نے اپنے پائنچے اٹھا لیے۔ سلیمانؑ نے کہا: یہ شیشے کا چکنا فرش ہے۔ اس پر وہ پکار اٹھی: اے میرے رب! آج تک میں اپنے نفس پر ظلم کرتی رہی، مگر اب میں نے سلیمانؑ کے ساتھ اللہ رب العالمین کی اطاعت قبول کر لی۔

یہ نہایت اعلیٰ قسم کا کردار ہے، جسے تیسرے نمونے کے طور پر پیش کیا گیا۔ پھر قوم ثمود کے ۹ آدمیوں کی سازش کا ذکر ہے، جو انہوں نے صالح کے قتل کے لیے تیار کی تھی لیکن وہ سازش کامیاب نہ ہوئی، اور قوم تباہ کر دی گئی۔

قوم لوط کی بدکاریوں اور ان کی تباہی کا ذکر بھی آیا ہے۔

............☆☆☆............

......سترھویں ویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲۰، رکوع ۱تا۴......سورۃ النمل، آیات ۶۰ تا ۹۳﴾

معزز حاضرین اور خواتین اسلام!

آج ۱۷ویں تراویح میں ہم نے بیسویں پارے کا آغاز کیا ہے، جہاں سے سورۃ النمل کی دوسری تقریر شروع ہو رہی ہے۔ پانچویں رکوع کی پہلی ہی آیت میں فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ وہ ان معبودوں سے، جنھیں یہ لوگ اللہ کا شریک بنا رہے ہیں، بہت بلند و بالا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ ان سے پوچھیں: بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اور تمہارے لیے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے وہ خوشنما باغ اگائے جن کے درختوں کو اگانا تمہارے بس میں نہ تھا؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی ان کاموں میں شریک ہے؟ نہیں بلکہ یہی لوگ راہِ راست سے ہٹ کر چل رہے ہیں۔

وہ کون ہے جس نے زمین کو جائے قرار بنایا، اور اس کے اندر دریا رواں کیے؟ اور اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں، اور پانی کے ذخیروں کے درمیان پردے حائل کر دیے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ان کاموں میں شریک ہے؟ نہیں، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نادان ہیں۔

کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے، جب وہ اسے پکارے؟ اور کون اس کی تکلیف رفع کرتا ہے؟ اور کون ہے جو تمھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی یہ کام کرنے والا ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔

اور وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تم کو راستہ دکھاتا ہے؟ اور کون اپنی رحمت کے آگے ہواؤں کو خوش خبری لیے ہوئے بھیجتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا بھی یہ کام کرتا ہے؟ بہت بالا و برتر ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

اور کون ہے جو خلق کی ابتدا کرتا ہے، اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور کون تم کو آسمان و زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی ان کاموں میں حصہ دار ہے؟

اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ دوسرے جن کے متعلق یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ عالم الغیب ہیں، ان بیچاروں کو تو یہ بھی علم نہیں کہ کب قیامت کی وہ گھڑی آئے گی، جب اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ اٹھا کھڑا کرے گا بلکہ آخرت کا تو علم ہی ان لوگوں سے گم ہو گیا ہے۔ یہ اندھوں کی طرح شک میں پڑے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا قبروں میں مٹی بن چکے ہوں گے تو ہمیں زندہ کیا جائے گا؟ یہ تو ایک افسانوی بات ہے۔ ان سے کہو: ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرموں کا کیا انجام ہو چکا ہے۔

اے نبیؐ! ان کے حال پر رنج نہ کرو، اور ان کی چالوں پر دل تنگ نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ دھمکی کب پوری ہوگی، اگر تم سچے ہو؟ کہو: کیا عجب کہ جس عذاب کے لیے تم جلدی مچا رہے ہو اس کا ایک حصہ تمہارے قریب ہی آ لگا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب تو لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے، مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

بلاشبہ تیرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے سینے اپنے اندر چھپائے ہوئے ہیں، اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ آسمان اور زمین کی کوئی پوشیدہ چیز ایسی نہیں جو ایک واضح کتاب میں لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔ قرآن بنی اسرائیل کی تمام اختلافی باتوں کی تصحیح بھی کرتا ہے اور یہ مسلمانوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ آپ اللہ پر بھروسہ کریں۔ کفار مردے اور بہرے ہیں کہ آپ کی بات نہیں سنتے اور آپ ایسے اندھوں کی کہاں تک رہبری فرمائیں گے؟

جب قیامت قریب آ جائے گی تو زمین سے ایک جانور نمودار ہوگا، جو کلام بھی کرے گا کہ تم لوگوں کو یقین نہیں ہوتا تھا۔ قیامت میں ہر گروہ کے وہ لوگ بھی ہوں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ وہاں ان سے کچھ نہ بن پڑے گا۔

کیا ان کو سجھائی نہ دیتا تھا کہ ہم نے رات ان کے لیے سکون حاصل کرنے کو بنائی تھی اور دن کو روشن کیا تھا؟ یہ ان نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔

اور کیا گزرے گی جب صور پھونکا جائے گا، اور زمین و آسمان کی ہر چیز ہول کھا جائے گی، سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ بچانا چاہے گا۔ یہ بلند و بالا اور مضبوط پہاڑ بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔ جو شخص بھلائی لے کر آئے گا اسے زیادہ بہتر صلہ ملے گا اور جو برائی لیے ہوئے آئے گا، ایسے سب لوگ اوندھے منہ آگ میں پھینکے جائیں گے کیا تم لوگ اس کے سوا کوئی اور جزا

پا سکتے ہو کہ جیسا کرو ویسا بھرو؟

اے محمدؐ! ان سے کہو: مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے رب کی بندگی کروں جس نے اسے حرم بنایا ہے، اور جو ہر چیز کا مالک ہے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلم بن کر رہوں، اور یہ قرآن پڑھ کر سناؤں۔ اب جو ہدایت اختیار کرے گا اپنے ہی بھلے کے لیے کرے گا اور جو گمراہ ہو گا اس سے کہہ دو کہ میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں۔

ان سے کہو: تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا، اور تم انہیں پہچان لو گے۔ تیرا رب بے خبر نہیں ان اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۰، رکوع ۴ تا ۶ ...... سورۃ القصص، آیات ۱ تا ۲۸﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ القصص کا آغاز کیا ہے۔ یہ سورۃ بھی مکی ہے۔ اس میں ۹ رکوع اور ۸۸ آیات ہیں۔

لغت کے اعتبار سے قصص کے معنی ترتیب وار واقعات بیان کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس سورۃ میں حضرت موسیٰ کا قصہ پوری تفصیل سے شروع سے لے کر آخر تک، بیان کیا گیا ہے، اس لیے اس کا نام القصص رکھا گیا۔ یہ سورۃ پچھلی دو سورتوں الشعراء اور النمل کے ساتھ ہی نازل ہوئی۔ اس لیے اس کا موضوع بھی وہی ہے: یعنی، کفار اور مشرکین کے اعتراضات کا جواب اور توحید کی طرف دعوت۔

اس سورۃ میں حضرت موسیٰ و فرعون کے واقعے کو دلیل کے طور پر رسولِ اکرمؐ اور اہل مکہ کے درمیان کش مکش پر چسپاں کیا گیا ہے۔

ط۔ س۔ م۔ یہ کتاب مبین کی آیات ہیں۔ ہم موسیٰ و فرعون کا کچھ حال ٹھیک ٹھیک تمہیں سناتے ہیں، ایسے لوگوں کے فائدے کے لیے جو ایمان لے آئیں۔

فرعون کو اس کے کاہنوں نے بتایا تھا کہ قوم بنی اسرائیل میں اس سال ایک ایسا لڑکا پیدا ہو گا جو اس کے اقتدار کو ختم کر دے گا۔ اس لیے اس نے اس قوم کے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دے دیا تھا، اور بچیوں کو خدمت کے لیے زندہ رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ پاک کی مرضی ہوئی کہ وہ ان کاہنوں

کے سوچنے کے مطابق ہی ان کو دکھلا دے کہ قوم بنی اسرائیل میں سے موسیٰ علیہ السلام کس طرح فرعون، ہامان اوران کے لشکروں کی تباہی کے موجب بنتے ہیں۔ چنانچہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام فرمایا کہ وہ ان کو دودھ پلاتی رہیں اور جب انہیں اندیشہ ہو کہ اب موسیٰ کی ولادت کا حال پوشیدہ نہ رہ سکے گا تو ان کو دریا میں ڈال دیں اور بالکل نہ ڈریں، کیونکہ اللہ پاک ان کو واپس پہنچادے گا، اوران کو اپنا رسول بنائے گا۔

پھران کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان کو صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیں، اوراس صندوق کو دیکھیں کہ کہاں جاتا ہے، اور کیا حاصل ہوتا ہے۔

آخر فرعون کے گھر والوں نے وہ صندوق دریا سے باہر نکال لیا، اور محل میں لے آئے۔ فرعون کی بیوی نے اس سے کہا کہ یہ بچہ بڑا پیارا ہے۔ اسے قتل نہ کر۔ یہ تیری اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتا ہے اور شاید ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں۔

پھر یہ طے ہوا کہ کوئی اسے دودھ پلانے والی اور پرورش کرنے والی تلاش کی جائے۔ موسیٰ کے پاس جتنی دائیاں آئیں ان میں سے انہوں نے کسی کا دودھ نہیں پیا۔ ان کی بہن جو صندوق کا پیچھا کرتے کرتے وہاں تک پہنچی تھیں، محل کی عورتوں سے کہنے لگیں کہ کیا میں کسی مناسب عورت کو لاؤں جن کا وہ دودھ پی سکیں؟ چنانچہ اللہ پاک نے ان کی والدہ کو ان کے پاس بھیج دیا، تاکہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ہو، اور غم نہ رہے۔ پھر جب وہ جوان ہوئے اور زور آور ہوئے تو انہوں نے ایک قبطی کو گھونسا مارا، جو ایک مظلوم اسرائیلی کو مار رہا تھا۔ وہ قبطی مر گیا۔ موسیٰ علیہ السلام کو بڑا افسوس ہوا کہ یہ کام شیطان کی طرف سے ہوا ہے اور انہوں نے اللہ سے توبہ کی۔

دوسرے دن انہوں نے دیکھا کہ وہی اسرائیلی ایک قبطی سے جھگڑ رہا ہے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: تو ہی شریر معلوم ہوتا ہے۔ ٹھہر میں تجھے بتاتا ہوں۔ آپ نے ان کو روکنے کے لیے ہاتھ اٹھایا تو اسرائیلی سمجھا کہ مجھے مارنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ ان کا تو ایک ہی مکہ کافی ہوتا ہے۔ اس لیے وہ چیخ اٹھا کہ کیا کل کی طرح آج بھی کسی کو مارنے کا پروگرام ہے؟ اتنے میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ فرعون کے سرداروں نے تمہارے قتل کا پروگرام بنایا ہے۔ اس لیے یہاں سے نکل جاؤ۔

اس طرح موسیٰ علیہ السلام وہاں سے چلے گئے، اور اللہ سے محافظت چاہتے رہے۔

آخر کار آپ مدین شہر کے کنارے ایک کنویں پر پہنچے، جہاں کچھ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ دو عورتیں ان سے ہٹ کر بیٹھی تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ جب یہ لوگ چلے جاتے ہیں تب ہم حوض میں بچے ہوئے پانی سے اپنے جانوروں کو پلاتے ہیں۔ ہم خود پانی نہیں کھینچ سکتیں۔ ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں، جو یہاں نہیں آسکتے۔ موسیٰ علیہ السلام کو رحم آیا، اور انہوں نے ان کے جانوروں کو پانی پلا دیا، اور ایک درخت کے نیچے آرام کرنے لگے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ان دونوں میں سے ایک عورت شرماتی ہوئی موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی، اور کہا کہ میرے والد نے آپ کو بلایا ہے تاکہ آپ کو اس پانی پلانے کی اجرت دیں۔ موسیٰ علیہ السلام اس بزرگ کے پاس پہنچے، اور اپنا سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے فرمایا: گھبراؤ نہیں۔ اللہ نے تم کو ظالم قوم سے نجات دے دی۔

پھر ان عورتوں میں سے ایک نے اپنے والد کو مشورہ دیا کہ اس نو وارد کو آپ ملازم رکھ لیں، کیونکہ آپ بہت بوڑھے ہیں، اور جانوروں وغیرہ کے چرانے میں آپ کو دقت ہوتی ہے۔

انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں اپنی ان لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ کر دوں گا، اور مہر کے طور پر آٹھ سال تمہیں بکریاں چرانی ہوں گی اور اگر دس سال چراؤ تو زیادہ بہتر ہے۔ میں تم پر کوئی سختی نہیں کرنا چاہتا تم انشاء اللہ مجھے نیک آدمی پاؤ گے۔ موسیٰ نے جواب دیا: ٹھیک ہے یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہوگئی، ان دونوں مدتوں میں سے جو بھی پوری کروں، اس کے بعد پھر کوئی زیادتی مجھ پر نہ ہو اور جو کچھ قول و قرار ہم کر رہے ہیں، اللہ اس پر نگہبان ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۰، رکوع ۷ تا ۹......سورۃ القصص، آیات ۲۹ تا ۶۰﴾

سورۃ القصص میں بیان کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ تسلسل کے ساتھ جاری ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ کے بجائے دس سال کی مدت پوری کر دی، اور پھر وہ اپنے اہل وعیال کو لے کر واپس مصر کی جانب چل دیے۔ راستے میں کوہِ طور کی جانب انہیں آگ نظر آئی۔ انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا ٹھہرو۔ میں نے ابھی یہاں آگ دیکھی ہے۔ ضرور یہاں کچھ

لوگ رہتے ہوں گے۔ میں ان سے معلومات بھی لے آؤں، اور آگ کا ایک انگارہ بھی اٹھالاؤں جس سے مزید آگ جلا کے تم اپنی سردی دور کر سکو۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو وادی کے داہنے کنارے پر اس خطے میں، جو نورِ تجلی سے روشن ہو رہا تھا، ایک درخت سے آواز آئی:

اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں۔ سارے جہانوں کا مالک۔ اپنی لاٹھی پھینک دے۔

جونہی موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی پھینکی تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سانپ بن کر بل کھا رہی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام پیٹھ پھیر کر بھاگے، اور انہوں نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

پھر آواز آئی: موسیٰ! پلٹ آ، اور خوف نہ کر۔ تو بالکل محفوظ ہے: اپنا ہاتھ گریبان میں ڈال۔ وہ بغیر کسی تکلیف کے چمکتا ہوا نکلے گا۔ جب کبھی تمہارے دل میں خوف پیدا ہو تو اپنا بازو بھینچ لینا اس سے تمہارا دل قوی ہو جائے گا، اور رعب و دہشت کی کوئی کیفیت تمہارے اندر باقی نہ رہے گی۔

یہ دونوں معجزے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس لیے دکھائے گئے کہ اول تو انہیں خود پوری طرح یقین ہو جائے کہ فی الواقع وہی ہستی ان سے مخاطب ہے جو کائنات کے پورے نظام کی خالق و مالک اور فرماں روا ہے۔ دوسرے وہ ان معجزوں کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں کہ جس عظیم الشان مشن پر انہیں فرعون کی طرف بھیجا جا رہا ہے اس کا سامنا کرنے کے لیے وہ بالکل نہتے نہیں، بلکہ دو زبردست ہتھیار بھی ان کے پاس ہیں۔

فرعون اور اس کے درباریوں کے سامنے پیش کرنے کے لیے تمہارے رب کی طرف سے یہ دو روشن نشانیاں ہیں۔ یہ نشانیاں لے کر فرعون کے پاس جاؤ، اور اللہ کے رسول کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کر کے اسے اور اس کے سرداروں کو اللہ رب العالمین کی اطاعت و بندگی کی طرف دعوت دو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پروردگار! میں تو ان کا ایک آدمی قتل کر چکا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے پہنچتے ہی کسی بات چیت اور ادائے رسالت کی نوبت آنے سے پہلے ہی وہ لوگ مجھے الزامِ قتل میں گرفتار کر لیں، یا پھر مار ہی ڈالیں۔ میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ زبان آور ہے۔ اسے میرے ساتھ مددگار کے طور پر بھیج تاکہ وہ میری تائید کرے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔ اللہ نے فرمایا: ہم تیرے بھائی کے ذریعہ تیرا ہاتھ مضبوط کریں گے، اور تم دونوں کو ایسی سطوت بخشیں گے کہ وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ غالب تم ہی رہو گے۔

پھر جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہماری کھلی کھلی نشانیاں لے کر پہنچے تو انہوں نے کہا: یہ تو بناوٹی جادو ہے اور یہ باتیں تو ہم نے اپنے باپ دادا کے زمانے سے کبھی سنی ہی نہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تو مجھے ساحر اور افتراء پرداز قرار دیتا ہے لیکن میرا رب میرے حال سے خوب واقف ہے، وہ جانتا ہے کہ جو شخص اس کی طرف سے رسول مقرر کیا گیا ہے وہ کیسا آدمی ہے اور آخری انجام کا فیصلہ اسی کے ہاتھ میں ہے۔ میں جھوٹا ہوں تو میرا انجام برا ہوگا، تُو جھوٹا ہے تو پھر خوب جان لے کہ تیرا انجام اچھا نہیں ہے۔ بہر حال، یہ حقیقت اپنی جگہ اٹل ہے کہ ظالم کے لیے فلاح نہیں ہے۔

فرعون نے کہا: اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا تمہارے کسی خدا کو نہیں جانتا۔ ہامان! ذرا اینٹیں پکوا کر میرے لیے ایک اونچی عمارت تو بنوا، کہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں۔ میں تو اسے جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔

فرعون نے بحث کی، مذاق اڑایا، جھٹلایا اور اللہ کے مقابلے میں تکبر، ظلم وفساد اور انکار پر مُصر رہا تو پھر اللہ نے اس کو اور اس کے لشکر کو غرق کر دیا۔ اس دنیا میں بھی اس پر لعنت ہے، اور آخرت میں بھی اس کا بُرا حال ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی گئی۔

اے میرے محبوبﷺ! آپ کو ہم نے مکہ میں بھیجا، اور یہ لوگ بھی فرعونیوں کی طرح انکار کر رہے ہیں۔ آپ فرمادیں کہ لے آؤ تم قرآن اور تورات سے زیادہ ہدایت والی کتاب، اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر یہ آپ کا فرمانا قبول نہ کریں تو سمجھ لیجئے کہ یہ لوگ اپنی خواہش کے بندے ہیں اور ظالموں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا۔

قرآن غور وفکر اور سمجھنے کے لیے نازل ہوا ہے۔ اہل کتاب اس پر ایمان لے آئیں تو ان کو دو گنا ثواب ملے گا کہ یہ تورات اور انجیل پر بھی عمل کرتے تھے اور قرآن نازل ہوا تو اس پر بھی عمل کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

مکہ میں رہنے والوں کو ہم نے امن اور ہر طرح کا آرام دیا، لیکن ایسے بھی ہیں جو ایمان نہیں لاتے۔

بہت سی بستیاں ایسی تھیں جو اپنی خوشحالی پر اتراتی تھیں۔ آج وہ سب کھنڈر ہیں، اور ان میں بسنے والا کوئی نہیں۔ اللہ کبھی کسی شہر کو تباہ نہیں کرتا جب تک کہ وہاں پہلے ہدایت دینے والا نہ بھیجا

جائے، جس کی تکذیب کرنے سے ہی وہ شہر تباہ کیا جاتا ہے۔ جو چیز تمہیں یہاں دی جاتی ہے وہ محض دنیا کی متاع اور سنگھار ہے، جبکہ اللہ کے یہاں خیر اور باقی رہنے والا آرام ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۰، رکوع ۱۰ تا ۱۲ ...... سورۃ القصص، آیات ۶۱ تا ۸۸﴾

نمازِ تراویح کے اس حصہ میں ہم نے سورۃ القصص کے آخری حصے کی تلاوت سماعت کی ہے، جس میں اللہ نے فرمایا ہے کہ مومن اور کافر کا انجام ایک جیسا نہیں ہوگا، اور نہ قیامت کے دن وہ معبود کام آئیں گے جن کو کفار پوجتے رہے۔

قیامت کے دن ان سے پوچھا جائے گا کہ آج کہاں ہیں وہ معبود جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے؟ پکارو اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو۔ یہ انہیں پکاریں گے مگر وہ ان کو کوئی جواب نہ دیں گے، اور تب یہ لوگ عذاب دیکھ لیں گے۔ اس دن ان سے یہ بھی پوچھا جائے گا کہ جو رسول تمہاری طرف بھیجے گئے تھے انہیں تم نے کیا جواب دیا تھا؟ اس وقت انہیں کوئی جواب نہ سوجھے گا، اور نہ یہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ ہی سکیں گے۔ البتہ جس نے آج دنیا میں توبہ کر لی، اور نیک عمل کیے وہی یہ توقع کرسکتا ہے کہ وہاں فلاح پانے والوں میں ہوگا۔

اللہ پاک ہے اور بہت بالاتر ہے اس شرک سے جو لوگ کرتے ہیں۔ وہ دلوں کے بھید، ظاہر و باطن، سب جانتا ہے وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اللہ ہی کے لیے حمد ہے، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ فرماں روائی اسی کی ہے، اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو۔

ذرا سوچو تو سہی کہ اگر اللہ رات کو دن میں نہ بدلے بلکہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لیے رات طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے؟ اور اگر اسی طرح وہ قیامت تک دن طاری کر دے تو وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے سکون کے لیے رات لا سکے؟ کیا تم کو سوجھتا نہیں ہے؟ یہ اسی کی رحمت ہے، شاید کہ تم شکر گزار بنو اور کوئی نہیں جو اس کا شریک ہو سکے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ایک امیر ترین شخص قارون کا ذکر کیا گیا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ بنی اسرائیل میں سے ہونے کے باوجود فرعون کے ساتھ جا ملا تھا، اور اس

کا مقرب بن کر اس حد تک پہنچ گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے مقابلے میں فرعون کے بعد مخالفت کے جو دو سب سے بڑے سرغنے تھے ان میں سے ایک یہی قارون تھا۔

قارون اپنی قوم سے باغی ہو کر اس دشمن طاقت کا پٹھو بن گیا تھا جو بنی اسرائیل کو جڑ سے ختم کر دینے پر تلی ہوئی تھی اور اس قومی غداری کی بدولت اس نے فرعونی سلطنت میں یہ مرتبہ حاصل کر لیا تھا کہ حضرت موسیٰ فرعون کے علاوہ مصر کے جن دو بڑے لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے ان میں سے ایک فرعون کا وزیر ہامان تھا، اور دوسرا یہ اسرائیلی سیٹھ۔ وہ اپنی ہی قوم کے خلاف سرکش ہو گیا اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ ان کی کنجیاں طاقت ور آدمیوں کی ایک جماعت مشکل سے اٹھا سکتی تھی۔

ایک دفعہ جب اس کی قوم کے لوگوں نے اس سے کہا کہ اتنی دولت پا کر پھول نہ جا۔ اللہ پھول جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر۔ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے، تُو لوگوں پر احسان کر، زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کر۔ اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔

اس نے کہا کہ یہ سب کچھ تو میں نے اپنی قابلیت سے پایا ہے۔ یہ کوئی فضل نہیں جو استحقاق کے بجائے احسان کے طور پر کسی نے مجھے دیا ہو، اور اب مجھے اس کا شکر یہ اس طرح ادا کرنا ہو کہ جن نااہل لوگوں کو کچھ نہیں دیا گیا ہے انہیں میں فضل و احسان کے طور پر اس میں سے کچھ دوں۔ یا کوئی خیر خیرات اس غرض کے لیے کروں کہ یہ فضل مجھ سے چھین نہ لیا جائے۔

کیا اس کے علم میں یہ بات کبھی نہ آئی تھی کہ اس سے زیادہ دولت و حشمت اور قوت و شوکت والے اس سے پہلے دنیا میں گزر چکے ہیں، اور اللہ نے انہیں آخر کار تباہ و برباد کر کے رکھ دیا؟ اگر قابلیت اور ہنر مندی ہی دنیوی عروج کے لیے کوئی ضمانت ہے تو ان کی یہ صلاحیتیں اس وقت کہاں چلی گئی تھیں جب وہ تباہ ہوئے اور اگر کسی کو دنیاوی عروج نصیب ہونا لازماً اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ اس سے خوش ہے تو پھر ان لوگوں کی شامت کیوں آئی؟ مجرم تو ہمیشہ یہی دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے لوگ ہیں۔ وہ کب مانا کرتے ہیں کہ ان کے اندر کوئی برائی ہے۔ مگر ان کی سزا ان کے اپنے اعتراف پر منحصر نہیں ہوتی۔ انہیں جب پکڑا جاتا ہے تو ان سے پوچھ کر نہیں پکڑا جاتا کہ بتاؤ، تمہارے گناہ کیا ہیں؟

ایک روز وہ اپنی قوم کے سامنے پورے ٹھاٹھ میں نکلا۔ جو لوگ حیاتِ دنیا کے طالب تھے وہ اسے دیکھ کر کہنے لگے: کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑا نصیبے والا ہے۔ مگر جو لوگ علم رکھتے تھے وہ کہنے لگے: افسوس ہے تمہارے حال پر۔ اللہ کا ثواب بہتر ہے اس شخص کے لیے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔ لیکن یہ دولت صرف صبر کرنے والوں ہی کو ملا کرتی ہے۔

آخر کار، ہم نے اسے اور اس کے محل کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر کوئی اس کے حامیوں کا گروہ نہ تھا جو اللہ کے مقابلے میں اس کی مدد کو آتا، اور نہ وہ خود اپنی مدد آپ کر سکا۔

حقیقت یہ ہے کہ آخرت کا گھر (جنت) تو اللہ نے ان لوگوں کے لیے رکھا ہے جو اللہ کے فرماں بردار ہوں، زمین پر تکبر نہ کریں اور نہ فساد پھیلائیں۔

سورۃ کے آخر میں رسول اکرمؐ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ وہ صرف اللہ پر بھروسہ کریں، کیونکہ سوائے اللہ کی ذات کے ہر چیز فانی ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ نمبر ۲۰، رکوع ۱۳ تا ۱۶......سورۃ العنکبوت، آیات ۱ تا ۴۴ ﴾

نمازِ تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورہ العنکبوت کا آغاز کیا ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، ۷ رکوع اور ۶۹ آیات پر مشتمل ہے۔ عنکبوت کے لفظی معنی ہیں مکڑی، یعنی وہ ننھا سا کیڑا جو شکار پکڑنے کے لیے جال یا جالا بنتا ہے۔ یہ جال نہایت کمزور ہوتا ہے۔ آیت نمبر ۴۱ میں یہ لفظ آیا ہے، اور یہی لفظ اس سورۃ کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ اللہ نے مشرکین اور کفار کے تمام منصوبوں کو، جو وہ حق کے خلاف بنا رہے تھے، مکڑی کے جالے سے تشبیہ دی ہے، جو کہ نہایت کمزور ہوتا ہے۔ یہ سورۃ ہجرتِ حبشہ سے کچھ پہلے نازل ہوئی تھی۔

یہ مسلمانوں کے لیے نہایت مصائب کا زمانہ تھا۔ اس سورۃ میں مسلمانوں کو ہجرت کی تلقین کی گئی ہے۔ مکہ معظمہ میں جو شخص بھی اسلام قبول کرتا تھا اس پر آفات اور مصائب و مظالم کا ایک طوفان ٹوٹ پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی ایمانی قوت کو مضبوط کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے، اور ان کو آزمایا نہ جائے گا؟ حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جو ان سے پہلے گزرے

ہیں۔ اللہ کو تو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون......؟ کیا اسلام کی مخالفت کرنے والے اور اسلام قبول کرنے والوں کو اذیتیں دینے والے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ وہ ہم سے بازی لے جائیں گے، اور ہماری گرفت سے بچ کر کہیں بھاگ سکیں گے؟ وہ یہ بڑا غلط اندازہ لگا رہے ہیں۔

جو کوئی اللہ سے ملنے کی توقع رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وہ وقت آنے ہی والا ہے۔

جو شخص بھی مجاہدہ کرے گا، اپنے ہی بھلے کے لیے کرے گا۔ اللہ یقیناً دنیا جہان والوں سے بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک اعمال کریں گے ہم ان کی برائیاں ان سے دور کر دیں گے، اور انہیں ہم بہترین اعمال کی جزا دیں گے۔

اللہ نے انسان کو تاکید کی ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرے لیکن اگر وہ شرک کی طرف بلائیں تو ان کا کہنا ہرگز نہیں ماننا چاہیے۔

بعض لوگ دنیا والوں سے ڈر کر ایمان کو ترک کر دیتے ہیں۔ وہ منافق ہیں۔

کفار یہ بھی لالچ دیتے ہیں کہ مسلمان اگر ہمارے باپ دادا کے طریقے پر چلیں تو ان پر جو بھی مصیبت آئے گی، ہم کفالت کریں گے، اور ان کے گناہ اپنی گردن پر لے لیں گے۔ ایسے لوگ جھوٹے ہیں، اور خود اپنے گناہوں اور دوسروں کو گمراہ کرنے کے گناہوں کا بوجھ انہیں اٹھانا پڑے گا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ سے پہلے نوح علیہ السلام نو سو پچاس سال تک تبلیغ کرتے رہے ہیں، لیکن قوم نے ان کی تکذیب کی اور انہیں ایذا پہنچائی۔ پھر ان لوگوں کو طوفان نے ڈبو دیا، لیکن ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کی کشتی والوں کو بچا لیا، اور اس کشتی کو سارے جہانوں کے لیے ایک نشانی بنا دیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو بت پرستی سے روکا، اور اللہ کی طرف رجوع کرانا چاہا، جو انہیں روزی دیتا ہے۔ لیکن وہ لوگ ان کو جھٹلاتے رہے دراصل رسولوں کا کام صرف تبلیغ ہے۔ کوئی انہیں مانے یا نہ مانے۔ منوانا ان کی ذمہ داری نہیں۔

اللہ کس طرح تخلیق کرتا ہے اور کس طرح دوبارہ پیدا کرے گا، یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے۔ دنیا کی سیر کر کے دیکھو، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جسے چاہے عذاب پہنچائے اور جس پر چاہے رحم فرمائے۔ اس کی طرف سب کو جانا ہوگا۔ نہ دنیا میں تم اس کے قابو سے نکل سکو گے اور نہ

آسمان میں۔ بس وہی تمہارا دوست اور مددگار ہے۔ جو لوگ قرآن اور بعثت پر ایمان نہیں لاتے وہ میری رحمت سے امید نہیں رکھتے۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔

ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ کے وجود کے دلائل دیے تو قوم سے جواب نہ بن پڑا اور ان لوگوں نے قتل کرنے یا جلا دینے کی تجویز کی لیکن اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے بچالیا۔

ابراہیم علیہ السلام نے بت پرستوں کو نصیحت فرمائی کہ ان بتوں کی دوستی بالکل کام نہ آئے گی، بلکہ قیامت کے دن یہ بت بھی اپنے پجاریوں سے بیزاری ظاہر کریں گے اور سردار بھی اپنے ماننے والوں پر لعنت بھیجیں گے، اور وہ اپنے سرداروں پر لعنت بھیجیں گے۔

لوطؑ سب سے پہلے ابراہیمؑ پر ایمان لائے۔ پھر ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے عراق سے شام کی طرف ہجرت فرمائی اور ہم نے اسحٰق، یعقوبؑ اور دوسرے انبیاء ان کی اولاد میں پیدا کیے۔

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کی بے حیائی پر بہت کچھ ملامت کی لیکن ان لوگوں نے اللہ کے عذاب کو دعوت دی۔ عذاب والے فرشتے پہلے ابراہیمؑ کے پاس آئے، اور انہیں ان کے بیٹے اور پوتے کی پیدائش اور نبوت کی بشارت دی۔ پھر لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے، اور انہوں نے پوری قوم کو تباہ کر دیا۔

شعیب علیہ السلام کی قوم بھی اپنے پیغمبر کی تکذیب اور ایذا رسانی کی وجہ سے تباہ کر دی گئی، عاد اور ثمود قومیں بھی انکار اور تکبر کے سبب تباہ کی گئیں۔ قارون، فرعون اور ہامان کے پاس موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے، لیکن انہوں نے بھی تکبر کیا۔ ہم نے ان میں سے کسی پر پتھر برسائے اور کسی کو ہولناک آواز سے تباہ کیا، اور کسی کو زمین میں دھنسا دیا اور کسی کو سیلاب میں غرق کر دیا۔ جن لوگوں نے اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا سرپرست اور مالک بنایا تو گویا انہوں نے اپنے لیے مکڑی کے جالے کا گھر بنایا جو سب سے کمزور گھر ہوتا ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جس چیز کی وہ پوجا کرتے ہیں۔

یہ تمام مثالیں اور واقعات انسانوں کو سمجھانے کے لیے ہیں کہ وہ آسمانوں اور زمین کے بنانے والے کو پہچانیں۔ مسلمانوں کے لیے اس میں اللہ کی توحید و قدرت سمجھنے کے لیے نشانی ہے۔

☆☆☆

......اٹھارویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۱، رکوع ۱ تا ۳......سورۃ العنکبوت، آیات ۴۵ تا ۶۹﴾

خواتین اسلام! معزز حضرات!

آج اٹھارہویں تراویح میں ہم نے اکیسویں پارے کا آغاز کیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: اے نبیؐ! اس کتاب کی تلاوت کرو جو تمہاری طرف وحی کے ذریعے بھیجی گئی ہے۔ نماز قائم کرو، یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر کرو۔ یہ بہت بڑی چیز ہے۔ تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اسے جانتا ہے۔ اہل کتاب سے بڑے عمدہ مہذب اور شائستہ طریقے سے بحث کرو، جس کا مقصد افہام و تفہیم ہو تا کہ جس شخص سے بحث کی جا رہی ہو، اس کے خیالات کی اصلاح ہو سکے۔

ان سے کہو کہ ہم اسی چیز پر ایمان لائے ہیں جو ہماری طرف بھی بھیجی گئی ہے اور تمہاری طرف بھی۔ ہمارا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے، اور ہم سب اسی کے فرمانبردار ہیں۔ قرآن بھی اُسی اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے جس نے توراۃ اور انجیل نازل کی۔ وہ لوگ جان بوجھ کر قرآن اور حضورِ انورؐ کا انکار کرتے ہیں۔ اگر وہ عقل سے کام لیں تو ہرگز قرآن پر شک نہ کریں۔

کفار جو نشانیاں طلب کرتے ہیں تو کیا یہ قرآن بھی ان نشانیوں میں سے نہیں ہے؟ اللہ آپ کی سچائی کا گواہ ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے۔ جو لوگ باطل کو مانتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں، دراصل وہ بڑے ہی گھاٹے میں ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کو پرکھنے کے لیے عذاب طلب کرتے ہیں تو وہ ان کے لیے تیار ہے۔ وہ عذاب ان کو اوپر نیچے سے لپیٹ میں لے لے گا، اور کہا جائے گا: اب چکھو مزا ان کرتوتوں کا جو تم کرتے تھے۔

اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے۔ پس تم میری ہی بندگی بجا لاؤ۔ اگر مکہ میں خدا کی بندگی کرنی مشکل ہو رہی ہے تو ملک چھوڑ کر نکل جاؤ۔ خدا کی زمین تنگ نہیں ہے۔ جہاں بھی تم خدا کے بندے بن کر رہ سکتے ہو وہاں چلے جاؤ۔ تم کو قوم و وطن کی نہیں بلکہ خدا کی بندگی کرنی چاہیے۔ اصل چیز قوم، وطن اور ملک نہیں ہے بلکہ اللہ کی بندگی ہے۔ اگر کسی وقت قوم

و وطن اور ملک کی محبت کے تقاضے اللہ کی بندگی کے تقاضوں سے ٹکرا جائیں تو وہی وقت مومن کے ایمان کی آزمائش کا ہوتا ہے جو سچا مومن ہے وہ اللہ کی بندگی کرے گا، قوم، وطن اور ملک کو لات مار دے گا۔ جو جھوٹا مدعی ایمان ہے وہ ایمان کو چھوڑ دے گا، اور قوم و وطن سے چمٹا رہے گا۔

ایک سچا خدا پرست انسان محبِ قوم و وطن تو ہو سکتا ہے مگر قوم پرست اور وطن پرست نہیں ہو سکتا۔ اس کے لیے خدا کی بندگی ہر چیز سے عزیز تر ہے، جس پر دنیا کی ہر چیز کو وہ قربان کر دے گا، مگر اسے دنیا کی کسی چیز پر قربان نہ کرے گا۔

فرمایا گیا ہے کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے، اور اپنے اللہ کی طرف لوٹ کے جانا ہے، لہٰذا جان کی فکر نہ کرو۔ یہ تو کبھی نہ کبھی جانی ہی ہے، ہمیشہ رہنے کے لیے تو کوئی بھی دنیا میں نہیں آیا ہے، لہٰذا تمہارے لیے فکر کے لائق یہ مسئلہ نہیں کہ اس دنیا میں جان کیسے بچائی جائے، بلکہ اصل لائق فکر مسئلہ یہ ہے کہ ایمان کیسے بچایا جائے، اور خدا پرستی کے تقاضے کس طرح پورے کیے جائیں۔ آخر کار تمہیں پلٹ کر ہماری ہی طرف آنا ہے۔ اگر دنیا میں جان بچانے کے لیے ایمان کھو آئے تو اس کا نتیجہ کچھ اور ہوگا اور ایمان بچانے کے لیے جان کھو آئے تو اس کا انجام جنت الفردوس ہوگا۔ پس فکر جو کچھ بھی کرنی چاہیے وہ اس بات کی ہو کہ ہماری طرف جب پلٹو گے تو کیا لے کر پلٹو گے: جان پر قربان کیا ہوا ایمان، یا ایمان پر قربان کی ہوئی جان؟

جو لوگ ایمان لائے، اور جنہوں نے نیک عمل کیے ان کو ہم جنت کی بلند و بالا عمارتوں میں رکھیں گے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ کیا ہی عمدہ اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے، ان لوگوں کے لیے جو ہر طرح کی مشکلات، مصائب، نقصانات اور اذیتوں کے مقابلے میں ایمان پر قائم رہے، جنہوں نے ایمان لانے کے خطرات کو اپنی جان پر جھیلا، اور جنہوں نے بھروسہ اپنی جائیدادوں، کاروبار، کنبے قبیلے اور دنیاوی طاقتوں پر نہیں بلکہ اپنے رب پر کیا، جو اسبابِ دنیاوی سے قطعِ نظر کر کے محض اپنے رب کے بھروسے پر ایمان کی خاطر ہر خطرہ سہنے اور ہر طاقت سے ٹکرا جانے کے لیے تیار ہو گئے اور وقت آیا تو گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے۔

کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھائے نہیں پھرتے لیکن اللہ ان کو رزق دیتا ہے۔ تمہارا رزق بھی اُسی کے پاس ہے۔ لہٰذا ہجرت کرنے میں تمہیں فکرِ جان کی طرح فکرِ روزگار سے بھی

پریشان نہ ہونا چاہیے۔

اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، آسمان سے اللہ ہی پانی اتارتا ہے، جس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر بھی لوگ اللہ کو نہیں پہچانتے۔

دنیا کی زندگی تو محض کھیل تماشہ ہے۔ اصل اور سچی زندگی تو آخرت ہے۔ لوگ مشکل وقت پر تو اللہ کو پکارتے ہیں لیکن جب مشکلات ٹل جاتی ہیں تو اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

ہم نے اس شہر مکہ کو حرمت والا بنایا، لیکن یہ لوگ اس نعمت کی ناشکری کرتے ہیں، اور باطل پر یقین کرتے ہیں۔

اللہ کو جھٹلانے والے سے بڑا ظالم کون ہے؟ ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

جو لوگ ہماری خاطر جہاد کریں گے وہی صحیح راہِ ہدایت حاصل کریں گے، بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۱، رکوع ۴ تا ۹......سورۃ الروم مکمل﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۂ روم کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جس میں ۶ رکوع اور ۶۰ آیات ہیں۔

اس سورۃ کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ ''غُلِبَتِ الرُّوْم'' سے ماخوذ ہے۔ یہ سورۃ اسی سال نازل ہوئی جب پہلی ہجرت حبشہ واقع ہوئی اور اُسی سال ایران نے رومی سلطنت کے کئی صوبوں پر قبضہ کر کے بالآخر بیت المقدس پر قبضہ کر لیا، اور ۹۰ ہزار عیسائی اس شہر میں قتل کیے گئے۔ یہ وہ سال تھا جب مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گھر بار چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی۔ اس سورۃ میں پیشین گوئی کی گئی کہ اس وقت تو عیسائی ایرانی آتش پرستوں سے مغلوب ہو گئے ہیں لیکن جلد ہی وہ کامیاب ہوں گے۔ یہ بشارت تھی کہ اگرچہ اس وقت حق پرست بت پرستوں سے مغلوب ہو کر حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں لیکن جلد ہی وہ کامیاب ہو کر لوٹیں گے اور مشرکین مکہ کو شکست دیں گے۔ قرآن کی یہ پیشین گوئی بالکل سچ ہوئی، اور قرآن کی صداقت کا ایک واضح ثبوت بن گئی۔

رومی جو اہل کتاب تھے وہ ایرانی مجوسیوں سے شکست کھا گئے، اور مشرکین مکہ کو یہ کہنے کا موقع مل گیا کہ دیکھو، اہل کتاب، جو خدا کے ماننے والے ہیں، شکست کھا گئے۔ اللہ پاک نے اس موقع پر بشارت دی کہ اہل کتاب ضرور اور جلد غالب ہو جائیں گے، اور کفر کو شکست ہوگی۔ چنانچہ یہی ہوا اور اہل ایمان کو خوشی ہوئی۔ اللہ کا وعدہ سچا ہوا۔ وہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کی عالمی کش مکش کے متعلق یہ بات واضح فرما دی ہے کہ انسان صرف سطح بین ہے اور ظاہر کے پردے کے پیچھے جو کچھ ہے اس کا حال صرف رب کائنات کو ہے۔ اس حقیقت کا مزید احساس دلانے کے لیے اللہ نے لوگوں کو دعوت دی کہ وہ خود اپنے وجود اور کائنات کی تخلیق پر غور کریں۔ اس سے خود بخود انہیں یقین آ جائے گا کہ آخرت نہ صرف ممکن ہے بلکہ ضروری ہے۔ اس کے باوجود بہت سے لوگ قیامت و آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔ اگر وہ دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو انہیں اس حقیقت کا ادراک ہو جائے گا کہ بہت سی طاقتور قوموں کو ان کی سرکشی کی وجہ سے تباہ کیا گیا، صرف اس لیے کہ انہوں نے آیات اللہ کو جھٹلایا، اور ان کا مذاق اڑایا۔ قیامت میں ان سب کو سخت عذاب ملے گا، جبکہ اہلِ ایمان جنت کے باغوں میں شاداں و فرحاں ہوں گے۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔

اس مقام پر نماز کے اوقات فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی طرف بھی واضح اشارہ کیا گیا۔

اللہ مردے میں سے زندہ کو نکالتا ہے، اور زندہ میں سے مردہ کو نکالتا ہے۔ یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، اور انسان بنا کر زمین پر آباد کیا۔

پھر اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں، تاکہ تمہیں سکون حاصل ہو۔ اس نے تمہارے لیے رات اور دن کے اوقات مقرر کیے۔ وہ تمہارے لیے رزق بھیجتا ہے، اور زمین کو بارش کے ذریعے دوبارہ زندہ کر کے نباتات اگاتا ہے۔ وہ اللہ ہی ہے جو کائنات کا مکمل نظام چلا رہا ہے، اور آخرت میں تمہیں دوبارہ زندہ کر کے تمہارے اعمال کے مطابق تمہیں سزا یا جزا دے گا۔ وہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

جب تم اپنے غلاموں کو اپنے مال و متاع میں شریک نہیں کرتے اور ان کو ان پر تصرف کا حق نہیں دیتے تو پھر خدا کے ساتھ دوسروں کو کس طرح شریک ٹھہراتے ہو؟ اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔ یہی دین سیدھا اور سچا ہے۔ پس اللہ ہی کی طرف رجوع کرو اس

سے ڈرو، نماز قائم کرو، اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔

لوگوں کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو وہ رب کو پکارتے ہیں اور جب رحمت آتی ہے تو پھر وہ اپنے رب کو فراموش کر کے شرک کرنے لگتے ہیں۔ اللہ ہی تکلیف اور راحت پہنچانے والا ہے۔ وہی رزق میں کشادگی اور تنگی پیدا کرتا ہے، جس سے ایمان والوں کو اللہ کی پہچان ہوتی ہے۔

تمہیں چاہئے کہ قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو، اور دوست واحباب کو اس نیت سے نہ دو کہ تم کو وہ اس سے زیادہ دیں گے۔ اس طرح کے دینے سے برکت اور ثواب نہیں ملتا۔ نام ونمود کے لیے خیرات نہ کرو بلکہ اللہ کی رضا کے لیے کرو۔ کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور پیدا کرنے والا، روزی دینے والا اور مارنے والا ہے؟

دنیا میں فتنہ وفساد دراصل انسان کی برائیوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ دینِ فطرت یعنی اسلام کی حکیمانہ تعلیمات کو اختیار کیا جائے۔ یہی دین قیم ہے۔ آپ صرف اللہ سے ڈریں اور مشرکین کی پرواہ نہ کریں۔

اللہ حکم دیتا ہے کہ سود کو بالکل ختم کر دو اور زکوٰۃ وصدقات کا نظام قائم کرو۔ خشکی اور تری میں فساد اس لیے برپا ہو جاتا ہے کہ لوگ اپنی بداعمالیوں سے باز نہیں آتے۔

آپ اپنا رخ پوری طرح اللہ کے دین کی طرف کر لیجئے۔ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ اندھوں کو گمراہی سے نکال سکتے ہیں، جب تک کہ اللہ کی رضا نہ ہو۔

اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن میں طرح طرح سے مثالیں دے کر سمجھانے کی کوشش کی ہے، لیکن پھر بھی کچھ لوگ کفر پر اصرار کیے جا رہے ہیں۔ پس اے نبیؐ! آپ صبر فرمائیں، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ آپ کی مدد فرمائے گا۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۱، رکوع ۱۰ تا ۱۳...... سورۃ لقمان مکمل﴾

نماز تراویح کے اس حصہ میں ہم نے سورۂ لقمان کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جس میں ۴ رکوع اور ۳۴ آیات ہیں۔ اس سورۃ کے دوسرے رکوع میں حکیم لقمان کی وہ نصیحتیں نقل کی گئی ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کو کی تھیں۔ اسی نسبت سے اس سورۃ کا نام سورۃ لقمان رکھا

گیا۔ یہ سورۃ بھی سنہ ۵ نبوی میں سورۂ ''عنکبوت'' سے پہلے نازل ہوئی۔ اس میں بھی شرک کی نامعقولیت اور توحید کی صداقت ثابت کرنے کے لیے مختلف دلائل دیے گئے ہیں۔

ارشاد ہے کہ یہ اس کتاب کی آیات ہیں جو حکمت سے لبریز ہے، اور جس کی ہر بات حکیمانہ ہے۔ یہ آیات راہِ راست کی طرف رہنمائی کرنے والی اور خدا کی طرف سے رحمت بن کر آئی ہیں، لیکن اس رحمت اور ہدایت سے فائدہ اٹھانے والے صرف وہی لوگ ہیں جو نیک بننا چاہتے ہیں اور جنہیں بھلائی کی تلاش ہے، جو نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے رب کی طرف سے ہدایت ملی ہے اور یہی کامیاب ہیں۔

کچھ لوگ جو قصہ کہانی کی ایسی کتابیں خریدتے ہیں جن سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ ان کو ذلت کا عذاب ہوگا اور اس شخص کے لیے بھی دردناک عذاب ہے جو قرآن کی آیتوں کو سن کر ان سنی کر دے۔ ایمان اور عملِ صالح والوں کے لیے ہمیشہ کا چین اور جنت ہے، اور یہ اس اللہ کا وعدہ ہے جس نے بغیر ستونوں کے آسمان بنائے، بلند پہاڑوں والی زمین بنائی، ہر قسم کے جانور پھیلا دیے، آسمان سے پانی اتارا، اور زمین سے عمدہ قسم کے نباتات پیدا کیے۔ یہ سب اللہ کی تخلیق ہے۔ کیا کوئی اور ہے جو یہ سب بنانے اور پیدا کرنے کی قدرت اور قوت رکھتا ہو؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کا شکر گزار ہو تو جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے اور جو کفر کرے تو حقیقت میں اللہ بے نیاز اور محمود ہے۔

یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا: بیٹا! خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اس لیے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے، کیونکہ شرک میں آدمی ان ہستیوں کو اپنے خالق و رازق کے برابر لا کھڑا کرتا ہے جن کا نہ اس کے پیدا کرنے میں کوئی حصہ، نہ اس کو رزق پہنچانے میں کوئی دخل، اور نہ ان نعمتوں کے عطا کرنے میں کوئی شرکت جو صرف اللہ نے بندے کو دے رکھی ہیں یہ ایسی بے انصافی ہے جس سے بڑھ کر بے انصافی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

ہم نے انسان کو اس کے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی بھی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا، کمزوری جھیلی اور دو برس تک دودھ پلایا۔ ان دونوں کی اطاعت ضروری ہے، سوائے شرک کے اور اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو برائی سے بچنے کے لیے فرمایا کہ برائی خواہ رائی کے برابر ہو اس سے بھی بچو، کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھو، نماز قائم کرو، اچھی بات کا حکم کرو اور بُری بات سے روکو اور اگر مصیبت کا شکار ہو جاؤ تو صبر کرو۔ لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کرو، زمین پر اکڑ کر مت چلو، میانہ چال چلو، اپنی آواز کو پست رکھو، کیونکہ سب سے کرخت اور اونچی آواز گدھے کی ہوتی ہے اور کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ہر چیز کو مسخر کر دیا ہے، جو آسمانوں اور زمین میں ہے، اور تمہیں ظاہر اور پوشیدہ تمام نعمتیں بھرپور دے رکھی ہیں۔

بعض لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور اپنے آباؤ اجداد کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ شیطان ان کو دوزخ کی طرف بلاتا ہے۔ نیکوکار لوگ اللہ ہی کی طرف جھکتے ہیں، اور وہی ایسا سہارا ہے جو بھروسے کے قابل ہے۔ سارے معاملات آخر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

اے میرے محبوب! آپ کافروں کے کفر پر غم نہ کریں، ان کو ہم کچھ مہلت دیں گے، پھر سخت عذاب میں مبتلا کریں گے۔ یہ کفار اس بات کے تو قائل ہیں کہ اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کی، لیکن وہ اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرا لیتے ہیں۔

اگر زمین کے سب درخت قلمیں بن جائیں، اور سمندر سیاہی بن جائیں، پھر بھی اللہ کے کلمات پورے نہیں لکھے جاسکتے۔ اللہ عزت اور حکمت والا ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا، اور قیامت میں اٹھانا اس کے لیے ایسا ہے جیسا صرف ایک جان کا پیدا کرنا، وہی ہے جو رات اور دن کو لاتا ہے، سورج اور چاند کو کام میں لگاتا ہے، ان سب کو اوقاتِ معینہ تک چلاتا ہے۔

تم نے کشتی کو دیکھا جو سمندر میں چلتی ہے جب اس پر پہاڑوں کی طرح موج آتی ہے تو لوگ اکیلے اللہ کو پکارتے ہیں، پھر جب اللہ ان کو خشکی کی طرف بچالاتا ہے تو کم ہی ہوتے ہیں وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔

اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اور اس دن کا خوف کرو جب باپ اپنے بچے کے اور بچہ اپنے باپ کے کسی کام نہ آسکے گا۔ دنیا کی زندگی دھوکا ہے، شیطان کہیں تمہیں اللہ کے متعلق دھوکا نہ دے۔ بے شک اللہ ہی جانتا ہے کہ قیامت کب ہوگی، مینہ کب برسے گا، ماؤں کے پیٹ میں کیا بنے گا، کوئی کل کیا حاصل کرے گا، اور کون کہاں مرے گا۔ بے شک اللہ ہی یہ سب جاننے والا اور خبر والا ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲۱، رکوع ۱۴ تا ۱۶......سورۃ السجدۃ مکمل﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۂ سجدہ کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، جس میں ۳ رکوع اور ۳۰ آیتیں ہیں۔ اس کی آیت نمبر ۱۵ میں سجدہ کا جو مضمون آیا ہے اسی کو سورہ کا عنوان قرار دیا ہے۔ اس کا زمانۂ نزول مکہ کا دورِ متوسط ہے۔ سورۃ کا موضوع توحید، آخرت اور رسالت کے متعلق لوگوں کے شبہات رفع کرنا اور ان تینوں حقیقتوں پر ایمان کی دعوت دینا ہے۔

کفارِ مکہ کی طرف سے جو پروپیگنڈے کیے جاتے تھے کہ یہ شخص عجیب عجیب باتیں گھڑ کر سنا رہا ہے۔ کبھی مرنے کے بعد کی خبریں دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ مٹی میں رَل مل جانے کے بعد تم پھر اٹھائے جاؤ گے، حساب کتاب ہو گا، جنت ہو گی، دوزخ ہو گی۔ کبھی کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں، آسمان سے مجھ پر وحی آتی ہے۔ اور یہ کلام جو میں تم کو سنا رہا ہوں، میرا کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے۔ یہ عجیب افسانے ہیں جو یہ شخص ہمیں سنا رہا ہے۔ اس کے جواب میں کفار سے کہا گیا ہے کہ بلا شک و ریب یہ خدا ہی کا کلام ہے، اور اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ نبوت کے فیض سے محروم، غفلت میں پڑی ہوئی ایک قوم کو چونکا دیا جائے۔ اسے تم افتراء کیسے کہہ سکتے ہو جب کہ اس کا مُنَزَّل مِنَ اللّٰہ ہونا ظاہر و باہر ہے۔

پھر ان سے فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن جن حقیقتوں کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہے، عقل سے کام لے کر خود سوچو کہ ان میں کیا چیز اچنبھے کی ہے؟ آسمان و زمین کے انتظام کو دیکھو۔ خود اپنی پیدائش اور بناوٹ پر غور کرو۔ کیا یہ سب کچھ اس تعلیم کی صداقت پر شاہد نہیں ہے۔ جو اس نبی کی زبان سے اس قرآن میں تم کو دی جا رہی ہیں؟ یہ نظامِ کائنات توحید پر دلالت کر رہا ہے یا شرک پر؟ اور اس سارے نظام کو دیکھ کر اور خود اپنی پیدائش پر نگاہ ڈال کر کیا تمہاری عقل یہ گواہی دیتی ہے کہ جس نے اب تمہیں پیدا کر رکھا ہے وہ پھر تمہیں پیدا نہ کر سکے گا؟

پھر عالمِ آخرت کا ایک نقشہ کھینچا گیا ہے، اور ایمان کے ثمرات اور کفر کے نتائج و عواقب بیان کر کے یہ ترغیب دلائی گئی ہے کہ لوگ برا انجام سامنے آنے سے پہلے کفر چھوڑ دیں اور قرآن

کی اس تعلیم کو قبول کرلیں جسے مان کر خود اُن کی اپنی ہی عاقبت درست ہوگی۔

ان کو بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ وہ انسان کے قصوروں پر یکا یک آخری اور فیصلہ کن عذاب میں اسے نہیں پکڑ لیتا، بلکہ اس سے پہلے چھوٹی تکلیفیں، مصیبتیں، آفات اور نقصانات بھیجتا رہتا ہے، ہلکی ہلکی چوٹیں لگاتار رہتا ہے، تاکہ اسے تنبیہ ہو اور اس کی آنکھیں کھل جائیں۔ آدمی اگر ان ابتدائی چوٹوں ہی سے ہوش میں آجائے تو اس کے اپنے حق میں بہتر ہے۔

دنیا میں یہ کوئی پہلا اور انوکھا واقعہ تو نہیں ہے کہ ایک شخص پر خدا کی طرف سے کتاب آئی ہو۔ اس سے پہلے، آخر، موسیٰ علیہ السلام پر بھی تو کتاب آئی تھی، جسے تم سب لوگ جانتے ہو۔ یہ آخر کون سی ایسی بات ہے کہ اس پر تم لوگ یوں کان کھڑے کر رہے ہو؟ یقین مانو، یہ کتاب خدا ہی کی طرف سے آئی ہے اور خوب سمجھ لو کہ اب پھر وہی کچھ ہوگا جو موسیٰ کے عہد میں ہو چکا ہے۔ امامت و پیشوائی اب انہی کو نصیب ہوگی جو اس کتابِ الٰہی کو مان لیں گے۔ اسے رد کر دینے والوں کے لیے ناکامی مقدر ہو چکی ہے۔

کفار مکہ سے کہا گیا ہے کہ اپنے تجارتی سفروں کے دوران میں تم پچھلی تباہ شدہ قوموں کی بستیوں پر سے گزرتے ہو۔ ان کا انجام دیکھ لو۔ کیا یہی انجام تم اپنے لیے پسند کرتے ہو؟ ظاہر سے دھوکہ نہ کھاؤ، آج تم دیکھ رہے ہو کہ محمدؐ کی بات چند لڑکوں، چند غلاموں اور غریب لوگوں کے سوا کوئی نہیں سن رہا ہے، اور ہر طرف سے ان پر طعن و ملامت اور پھبتیوں کی بارش ہو رہی ہے۔ اس سے تم یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ یہ چلنے والی بات نہیں ہے۔ چار دن چلے گی اور پھر ختم ہو جائے گی لیکن یہ محض تمہاری نظر کا دھوکہ ہے۔

کیا یہ تمہارا رات اور دن کا مشاہدہ نہیں ہے کہ آج ایک زمین بالکل بے آب و گیاہ، سنسان، ویران پڑی ہے، جسے دیکھ کر گمان نہیں ہوتا کہ اس کے پیٹ میں روئیدگی کے خزانے چھپے ہوئے ہیں۔ مگر کل ایک ہی بارش میں وہ اس طرح پھبک اٹھتی ہے کہ اس کے چپے چپے سے نمو کی طاقتیں پھوٹنی شروع ہو جاتی ہیں۔

خاتمۂ کلام پر نبیؐ کو خطاب کر کے فرمایا گیا ہے کہ یہ لوگ تمہاری باتیں سن کر مذاق اڑاتے ہیں، اور پوچھتے ہیں کہ حضرت! یہ فیصلہ کن فتح آپ کو کب نصیب ہونے والی ہے؟ ذرا تاریخ تو ارشاد ہو۔ ان سے کہو: جب ہمارے اور تمہارے فیصلے کا وقت آجائے گا تو اس وقت ماننا تمہارے

لیے کچھ بھی مفید نہ ہوگا، ماننا ہے تو اب مان لو، اور آخری فیصلے ہی کا انتظار کرنا ہے تو بیٹھے انتظار کرتے رہو۔

یہ کون سی ایسی چیز ہے جس کے لیے تم بے چین ہوتے ہو؟ خدا کا عذاب آ گیا تو پھر سنبھلنے کا موقع تم کو نصیب نہ ہوگا۔ اس مہلت کو غنیمت جانو، جو عذاب آنے سے پہلے تمھیں ملی ہوئی ہے۔ عذاب سامنے دیکھ کر ایمان لاؤ گے تو کچھ حاصل نہ ہوگا۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۱، رکوع ۷ تا آخر......سورۃ احزاب، آیات ۱ تا ۳۰﴾

آج نماز تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورۂ احزاب کا آغاز کیا ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے اس میں ۹ رکوع اور ۷۳ آیات ہیں۔

اس سورۃ کا نام آیت نمبر ۲۰ کی عبارت يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا سے ماخوذ ہے۔ یہ سن ۶ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں تین اہم واقعات پر بحث کی گئی ہے۔

پہلا واقعہ غزوۂ احزاب، یعنی جنگ خندق، دوسرا غزوۂ بنی قریظہ، اور تیسرا واقعہ حضرت زینب کا نکاح تھا۔ اس طرح یہ پوری سورۃ ایک خطبہ نہیں بلکہ متعدد احکام وفرامین اور خطبات پر مشتمل ہے۔ اس میں متعدد خانگی، اخلاقی، سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق احکام دیے گئے ہیں۔

پہلا رکوع غزوۂ احزاب سے کچھ پہلے نازل ہوا تھا اس سورۃ کے نزول سے پہلے حضرت زید بن حارثہ، جو حضور کے منہ بولے بیٹے تھے اپنی بیوی حضرت زینبؓ کو جو کہ حضورؐ کی پھوپھی زاد تھیں طلاق دے چکے تھے۔ حضور محسوس کر رہے تھے کہ منہ بولے بیٹے کے بارے میں جو رواج اہل عرب میں تھا اسے مٹا دیا جائے اور حضرت زینب سے نکاح کر لیا جائے لیکن آپؐ یہ قدم اٹھاتے ہوئے جھجک رہے تھے۔ اس موقع پر رکوع نمبر ۱ کی آیات نازل ہوئیں۔ ان میں حضور کو بتایا گیا کہ آپ صرف اللہ سے ڈریں۔ کفار اور منافقین کے طنز کے خوف سے کوئی بھی ایسا کام کرنے سے نہ رکیں جس کی اللہ ہدایت کرتا ہو۔ آپ صرف وحی الٰہی ہی کی اطاعت کریں۔ پھر یہ

فیصلہ دیا گیا کہ منہ بولے بیٹے تمہارے حقیقی بیٹے کی طرح نہیں ہیں۔اس لیے اہل عرب کا یہ رواج کہ منہ بولے بیٹے کی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح نہیں ہوسکتا بالکل لغواور بے معنی ہے۔وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ضرور ہیں۔منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو۔یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے۔اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے باپ کون ہیں۔اور نیتجتاً جو بات تم کہو اس کے لیے تم پر کوئی گرفت نہیں لیکن اس بات پر ضرور گرفت ہے جس کا تم دل سے ارادہ کرتے ہو۔

وہ عورتیں جن کو ماں کے برابر کر دیا گیا وہ حقیقی ماں نہیں ہو جاتیں،اسی طرح اگر لے پالکوں کو بیٹا کہہ دیا جائے تو وہ بیٹے نہیں بن جاتے۔یہ صرف کہنے کی بات ہے۔شریعت میں،یعنی وراثت میں،ان کا حق نہیں نکلتا۔

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے ان کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور ماؤں کی طرح محرمات میں سے ہیں۔

اللہ نے اپنے نبیوں سے عہد لیا،اور خصوصیت کے ساتھ آپؐ سے لیا،اور نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام،موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پختہ عہد لیا۔قیامت میں ہر نبی سے اس کی امت پر گواہی دینے کے لیے سوال کیا جائے گا۔

دوسرے اور تیسرے رکوع میں غزوۂ احزاب اور غزوہ بنی قریظہ پر تبصرہ فرمایا گیا ہے۔ مسلمانوں کو یاد دلایا گیا ہے کہ کس طرح کفار نے ایک بڑی فوج لے کر مدینہ کا محاصرہ کر لیا تھا اور ۲۵ دن تک اس کوشش میں رہے کہ مدینے کی چھوٹی سی بستی کو فتح کر کے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہر کی حفاظت کے لیے خندق کھدوائی،ان مشکل حالات میں بھی منافقین کے ایک گروہ نے حضورؐ سے یہ کہہ کر واپس جانے کی اجازت لے لی کہ ان کے گھر غیر محفوظ ہیں اور ایک یہودی قبیلہ بنو قریظہ نے تو دشمن کے ساتھ مل کر مسلم افواج پر پیچھے سے حملہ کرنے کا منصوبہ بھی بنا لیا۔

آخر اللہ نے مسلمانوں کی مدد کی،اور ایک رات سخت آندھی اور بارش آئی،جس سے دشمن کی فوجوں کے خیمے اکھڑ گئے،اور صبح سے پہلے پہلے دشمن بھاگنے پر مجبور ہو گیا۔

اس موقع پر منافقین اور کمزور ایمان والے مسلمان موت کے خوف سے بری طرح کانپ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسولِ اکرم ﷺ کو منافقوں اور کافروں کے منصوبوں کی خبر کر دی، اور اللہ کی مدد سے آپ نے حالات پر قابو پالیا۔

تیسرے رکوع کی پہلی ہی آیت میں فرمایا گیا: اے مسلمانو! تمہارے لیے اللہ کے رسول ایک بہترین نمونہ ہیں۔ اسی لیے تو مومنوں نے جب ان فوجوں کو دیکھا تو پورے اعتماد سے پکار اٹھے تھے کہ رسولؐ کی بات سچی تھی۔ اس چیز نے ان کے اعتماد کو اور بڑھا دیا، اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا۔ پھر جنگِ خندق کے بعد فوراً رسولِ اکرمؐ نے بنی قریظہ کی بستیوں کا محاصرہ کر کے بنی قریظہ کے مردوں کو قتل کروا دیا اور اس طرح جنگِ احزاب اور غزوۂ بنو قریظہ میں اللہ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی۔

............☆☆☆............

......انیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۲، رکوع ۱ تا ۴...... سورۃ احزاب، آیات ۳۱ تا ۵۸﴾

آج انیسویں تراویح میں ہم نے ۲۲ ویں پارے کا آغاز کیا ہے۔ سورۃ احزاب کے مضامین تسلسل کے ساتھ جاری ہیں اور چوتھے رکوع میں اللہ نے رسولِ اکرمؐ کی خانگی زندگی کے بارے میں چند ہدایات دی ہیں۔

حضور ﷺ کی بیویاں جو تنگی و عسرت کے ہاتھوں پریشان تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار خرچ کا مطالبہ کرتیں، جس سے حضورؐ کے ذہن پر بوجھ پڑتا تھا۔ اللہ نے ازواجِ رسولؐ کو خطاب کر کے انہیں یہ نوٹس دیا کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت لینا چاہتی ہو تو اللہ کا رسول تمہیں بھلے طریقے سے رخصت کرنے کو تیار ہے لیکن اگر تم آخرت کا آرام اور عیش چاہتی ہو تو تمہیں اس تنگدستی کو خوشی خوشی برداشت کر کے رسول کا ساتھ دینا ہوگا۔

پھر ازواج مطہرات کو یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ جاہلیت کے زمانے کے بناؤ سنگھار سے پرہیز کریں، اور وقار کے ساتھ اپنے گھروں میں بیٹھیں۔ یہ پردے کے احکام کا آغاز تھا۔ انہیں یہ بھی حکم ہوا کہ وہ نامحرم سے گفتگو کرنے میں احتیاط کریں، اگر انہیں غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت درپیش ہو تو وہ اپنے لہجے میں نرمی نہ رکھیں۔ انہیں اپنے گھروں میں رہنا چاہیے۔ بے پردہ نہ ہوں، نماز اور زکوٰۃ ادا کریں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں، اور اللہ ان اہل بیت کو جن میں تمام ازواجِ مطہرات اور اولاد شامل ہیں، گناہوں کی نجاست سے پاک کر دیتا ہے اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو، جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔

بے شک مسلمان مرد اور عورتیں، جو ایمان والے ہیں، مطیع فرمان ہیں، راست باز ہیں، صبر کرنے والے ہیں، اللہ کے آگے جھکنے والے ہیں، صدقہ دینے والے ہیں، روزے رکھنے والے ہیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے ہیں، اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے۔

پھر وہ آیات شروع ہوتی ہیں جو حضرت زینبؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے سلسلے میں نازل ہوئیں، فرمایا: کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

حضرت زیدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے تھے۔ان کے ساتھ حضور ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روکنے کے باوجود، جب ان کی آپس میں نہ بن سکی تو انہوں نے طلاق دے دی۔تب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حکم سے جاہلیت کی رسم توڑی، اور منہ بولے بیٹے کی طلاق شدہ بیوی سے خود نکاح کر لیا، تا کہ مومنوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے معاملے میں کوئی تنگی نہ رہے۔عرب میں منہ بولے رشتوں کے بارے میں جو غلط رسوم رائج ہو گئی تھیں ان کے توڑنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہ تھی کہ اللہ کا رسول خود آگے بڑھ کر ان کو توڑ ڈالے، لہٰذا یہ نکاح اللہ نے محض نبیؐ کے گھر ایک بیوی کا اضافہ کرنے کی خاطر نہیں بلکہ ایک اہم ضرورت کی خاطر کروایا۔اور اللہ کا حکم تو عمل میں آنا ہی چاہیے تھا۔نبی پر کسی ایسے کام میں رکاوٹ نہیں جو اللہ نے اس کے لیے مقرر کر دیا ہو

اور اسی سے یہ بات بھی اظہر من الشمس کرنا مقصود تھی کہ محمدؐ مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔اس آیتِ کریمہ سے واضح ہے کہ حضورِ انور کسی مرد کے باپ نہیں۔یعنی اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچے مرد ہونے سے پہلے ہی فوت ہو جائیں گے، اور آپ کی نرینہ اولاد سے کوئی نسل اور کوئی وارث نہیں ہو گا، کہ لوگ ان کی تعظیم کرتے کرتے بالآخر شرک کی وادیوں میں جا پہنچیں۔

فرمایا: اے اہلِ ایمان! تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو، اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ وہی ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے، اور اس کے فرشتے تمہارے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں، تا کہ وہ تمہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئے۔وہ مومنوں پر بڑا مہربان ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہیں، خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے ہیں، اللہ کی طرف بلانے والے اور دمکتے ہوئے آفتاب ہیں۔اہل ایمان کے لیے یہ بشارت ہے کہ اللہ

بڑے فضل والا اور کارساز ہے۔

اب نکاح کے متعلق حکم ہے کہ اگر تم اپنی بیویوں کو قریب آنے سے پہلے طلاق دو تو ان پر عدت کی پابندی نہیں، تاہم حق مہر میں سے نصف واجب ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ بلا تکلف اور بغیر اجازت کے اپنے رسولؐ کے گھر میں داخل نہ ہوں۔ ہاں، اگر کھانے پر بلایا جائے تو ضرور جاؤ۔ مگر جب کھانا کھالو تو رخصت ہو جایا کرو۔

نبی کی بیویوں سے اگر تمہیں کوئی چیز مانگنی ہو تو پردے کے پیچھے سے مانگا کرو۔ فرمایا گیا کہ حضورؐ کی رحلت کے بعد آپ بیویوں سے ہرگز نکاح نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ مسلمانوں کی مائیں ہیں۔

مسلمان عورتیں بھی اپنے باپ، بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، چچا، ماموں، دینی بہنوں اور کنیزوں کے سامنے آسکتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ اللہ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ تو اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کو ایذا پہنچاتے ہیں اُن پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور سخت عذاب ہے۔ اسی طرح جو لوگ مومن مرد اور مومن عورتوں کو ایذا پہنچاتے ہیں تو انہوں نے ایک بڑے بہتان اور صریح گناہ کا وبال اپنے سر لے لیا ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۲، رکوع ۶ تا ۸...... سورۃ احزاب، آیات ۵۹ تا سورۃ سبا آیت ۲۱﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ احزاب کو مکمل کر کے سورۃ سبا کا آغاز کیا ہے سورۂ احزاب کے آخر میں پردے کا واضح حکم دیتے ہوئے اللہ فرماتے ہیں کہ اے نبیؐ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں اچھی طرح اوڑھ لپیٹ کر ان کا ایک حصہ یا ان کا پلو اپنے اوپر لٹکا لیا کریں، اور اس انداز سے پردہ کریں کہ پہچانی نہ جائیں، اور معلوم ہو کہ وہ باعفت وعصمت اور نیک شریف عورتیں ہیں۔ اس طرح ان کو ایذا نہ ہوگی۔

پھر اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی کرنے والوں کے لیے عذاب کی وعید ہے۔ ان پر مسلمان غالب ہوں گے اور مدینہ طیبہ سے ان لوگوں کو دور کر دیا جائے گا۔

جو مشرکین بطور تمسخر، قیامت کا وقت دریافت کرتے تھے، ان سے آپ فرما دیں کہ وہ ضرور آئے گی۔ کافروں پر اللہ کی لعنت ہے، اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور وہاں کہیں گے کہ کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانا ہوتا، اپنے سرداروں کی پیروی نہ کی ہوتی جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور کہیں گے: اے اللہ! ان سرداروں کو دوہرا عذاب دے، پھر مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ وہ حضورِ انور ﷺ کا ادب واحترام بجالائیں، اور ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ستایا تھا۔

ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور سیدھی بات کریں، تو اللہ ان کے اعمال سنوار دے گا اور گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن کی امانت جب آسمان، زمین اور پہاڑوں کو پیش فرمائی تھی تو وہ سب ڈر گئے تھے اور انہوں نے اسے قبول نہیں کیا تھا۔ بالآخر انسان نے اسے اٹھالیا۔ وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا ہے۔ یہ امانت ایک جانچ ہے منافقین اور مشرکین کے لیے۔ اس بارِ امانت کو اٹھانے کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اللہ منافق مردوں، عورتوں اور مشرک مردوں، عورتوں کو سزا دے، اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول کرے۔ اللہ درگزر فرمانے والا اور رحیم ہے۔

سورۃ سبا:

پھر ہم نے سورۃ سبا کا آغاز بھی کیا ہے، جو کہ مکی سورۃ ہے، ۶ رکوع اور ۵۴ آیات پر مشتمل ہے۔ یہ سورۃ مکہ کے دورِ متوسط سن ۵ نبوی کے قریب نازل ہوئی، اس وقت تک کفارِ مکہ کی طرف سے ظلم شروع نہیں ہوا تھا، لیکن تضحیک اور جھوٹے الزامات وغیرہ کافی سرگرمی کے ساتھ شروع ہو چکے تھے۔ اس سورۃ میں کفار کے زیادہ تر اعتراضات کا دلیل کے ساتھ جواب دے کر انہیں ہٹ دھرمی اور اسلام دشمنی کے برے انجام سے ڈرایا گیا ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کو زیبا ہیں، جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، سب کچھ اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ حکمت والا اور خبردار ہے، رحیم وغفور ہے۔

کفار بار بار اعتراض کرتے ہیں کہ کہ نافرمانی کے باوجود ہم پر قیامت کا عذاب ابھی تک کیوں نہیں آیا؟ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ انہیں بتا دیں کہ یوم الحساب تو

ضرور آ کر رہے گا۔ اس دن بدکاروں کو عذاب اور نیکوکاروں کو انعام دیا جائے گا اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کریں گے انہیں بدترین عذاب ملے گا۔ موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں یہ ظالم مذاق اڑاتے ہیں۔ آپ انہیں بتا دیں کہ جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے وہ بھٹکے ہوئے ہیں، اور انہیں سخت سزا ملے گی۔

دوسرے رکوع میں حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور قومِ سبا کے قصے اس لیے بیان کیے گئے ہیں کہ لوگوں کے سامنے دونوں قسم کے لوگوں کی مثالیں آ جائیں، یعنی ایک طرف حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ ہیں، جنہیں اللہ نے بادشاہی دی اور ایسی دنیاوی شان و شوکت دی کہ اہل مکہ کی دولت ان کے سامنے ہیچ ہے لیکن وہ اس کے باوجود، خدا کے اطاعت گزار بندے بن کر رہے، اور غرور میں مبتلا نہ ہوئے، جبکہ دوسری طرف قومِ سبا تھی، جس نے خوشحالی پا کر اللہ سے بغاوت کا طریقہ اپنایا اور اسی جرم میں تباہ کر دی گئی۔

اللہ نے حضرت داؤدؑ کے لیے پہاڑ، دریا، چرند، پرند سب مسخر کر دیے تھے اور حضرت سلیمانؑ کے لیے ہواؤں کو مطیع کر دیا تھا اور جنات کو بھی ان کا تابعدار بنا دیا تھا لیکن ان دونوں بزرگوں نے شکر کا طریقہ اپنایا، اور اللہ کے مطیع بندے بن کر رہے، جبکہ قومِ سبا کے لیے بھی اللہ نے اپنی ساری نعمتیں محلات اور باغات کی صورت میں دیں، لیکن وہ مغرور ہو گئے، اور انہوں نے اللہ کی اطاعت سے منہ موڑ لیا، آخر اللہ نے بند توڑ سیلاب بھیجا، اور ان کی تمام شان و شوکت خاک میں مل گئی یہ تھی ان کے کفر کی سزا۔

جب سلیمانؑ کی وفات ہوئی تو ان جنات کو علم نہ ہو سکا جو بیت المقدس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے۔ آپ ایک عصا کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے تھے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ جنات آپ کو زندہ سمجھتے رہے، اور کام میں لگے رہے۔ حتیٰ کہ بحکمِ الٰہی دیمک نے آپ کا وہ عصا کھا لیا جس سے آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ زمین پر آ گرے۔ تب ان سب کو آپ کی وفات کا علم ہوا۔ اگر وہ غیب کے جاننے والے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ درحقیقت اس میں ایک نشانی ہے ہر اس بندے کے لیے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہو۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲۲، رکوع ۹ تا ۱۲..... سورۃ سبا، آیات ۲۲ تا ۵۴﴾

نمازِ تراویح کے اس حصہ میں تلاوت کی جانے والی آیات میں فرمایا گیا: اے نبیؐ! ان مشرکین سے کہو کہ پکار کر دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنھیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرّہ بھر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں۔ وہ آسمان وزمین کی ملکیت میں شریک بھی نہیں ہیں اور اللہ کے ہاں کوئی شفاعت کام نہ دے گی جب تک کہ اللہ اس کی اجازت نہ دے۔

اے نبیؐ! ان سے پوچھو: کون تم کو آسمانوں اور زمین میں رزق دیتا ہے؟ کہو: صرف اللہ۔

اب تمہارے اعمال کی ذمہ داری تم پر ہے، اور تم ہی ان کا جواب دو گے۔ قیامت کو اللہ تم سب کو جمع کرے گا، اور سچا فیصلہ دے گا۔ وہ ایسا زبردست حاکم ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔ تم نے جن کو اپنا معبود بنایا ہے، مجھے دکھاؤ تو سہی کہ وہ کس قابل ہیں۔

اے نبیؐ! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ آپ صرف اسی شہر، اسی ملک یا اسی زمانے کے لوگوں کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کے لیے، اور ہمیشہ کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے، مگر یہ تمہارے ہم عصر اہلِ وطن تمہاری قدر ومنزلت کو نہیں سمجھتے اور ان کو احساس نہیں ہے کہ کیسی عظیم ہستی کی بعثت سے ان کو نوازا گیا ہے۔

اہلِ مکہ پوچھتے ہیں کہ بتاؤ، قیامت کب آئے گی، آپ فرمادیں کہ اس کا وقت مقرر ہے جو آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔

قیامت کے دن کفار میں جو زیردست تھے وہ کہیں گے کہ ہمارے سرداروں نے ہمارے ایمان لانے میں رکاوٹ ڈالی تھی اور سردار کہیں گے ہم نے تم کو کب روکا تھا؟ تم خود مجرم تھے۔ پھر وہ اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ تم شب وروز ہمارے لیے مکر کرتے تھے، اور شرک پر ابھارتے تھے۔ آخر کار، جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے اور ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دیں گے۔ کیا لوگوں کو اس کے سوا کوئی اور بدلہ دیا جاسکتا ہے؟ جیسے اعمال ان کے تھے ویسی ہی تو جزا پائیں گے۔

اللہ پاک نے جب کبھی کوئی ڈرانے والا نبی کہیں بھیجا تو وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے

سب سے پہلے اس کا انکار کیا۔

آسودہ حالی اور مال ودولت کی فراوانی یا اولادتم کو اللہ کے قریب نہیں کر سکتیں۔صرف ایمان اور عملِ صالح کی وجہ سے اللہ کا قریب حاصل ہوسکتا ہے اور جنت کے بالا خانوں میں جگہ مل سکتی ہے۔ جہاں تک دنیاوی نعمتوں اور رزق کا تعلق ہے تو یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہے، جسے چاہتا ہے، کشادہ رزق دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے، نپا تلا عطا کرتا ہے۔ مگر اکثر لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے۔ دنیا میں رزق کی تقسیم کا انتظام جس حکمت ومصلحت پر مبنی ہے اس کو یہ لوگ نہیں سمجھتے ،اور اس غلط فہمی میں پڑ جاتے ہیں کہ جسے اللہ کشادہ رزق دے رہا ہے وہ اس کا محبوب ہے اور جسے تنگی کے ساتھ دے رہا ہے وہ اس کے غضب میں مبتلا ہے حالانکہ اگر کوئی شخص ذرا آنکھیں کھول کر دیکھے تو اسے نظر آ سکتا ہے کہ بسا اوقات بڑے ناپاک اور گھناؤنے کردار کے لوگ نہایت خوشحال ہوتے ہیں۔ اور بہت سے نیک اور شریف انسان جن کے کردار کی خوبی کا ہر شخص معترف ہوتا ہے، تنگدستی میں مبتلا پائے جاتے ہیں۔ اب آخر کون صاحب عقل آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ کو پاکیزہ اخلاق کے لوگ ناپسند ہیں، اور وہ شریر، خبیث لوگ ہی اسے بھلے لگتے ہیں۔ جو چیز انسان کو اللہ کے قریب کرتی ہے وہ دولت نہیں بلکہ نیک اعمال ہیں۔ دولت اور نعمتوں کی تقسیم تو صرف ایک آزمائش ہے۔ کسی کو کم دے کر آزمایا جاتا ہے، اور کسی کو زیادہ۔ یقیناً اس شخص کی آزمائش زیادہ مشکل ہے جو زیادہ نعمتوں سے نوازا گیا، کیونکہ قیامت کو ایک ایک نعمت کا حساب ہونا ہے۔

جو لوگ ہماری آیات کو نیچا دکھانے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں وہ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ جو اللہ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے اللہ اس کے مال میں اضافہ کر دیتا ہے، جو اللہ کے راستے میں اپنی صلاحیتوں کو خرچ کرتا ہے، اللہ اس کی صلاحیتوں میں اضافہ کر دیتا ہے۔ جو اللہ کے راستے میں وقت لگاتا ہے، اللہ اس کے وقت میں برکت ڈال دیتا ہے۔

قیامت کے دن فرشتے اللہ سے عرض کریں گے کہ کفار نے اللہ کو چھوڑ کر ہماری، غیرِ خدا اور شیاطین کی پوجا کی۔ لہٰذا آج یہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ کفار نے ہمیشہ اپنے وقت کے نبیوں کو جھٹلایا۔ پہلے کے کفار کو ہم نے اتنا دیا تھا کہ اس کے مقابلے میں کفارِ قریش کو تو دسواں حصہ بھی حاصل نہیں۔ کفار کو چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل سے، اور تعصب سے خالی ہو کر سوچیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کوئی عاقل، ذہین اور صائب الرائے کوئی ہے بھی یا نہیں؟ اللہ ہی حق کا القا فرماتا

ہے پس حق آ گیا اور باطل مٹ گیا۔

آپ فرمادیں کہ مجھے راہِ ہدایت اللہ کی وحی سے حاصل ہوئی ہے۔قیامت میں جب ان کافروں کو پکڑا جائے گا تو اس وقت یہ کہیں گے کہ ہم اب ایمان لاتے ہیں لیکن اس وقت ان کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا،اوران کے ایمان کوقبول نہ کیا جائے گا،اس لیے کہ یہ بڑے گمراہ کن شک میں پڑے ہوئے تھے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲۲،رکوع ۱۴ تا ۱۵......سورۃ فاطر،آیات ۱ تا ۲۶﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ فاطر کا آغاز کیا ہے یہ بھی مکی سورۃ ہے جس میں ۵ رکوع اور ۴۵ آیات ہیں یہ سورۃ رسول اکرمؐ کی مکی زندگی کے وسطی دور میں نازل ہوئی اس کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ فاطر السموات والارض سے لیا گیا ہے اس سورۃ کا دوسرا نام الملائکہ بھی ہے پوری سورۃ میں ناصحانہ انداز میں کفار مکہ کو تنبیہ اور ملامت کی گئی ہے کیونکہ اس وقت تک مخالفین کی طرف سے زیادتی شدت اختیار کر چکی تھی فرمایا کہ تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے۔ایسے فرشتے جن کے دو،دو، تین تین اور چار چار بازو ہیں وہ اپنی مخلوقات کی ساخت میں جیسا چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ جس رحمت کا دروازہ بھی لوگوں پر کھول دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے وہ بند کر دے اسے اللہ کے بعد پھر کوئی کھولنے والا نہیں وہ زبردست اور حکیم ہے۔

لوگو تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان وزمین سے رزق دیتا ہو؟ کوئی معبود اس کے سوانہیں آخر تم کہاں سے دھوکہ کھارہے ہو۔

لوگو! اللہ کا وعدہ یقیناً برحق ہے لہٰذا دنیا کی زندگی تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ وہ بڑا دھوکے باز شیطان تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے پائے درحقیقت شیطان تمہارا دشمن ہے اس لیے تم بھی اسے اپنا دشمن بنالو وہ تو لوگوں کو دوزخ کی راہ پر چلاتا ہے جو لوگ کفر کریں گے ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

وہ لوگ گمراہی میں کس حد تک گر گئے ہیں جن کے برے اعمال بھی ان کے لیے خوش نما بنا

دیے گئے ہوں، اور وہ انہی کو اچھا سمجھ رہے ہوں۔ پس اللہ جسے چاہتا ہے، گمراہی میں ڈال دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے، راہِ راست کھا دیتا ہے۔

پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے مشورہ دیا گیا ہے کہ آپ اپنی جان اس لیے نہ گھلا دیں کہ یہ لوگ ہدایت قبول نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کو راہِ راست پر لے آنا آپ کے بس میں نہیں ہے لہٰذا ان کے معاملے میں صبر کرو اور جس طرح اللہ کو ان کی پرواہ نہیں رہی ہے، تم بھی ان کے حال پر غم کھانا چھوڑ دو۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں، اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

پھر مشرکین کو خطاب کر کے بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ وہ بادل اٹھاتی ہیں۔ پھر ہم اسے ایک اجاڑ علاقے کی طرف لے جاتے ہیں، اور اسی زمین میں زندگی کی لہر پیدا کر دیتے ہیں جو مری پڑی تھی۔ مرے ہوئے انسانوں کا جی اٹھنا بھی اسی طرح ہوگا۔

جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے، اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ سچی بات اور نیک اعمال ہیں۔ جب کہ بیہودہ چالبازیاں کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے۔

اللہ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر نطفے سے تمہاری نسل چلائی۔ پھر مرد اور عورت کی صورت میں تمہارے جوڑے بنا دیے۔

اللہ کے علم کے بغیر نہ کوئی عورت حاملہ ہو سکتی ہے اور نہ بچے کو جنم دے سکتی ہے اور جس شخص کی جتنی بھی عمر ہوتی ہے اس کے متعلق پہلے ہی لکھ دیا جاتا ہے اس میں کمی یا زیادتی نہیں ہو سکتی۔ بے شک مخلوق کے بارے میں اتنا تفصیلی علم اور فرد فرد کے بارے میں اتنے مفصل احکام اور فیصلے کرنا اللہ کے لیے کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ دو سمندر بھی ایک سے نہیں ہوتے۔ کوئی میٹھا ہوتا ہے تو کوئی کھاری تلخ، تم سمندر سے تازہ گوشت حاصل کرتے ہو، گوہر اور مرجان حاصل کرتے ہو، کشتیاں چلاتے ہو تاکہ تجارت کر سکو۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کی قدرت سے تو ہو رہا ہے۔ یہ اسی کی قدرت ہے کہ رات اور دن کو بڑھاتا اور گھٹاتا ہے، سورج اور چاند کو مقررہ انداز پر چلاتا ہے۔ سب اُسی کی بادشاہی ہے۔ کفار جن کو اپنا معبود بناتے ہیں وہ تو کسی حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں۔ انہیں پکارو تو وہ تمہاری دعائیں نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ قیامت کے روز وہ تمہارے شرک سے انکار کر دیں گے۔

لوگو! حقیقت یہ ہے کہ تم اللہ ہی کے محتاج اور فقیر ہو۔ تمہاری زندگی ایک لمحہ کے لیے بھی قائم نہیں رہ سکتی اگر وہ تمہیں زندہ نہ رکھے اور زندگی کے اسباب فراہم نہ کرے۔ اس میں یہ بھی قدرت ہے کہ تم سب کو معدوم کر دے اور نئی مخلوق کو لے آئے۔ ایسا کرنا اللہ کے لیے کچھ بھی دشوار نہیں۔ قیامت میں کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا، خواہ وہ کتنا ہی قریبی عزیز ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر بتایا گیا ہے کہ آپ تو صرف ان لوگوں کو راہِ راست پر لا سکتے ہیں جو بن دیکھے اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ اندھے اور آنکھوں والے یکساں نہیں ہو سکتے، اور نہ زندہ و مردہ یکساں ہو سکتے ہیں، نہ تاریکی اور روشنی یکساں ہے، نہ ٹھنڈی چھاؤں اور دھوپ کی تپش ایک جیسی ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے، سنوارتا ہے۔

اے نبیؐ! آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جن کے سینے ضمیر کے مدفن بن چکے ہوں۔ آپ تو بس خبردار کرنے والے ہیں۔ ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر۔ اب اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں، روشن ہدایت دینے والی کتاب کو نہیں مانتے تو ان کے لیے میری پکڑ اور سزا بڑی سخت ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۲، رکوع ۱۶ تا آخر ...... سورۃ فاطر، آیات ۲۷ تا سورۃ یٰسین: ۱ تا ۲۱﴾

نماز تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورۂ فاطر کو مکمل کر کے سورۂ یٰسین کا آغاز کیا ہے۔ سورۂ فاطر کے اس آخری حصے میں اللہ تعالیٰ لوگوں کی توجہ اپنی قدرتوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر اس کے ذریعے سے طرح طرح کے پھل نکال لاتا ہے، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں؟ پہاڑوں میں بھی سرخ، سفید اور گہری سیاہ دھاریاں پائی جاتی ہیں، جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اور اسی طرح انسانوں، جانوروں اور مویشیوں کے رنگ بھی مختلف ہیں۔ خدا کی پیدا کردہ اس کائنات میں کہیں بھی یک رنگی اور یکسانی نہیں، بلکہ ہر طرف تنوع ہی تنوع ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ کی قدرت، اس کے علم، اس

کی حکمت، اس کی قہاری و جباری اور اس کی دوسری صفات کی جتنی معرفت حاصل ہوگی اتنا ہی وہ اس کی نافرمانی سے خوف کھائے گا۔

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے کھلے اور چھپے خرچ کرتے ہیں، یقیناً وہ ایسی تجارت کے متوقع ہیں جس میں ہرگز خسارہ نہ ہوگا۔ اس تجارت میں انہوں نے سب کچھ اس لیے کھپایا ہے کہ اللہ ان کے اجر پورے کے پورے ان کو دے اور مزید اپنے فضل سے ان کو عطا فرمائے۔

مختلف اہل ایمان کے ساتھ اللہ کا معاملہ اس تنگ دل آقا کا سا نہیں جو بات بات پر گرفت کرتا ہو اور ایک ذرا سی خطا پر اپنے ملازم کی ساری خدمتوں اور وفا پر پانی پھیر دیتا ہو۔ وہ فیاض اور کریم آقا ہے جو بندہ اس کا وفادار ہو اس کی خطاؤں پر چشم پوشی سے کام لیتا ہے، اور جو کچھ بھی خدمت اس سے بن آئی ہو اس کی قدر فرماتا ہے۔ بے شک اللہ بخشنے والا اور قدردان ہے۔

قرآن حق ہے، جو اگلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتا ہے، اور اس کتاب کے وارث اللہ کے منتخب بندے ہوں گے، جو لوگ اللہ کے حکم سے بھلائیوں میں سبقت لے گئے وہ جنت میں بہت عیش میں ہوں گے، جہاں ان کی بہت عزت وتوقیر ہوگی وہ کہیں گے: شکر ہے اس اللہ کا، جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔ جبکہ رسول کے جھٹلانے والوں کو سخت عذاب دیا جائے گا۔

وہ اللہ ہی ہے جو کائنات کا نظام نہایت عمدگی سے چلا رہا ہے۔ کفار اور مشرکین کو بار بار دعوت دی گئی ہے کہ تم دنیا میں چل پھر کر دیکھو، اور تاریخ سے سبق حاصل کرو۔

اللہ تعالیٰ کی پکڑ فوراً نہیں آتی لیکن جب آتی ہے تو پھر بچانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ اس لیے ان لوگوں کو رسول کی دعوت پر ایمان لا کر شرک سے توبہ کر لینی چاہیے اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنی چاہیے۔

سورۃ یٰسین:

اس کے بعد ہم نے سورہ یٰسین کا آغاز کیا ہے، جو مکی سورۃ ہے اور اس میں ۵ رکوع اور ۸۳ آیات ہیں۔ پہلے ہی دو حروف کو اس سورۃ کا عنوان بنایا گیا ہے۔ یہ مکہ کے آخری دور کی نازل شدہ سورۃ ہے اس میں انزار (ڈراوے) اور استدلال کے پہلو نمایاں ہیں۔ رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ سورۃ

یاسین قرآن کا دل ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سورۃ میں قرآن کی دعوت اتنے پُرزور اور مؤثر طریقے سے دی گئی ہے کہ اس سے جمود ٹوٹتا ہے، اور روح میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔اسے موت کے وقت اس لیے سنایا جاتا ہے کہ مرنے والے کے ذہن میں تمام اسلامی بنیادی عقائد، توحید، رسالت اور آخرت تازہ ہو جائیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر انسان کی کوئی نہ کوئی خواہش ہوتی ہے میری شدید خواہش ہے کہ میری امت کا ہر فرد سورۃ یاسین کو زبانی یاد کرے، اور روزانہ اس کی تلاوت کرے، کیونکہ اس کی تلاوت سے ۱۰ مرتبہ قرآن کریم پڑھنے کا ثواب ملتا ہے۔ یہ دل کی سختی، تنگی اور تلخی دور کر دیتی ہے۔اللہ تعالیٰ اس سورۃ کے قاری کی ہر مصیبت ٹال دیتا ہے، اور ہر حاجت پوری فرماتا ہے۔اور اس کی تلاوت بخشش، مغفرت اور گناہوں سے معافی کا ذریعہ ہے۔

سورۃ کے پہلے ہی جملے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ بڑھانے کے لیے فرمایا: اے رسولؐ! آپ یقیناً حق پر ہیں، مجھے اس قرآن کی قسم جو حکمتوں سے لبریز ہے، آپ میرے رسول ہیں، اور صراط مستقیم پر ہیں۔

یہ قرآن اللہ کی طرف سے آپ کی رہنمائی کے لیے نازل کیا جارہا ہے، تاکہ آپ اس قوم کو غفلت سے بیدار کر سکیں۔آپ صرف ان لوگوں کو راہِ ہدایت پر لاسکتے ہیں جو بغیر دیکھے اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اور اس سے غائبانہ ڈرتے ہیں۔آپ ایمان لانے والوں کو مغفرت اور اجرِ کریم کی بشارت دے دیجئے۔اللہ سب انسانوں کے اعمال کا مکمل حساب رکھتا ہے۔اور قیامت میں سب سے باز پرس ہوگی۔

اس کے بعد ایک ایسی بستی کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے جہاں اللہ کے رسول بھیجے گئے، لیکن بستی کے لوگوں نے تکذیب و بغاوت کا رویہ اپنایا، اور رسولوں کو سنگسار کرنے کی دھمکی دی۔پھر اس شہر کا ایک شریف آدمی ان بستی والوں کو سمجھانے کے لیے آیا، اور وہ شہر کے دور دراز گوشے سے دوڑتا ہوا آیا، اور بولا: اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کی پیروی اختیار کرلو۔یہ اپنی تبلیغ کے بدلے تم سے کوئی معاوضہ اور اجر نہیں چاہتے، اور نہ اس میں ان کے ذاتی مفادات ہیں، یہ تو سچے اور سیدھے راستے پر ہیں۔

☆☆☆

......بیسویں تراویح

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۳، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ یٰسین، آیات ۲۲ تا ۸۳﴾

سورہ یٰسین کے مضامین تسلسل کے ساتھ بیان ہو رہے ہیں۔ آج بیسویں تراویح میں ۲۳ ویں پارے کے اندر سورۃ یٰسین کے چار رکوع ہم نے سماعت کیے ہیں۔

اللہ نے انطاکیہ شہر میں اپنے نبی بھیجے، لیکن انہوں نے انہیں جھٹلایا۔ انہی میں سے ایک شخص نے ان نبیوں کی تائید کی اور قوم سے مطالبہ کیا کہ ان کی پیروی اختیار کریں اور اس نے کہا کہ آخر کیوں نہ میں اس ہستی کی بندگی کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اور جس کی طرف تم سب کو پلٹ کر جانا ہے؟ کیا میں اسے چھوڑ کر دوسرے معبود بنالوں؟ حالانکہ اگر خدائے رحمٰن مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نہ ان کی شفاعت میرے کسی کام آسکتی ہے اور نہ مجھے وہ چھڑا ہی سکتے ہیں۔ اگر میں ایسا کروں تو میں صریح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ میں تو تمہارے رب پر ایمان لے آیا۔ تم بھی میری بات مان لو۔

آخر، ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا، اور اس شخص سے کہہ دیا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا۔

اس نے کہا: کاش! میری قوم کو معلوم ہوتا کہ میرے رب نے کس چیز کی بدولت میری مغفرت فرما دی، اور مجھے باعزت لوگوں میں داخل فرما دیا۔

اس شخص کے قتل کے بعد اللہ کا غضب اس قوم پر نازل ہوا، اور وہ سب ایک ہولناک آواز سے ہلاک ہو گئے۔ افسوس ان لوگوں پر جو اپنے رسول کا مذاق اڑاتے ہیں۔ آخر وہ سب اللہ کے حضور لائے جائیں گے۔

اس کے بعد آثارِ کائنات کے حوالے سے توحید پر استدلال کیا گیا ہے، اور آخرت پر خود انسان کے اپنے وجود سے دلیل دی گئی ہے۔ اللہ پاک کی قدرت کو سمجھنے کے لیے ایک نشانی یہ بھی بتائی ہے کہ مردہ زمین زندہ کی جاتی ہے، غلہ پیدا کیا جاتا ہے، باغ، کھجور، انگور، چشمے وغیرہ، سب اس کی قدرت سے ہیں کسی اور میں یہ قدرت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی جوڑے بناتا ہے۔ نباتات میں

سے بھی اور انسانوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی بناتا ہے جن کی خبر لوگوں کو نہیں۔ اسی طرح دن کو ختم کر کے رات بنا دی جاتی ہے۔ سورج اور چاند بھی مقرر طریقے پر ہیں۔

یہ بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ مختلف کشتیاں جو پانی پر چلتی ہیں اور لوگ ان میں سوار ہوتے ہیں۔ اگر اللہ ان کو غرق کر دے تو کوئی ان کو بچانے والا نہیں۔ پھر بھی کفار اللہ کو نہیں پہچاننا چاہتے۔ ان لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ، اسی سے ڈرو، اور اس کے دیے ہوئے رزق میں سے اس کی راہ میں خرچ کرو، تو یہ لوگ منہ پھیر لیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں خود اللہ رزق دینا نہیں چاہتا؟ یہ لوگ بالکل ہی بہک گئے ہیں۔

قیامت میں جب صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ اپنے رب کے حضور پیش ہونے کے لیے اپنی اپنی قبروں سے باہر نکل آئیں گے، اور حیران و پریشان ہو کر ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ یہ کس نے ہمیں ہماری قبروں سے باہر نکال کر کھڑا کر دیا؟ اس وقت ایک آواز آئے گی کہ یہ وہی حادثہ ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا، اور رسولوں کی بات سچی تھی۔ آج کے دن سب کو ان کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دی جائے گی، اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

اس دن جنتی لوگ مزے کر رہے ہوں گے، وہ اور ان کی بیویاں گھنے سایوں میں مسندوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے، اور ہر قسم کی لذیذ چیزیں کھانے پینے کو ان کے لیے وہاں موجود ہوں گی۔ جو کچھ وہ طلب کریں گے، ان کے لیے حاضر ہوگا، رب رحیم کی طرف سے ان کو سلام کہا جائے گا جبکہ مجرموں سے کہا جائے گا کہ آج تم چھٹ کر الگ ہو جاؤ۔ اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم کو ہدایت نہ کی تھی کہ شیطان کی بندگی نہ کرو۔ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے؟ صرف میری ہی بندگی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ مگر اس کے باوجود شیطان نے تم میں سے کثیر لوگوں کو گمراہ کر دیا۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟ یہ وہی جہنم ہے جس سے تم کو ڈرایا جاتا رہا تھا اور جو کفر تم دنیا میں کرتے رہے ہو اس کی پاداش میں اب اس کا ایندھن بنو: آج ان کے منہ بند کر دیے جائیں گے، ان کے ہاتھ بولیں گے، اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے کہ یہ دنیا میں کیا کمائی کرتے رہے ہیں۔ ہم نے اپنے نبی کو شعر نہیں سکھائے، اور نہ شاعری ان کو زیب ہی دیتی ہے۔ یہ تو ایک نصیحت ہے اور صاف صاف پڑھی جانے والی کتاب، تاکہ سوچنے سمجھنے والے یہ لوگ خبردار ہوں اور انکار کرنے والوں پر

حجت قائم ہو جائے۔ کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم نے مویشی پیدا کیے اور اب یہ ان کے مالک ہیں؟ ہم نے انہیں اس طرح ان کے بس میں کر دیا ہے کہ ان میں سے کسی پر یہ سوار ہوتے ہیں، کسی کا گوشت کھاتے ہیں، کسی کا دودھ پیتے ہیں، لیکن پھر بھی یہ شکر گزار نہیں ہوتے۔ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے خدا بنا لیے ہیں، اور یہ امید رکھتے ہیں کہ ان کی مدد کی جائے گی۔ وہ ان کی کیا مدد کریں گے؟ الٹا یہ ان کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔

کیا انسان دیکھتا نہیں کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا، اور پھر وہ صریح جھگڑالو بن کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے، اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔ کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا، جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ ان سے کہو: انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا۔ وہ تخلیق کا ہر کام جانتا ہے۔ کیا وہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے، اس پر قادر نہیں کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں، وہ تو ماہر خلاّق ہے۔ وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا، اور وہ ہو جاتی ہے۔ پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار و اختیار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۳، رکوع ۵ تا ۸...... سورۃ الصّٰفّٰت، آیات ۱ تا ۱۳۸﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ الصّٰفّٰت کا آغاز کیا ہے، جو کہ مکی سورۃ ہے اور اس میں ۵ رکوع اور ۱۸۲ آیات ہیں۔ پہلی ہی آیت کے لفظ الصافات سے اس سورۃ کا نام لیا گیا ہے۔ یہ سورۃ نبوت کے ساتویں سال نازل ہوئی، جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پوری شدت سے کی جا رہی تھی۔ اس سورۃ میں کفار مکہ کو سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی سیرت اور حضرت اسماعیلؑ کو قربان کرنے کے لیے آمادگی کا حوالہ دے کر مسلمانوں کو یہ حوصلہ دیا گیا ہے کہ باطل کے جو علمبردار اس وقت غالب نظر آ رہے ہیں وہ جلد ہی مغلوب ہو جائیں گے، اور رسولِ اکرمؐ اور ان کے ساتھی ہی کامیاب ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کی قسم کھاتا ہے جو ہر وقت قطار در قطار اس کی اطاعت کے لیے حاضر رہتے ہیں۔ دین پر چلانے والوں اور قرآن پڑھنے والوں کی بھی قسم کھائی گئی ہے کہ بے شک تمہارا

رب واحد ہے۔ وہی ہے جس نے آسمان کو تاروں سے سجا دیا، جو سرکش شیطانوں سے محفوظ ہے۔ شیاطین عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے ان میں سے اوپر جانے کی اگر کوئی کوشش کرتا ہے تو اسے مار بھگایا جاتا ہے۔ جس قادرِ مطلق کو آسمانوں اور زمین جیسی عظیم مخلوق کا پیدا کرنا مشکل نہیں تو پھر اس کے لیے انسان کا پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

کفار تعجب کرتے ہیں، اور اس بات کا مذاق اڑاتے ہیں کہ انسان مٹی ہونے کے بعد دوبارہ پیدا ہوگا لیکن قیامت کو جب وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو کہیں گے: ہائے افسوس! ہم نے اسے نہ جھٹلایا ہوتا! اللہ تعالیٰ ایسے تمام ظالموں کو دوزخ کا عذاب دے گا۔ قیامت کے دن یہ لوگ اپنے آئمہ اور لیڈروں پر الزام لگائیں گے کہ انہوں نے انہیں گمراہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ان سب کو اس وجہ سے عذاب میں مبتلا کر دے گا کہ ان لوگوں نے رسولوں کا کہنا نہ مانا تھا، جبکہ اللہ کے نیک بندے قیامت کے عذاب سے بچا لیے جائیں گے، اور انہیں عزت کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ان کے لیے جانا بوجھا رزق ہے۔ ہر طرح کی لذیذ چیزیں، نعمتوں بھری جنتیں، جن میں وہ عزت کے ساتھ رکھے جائیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے، شراب کے چشموں سے ساغر بھر بھر کر ان کے درمیان پھرائے جائیں گے۔ اور ان کے پاس شرم وحیا والی اور خوب صورت آنکھوں والی عورتیں ہوں گی، ایسی نازک جیسے انڈے کے چھلکے کے نیچے چھپی ہوئی جھلی۔ یقیناً یہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

بولو۔ یہ ضیافت اچھی ہے یا زقوم کا درخت؟ جہنمی لوگ اسے کھائیں گے، اور کھولتا ہوا پانی پائیں گے، اور بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف پہنچائے جائیں گے۔ ان لوگوں نے دنیا میں اپنے گمراہ باپ دادا کی پیروی کی تھی، حالانکہ ان کی ہدایت کے لیے رسول آئے تھے۔ دیکھ لو کہ ان کا انجام کیسا ہوا۔

پھر حضرت نوحؑ کا حوالہ دے کر بتایا گیا ہے کہ کس طرح اللہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی پکار کو سنا، اور انہیں ظالم قوم سے بچا لیا، اور ان کی نسل کو باقی رکھا، جبکہ باقی تمام لوگوں کو طوفان کے ذریعے غرق کر دیا۔

پھر حضرت ابراہیم کا ذکر فرمایا کہ وہ اللہ کے فرمانبردار اور مطیع بندے تھے۔ انہوں نے اپنے باپ اور قوم سے کہا: یہ مورتیاں کیا چیزیں ہیں جن کی تم عبادت کر رہے ہو؟ کیا اللہ کو چھوڑ کر جھوٹے

معبود چاہتے ہو؟ آخر اللہ رب العالمین کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے؟ پھر وہ گہری سوچ میں ڈوبے، اورانہوں نے ایک تدبیر سوچی۔

ایک روز جب سب لوگ کہیں گئے ہوئے تھے تو حضرت ابراہیم ان کے مندر میں گھس گئے۔ بتوں کے سامنے پرساد کی چیزیں پڑیں تھیں جو وہ کھانہیں رہے تھے تو ابراہیمؑ نے پوچھا کہ آپ لوگ کھاتے کیوں نہیں ہیں؟ کیا ہو گیا کہ آپ لوگ تو بولتے بھی نہیں؟ اس کے بعد وہ ان پر پل پڑے اور سیدھے ہاتھ کی خوب ضربیں لگائیں۔

جب وہ لوگ واپس آئے تو یہ حال دیکھ کر بھاگے بھاگے ابراہیمؑ کے پاس پہنچے تو ابراہیمؑ نے جواب دیا: کیا تم اپنی ہی تراشی ہوئی چیزوں کو پوجتے ہو؟ حالانکہ تم کو پیدا کرنے والی ذات تو صرف اللہ کی ہے۔ بلکہ تمہارے ان خداؤں کا میٹریل بھی اللہ ہی بنانے والا ہے۔

انہوں نے آپس میں طے کیا کہ اس کے لیے آگ کا الاؤ تیار کرو، اور اسے اس دہکتی ہوئی آگ کے ڈھیر میں پھینک دو۔

انہوں نے جو کارروائی کرنا چاہی، اللہ نے اس کو نیچا دکھادیا۔

ابراہیمؑ نے وہاں سے ہجرت کی، اور کہا میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں، وہی میری رہنمائی کرے گا۔

ایک روز انہوں نے اپنے رب سے نیک بیٹے کے حصول کے لیے دعا کی، جو اللہ نے قبول کی، اور حضرت اسماعیلؑ کی بشارت دی۔

جب اسماعیلؑ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو اللہ نے حکم دیا کہ اس بیٹے کو ہمارے راستے میں قربان کردو۔ ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ کو بلا کر کہا: بیٹا، اللہ کی مرضی ہے کہ میں تجھے اس کے راستے میں قربان کردوں، تیری رائے کیا ہے؟ اسماعیلؑ نے کہا کہ جب اللہ کی مرضی ہے تو مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں۔ آپ اللہ کا حکم قبول کیجئے، مجھے آپ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

جب ان دونوں نے سرِ تسلیم خم کردیا، اور ابراہیمؑ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹادیا۔ تو اللہ نے آواز دی: ابراہیمؑ! تو اس آزمائش میں بھی کامیاب ہوا۔ ہم نے تیرے بیٹے کو بچالیا۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسی ہی جزادیتے ہیں۔ ہم نے آپ کی قربانی قبول کرلی۔ اب آپ دنبہ لے کر حضرت اسماعیل کی جگہ قربانی کریں۔ اس طرح قیامت تک کے لیے سنت ابراہیمؑ کے طور پر اپنے

تابعدار بندوں کو قربانی کا حکم دیا۔ حضرت اسماعیلؑ کے بعد اللہ نے حضرت ابراہیمؑ کو ایک اور بیٹا دیا، جس کا نام اسحاقؑ تھا۔ ان سب کو نبوت دی گئی۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا ذکر کیا گیا، اور بتایا گیا کہ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو کس طرح فرعون سے نجات دلائی گئی۔ پھر حضرت الیاسؑ کا ذکر کیا گیا، اور بتایا گیا کہ یہودیوں نے انہیں بھی بہت ستایا تھا۔ سلام ہے الیاسؑ پر اور تمام رسولوں پر۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۳، رکوع ۹ تا ۱۱...... سورۃ صافات، آیات ۱۳۹ تا ص ۲۶﴾

سورۃ الصافات کے آخر میں بہت سے انبیاءؑ کے ذکر کے بعد حضرت یونسؑ کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ بھی رسولوں میں سے تھے۔ ایک روز اپنی بستی چھوڑ کر سمندر میں بھری ہوئی کشتی پر سوار ہوگئے، جو اپنی گنجائش سے زیادہ بھری ہوئی تھی۔ بحری سفر کے دوران یہ محسوس ہوا کہ بوجھ کی زیادتی کے سبب تمام مسافروں کی جان خطرے میں پڑ گئی ہے، تو کشتی میں قرعہ اندازی ہوئی تاکہ جس کا نام قرعہ میں نکلے اسے سمندر میں پھینک دیا جائے۔ قرعہ میں حضرت یونسؑ کا نام نکلا۔ وہ سمندر میں پھینک دیے گئے اور ایک بڑی مچھلی نے ان کو نگل لیا۔ اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو روزِ قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔ لیکن جب حضرت یونسؑ نے اپنے قصوروں کا اعتراف کرلیا، اور ایک بندۂ مومن کی طرح اللہ کی تسبیح میں لگ گئے تو اللہ کے حکم سے مچھلی نے ان کو ساحل پر اگل دیا۔ ساحل ایک چٹیل میدان تھا، جس میں کوئی روئیدگی نہ تھی، نہ کوئی ایسی چیز تھی جو حضرت یونسؑ پر سایہ کرتی۔ نہ وہاں غذا کا سامان موجود تھا۔ تو ہم نے ایک ایسا بیلدار درخت معجزانہ طور پر پیدا کردیا جس کے پتے حضرت یونسؑ پر سایہ بھی کریں اور جس کے پھل ان کے لیے بیک وقت غذا کا کام بھی دیں اور پانی کا کام بھی۔

پھر جب وہ صحت یاب ہوئے تو لاکھوں لوگوں کی بستی کی طرف گئے، اور انہیں ہدایت دی۔ حضرت یونسؑ کی قوم نے عذاب کو آتے دیکھا تو اللہ سے توبہ کی۔ اللہ نے خصوصی طور پر اس قوم سے عذاب ٹال دیا۔

حضرت یونسؑ کے واقعے کے بعد فرمایا کہ ان کفار ومشرکین نے اللہ اور ملائکہ کے درمیان

نسب بنا رکھا ہے، اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں سمجھ رکھا ہے اور اسی طرح کے دوسرے بہتان بھی باندھ رہے ہیں، حالانکہ اللہ تو ان سب چیزوں سے پاک ہے۔ یہ لوگ اللہ کے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں، حالانکہ جب وہ عذاب آئے گا تو ان کے حواس گم ہو جائیں گے۔ لہٰذا آپ انہیں ایک بار پھر تنبیہ کر دیں کہ وہ صرف ایک اللہ کی عبادت کریں اور شرک سے باز آ جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مومنوں کو تسلی دی گئی کہ وہ مشکلات سے نہ گھبرائیں۔ اللہ نے چاہا تو بہت جلدی کامیابی ان کے قدم چومے گی۔ اللہ کی مدد اس کے رسولوں کے لیے ہے، اور ان کا لشکر ضرور غالب ہوگا۔ منکرین دیکھ لیں گے کہ ان کے لیے کیسا عذاب آتا ہے۔ اللہ پاک ہے ان باتوں سے جو کافر کہتے ہیں۔ اور سلام ہے پیغمبروں پر۔ ساری خوبیاں اللہ رب العالمین ہی کو زیبا ہیں۔

سورۃ ص:

اس کے بعد ہم نے سورۃ ص کے ابتدائی حصے کی تلاوت بھی سماعت کی ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے جو ۵ رکوع اور ۸۸ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا نام سورۃ کے پہلے ہی حرف، ص پر رکھا گیا ہے۔ علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سورۃ اس موقع پر نازل ہوئی جب سردارانِ قریش رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے پاس گئے تھے کہ وہ اپنے بھتیجے محمدؐ کے ساتھ ان کی صلح اس شرط پر کرا دیں کہ ہم ایک دوسرے کے معبودوں کو برا نہ کہیں گے، اور یہ کہ رسول اکرم تبلیغ سے باز آ جائیں گے۔ یہ نبوت کے چھٹے سال کا واقعہ ہے، جب کہ رسولِ کریمؐ نے تبلیغ کا کام زور و شور سے شروع کر دیا تھا، اور کفار مکہ انہیں تبلیغ سے باز رکھنے کے لیے ہر ہتھکنڈا استعمال کر رہے تھے۔

پہلی ہی آیت میں فرمایا گیا کہ تحریک اسلامی کے مخالفین کا سب سے بڑا مرض ان کا تکبر، حسد اور نسلی تفاخر ہے۔ فرمایا اس نامور قرآن کی قسم، کافر لوگ مغرور ہیں، اور حضورِ انورؐ سے عداوت کی وجہ سے حق کا اعتراف نہیں کرتے۔ پہلے کتنی ہی امتیں اسی غرور اور نبوت کے انکار کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔ اب کفار مکہ تعجب کرتے ہیں کہ انہی کی قوم میں سے یہ رسول کس طرح ہیں۔ وہ ان کو جادوگر وغیرہ کے نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک ہی خدا کی پرستش سکھاتے ہیں۔ یہ بات تو عیسائی بھی نہیں بتاتے، کیونکہ وہ بھی تین خداؤں کو مانتے ہیں۔ کفارِ مکہ پہلے کے کفار کی طرح ہیں، جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا۔ نوح علیہ السلام کو اور ان

کے بعد کے انبیاء کو بھی جھٹلایا۔ پھر ان سب پر عذاب نازل ہوا۔ اور جب قیامت آئے گی تو ان کفار کا تمسخر دھرا رہ جائے گا۔

اب داؤد علیہ السلام پر اللہ کے انعامات کا ذکر ہے۔ ان کے لیے پہاڑ بھی مسخر کر دیے گئے تھے، جو ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ پرندے بھی آپ کے پاس جمع ہو کر تسبیح کرتے تھے۔ ان کو مضبوط سلطنت، عمدہ حکومت اور قولِ فیصل کی نعمتیں بھی حاصل تھیں۔

ایک رات دو فریق ان کے پاس فیصلے کے لیے آئے، کہ آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے۔ بے انصافی نہ کیجئے، اور ہمیں راہِ راست بتایئے۔ یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں، اور میرے پاس صرف ایک ہی دنبی ہے۔ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ یہ ایک دنبی بھی میرے حوالے کر دو۔ یہ ایک بڑی شخصیت کا آدمی ہے۔ میں اپنے اندر یہ سکت نہیں پاتا کہ اس کا مطالبہ رد کر دوں۔ حضرت داؤد نے جواب دیا کہ یہ مطالبہ ظلم پر مبنی ہے، لیکن ساتھ ہی فوراً سمجھ گئے کہ یہ تو ان کی اپنی آزمائش ہے، اور فیصلہ کروانے والے تو فرشتے ہیں۔ کیونکہ حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ ان کے ایک افسر کے پاس صرف ایک بیوی تھی، جو بہت سی خوبیوں کی مالکہ تھی۔ حضرت داؤدؑ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ایسی لائق عورت ایک معمولی افسر کی بیوی ہونے کے بجائے ملک کی ملکہ ہونی چاہیے۔ اسی خیال سے مغلوب ہو کر انہوں نے اس کے شوہر سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ لہٰذا دنبیوں کا فیصلہ کرتے وقت حضرت داؤدؑ کو احساس ہوا کہ وہ غلطی پر ہیں۔ اس لیے وہ سجدے میں گر گئے، اور اپنے رب سے استغفار کرنے لگے۔ اللہ نے انہیں معاف کر دیا۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۳، رکوع ۱۰ تا ۱۴...... سورۃ ص، آیات ۲۷ تا ۸۸﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۂ ص کے دوسرے حصے کی تلاوت سماعت کی ہے، جس میں اللہ فرماتا ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ ان لوگوں جیسے نہیں جو زمین پر فساد پھیلاتے ہیں، کیونکہ اللہ نے کائنات کی تخلیق ہی انصاف کی بنیاد پر کی ہے۔ لہٰذا متقی اور فاجر یکساں نہیں ہو سکتے، اور نہ ان کا انجام ہی ایک جیسا ہو سکتا ہے۔

آسمانوں اور زمین میں ہر چیز حق ہے، باطل اور بیکار نہیں، جیسا کہ کافروں کا گمان ہے۔ اور یہ قرآن برکت والا ہے۔ اس کی آیتوں پر غور کرنا چاہیے، اور نصیحت حاصل کرنا چاہیے۔

اس کے بعد حضرت داوٗدؑ کے بیٹے حضرت سلیمانؑ کا قصہ بیان فرما کر بھی یہی بات ثابت کی کہ اللہ کے بندے کبھی ضد اور ہٹ دھرمی نہیں کرتے اور اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی توبہ واستغفار کر لیتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام کو اللہ پاک نے بہت اچھا بندہ بنایا تھا، بڑی حکومت دی تھی، کثیر تعداد میں گھوڑے دیے تھے۔ ہوا بھی مسخر تھی، اور بہت سے اختیار دیے گئے تھے۔

پھر اللہ نے اپنے بندے ایوب کا ذکر کیا کہ جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے سخت تکلیف اور عذاب میں ڈال رکھا ہے، یعنی اس شدید بیماری میں وہ مجھے وسوسوں سے تنگ کرتا، مجھے اپنے رب سے مایوس کرنے کی کوشش کرتا اور ناشکرا بنانا چاہتا ہے، اور اس بات کے درپے ہے کہ میں اور میری بیوی دامنِ صبر چھوڑ دیں۔

ہم نے اسے حکم دیا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو۔ اللہ کے حکم سے زمین پر پاؤں مارتے ہی ایک چشمہ نکل آیا، جس کا پانی پینا اور اس میں غسل کرنا حضرت ایوب کے مرض کا علاج تھا۔ جب ہم نے ان کو شفا عطا فرمائی تو سارا خاندان ان کے پاس پلٹ آیا اور پھر ہم نے ان کو مزید اولاد عطا کی۔ عقل وفکر رکھنے والوں کے لیے اس میں سبق ہے کہ انسان کو اچھے حالات میں خدا کو بھول کر سرکش نہ بننا چاہیے، اور نہ برے حالات میں اسے مایوس ہونا چاہیے۔ تقدیر کی بھلائی اور برائی سراسر اللہ وحدہٗ لاشریک کے اختیار میں ہے۔ وہ چاہے تو آدمی کے بہترین حالات کو بدترین حالات میں بدل دے اور چاہے تو برے سے بُرے حالات سے اسے بخیریت گزار کر بہترین حالت پر پہنچا دے۔ اس لیے بندۂ عاقل کو ہر حالت میں اسی پر توکل کرنا چاہیے، اور اُسی سے امید رکھنی چاہیے۔ ہم نے ایوبؑ کو صابر اور بہترین بندہ پایا، جو صرف اپنے رب ہی کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔

اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا ذکر بھی کرو، جو بڑی قوت عمل رکھنے والے اور دیدہ ور لوگ تھے۔ ہم نے انہیں ایک خالص صفت کی بنا پر برگزیدہ کیا تھا، اور وہ دارِ آخرت کی یاد تھی۔ ان کی تمام سرفرازیوں کی وجہ اصل میں یہ تھی کہ ان کے اندر دنیا طلبی اور دنیا پرستی کا شائبہ تک نہ تھا۔ ان کی ساری فکر و سعی آخرت کے لیے تھی۔ وہ خود بھی اس کو یاد رکھتے اور دوسرں

کو بھی اس کی یاد دلاتے تھے۔

یہاں اللہ نے آخرت کو اصل گھر قرار دیا ہے۔ دنیا انسان کا گھر نہیں بلکہ صرف ایک گزرگاہ ہے، ایک مسافر خانہ ہے، جس سے آدمی کو بہرحال رخصت ہونا ہے۔ اصل گھر وہی آخرت کا گھر ہے۔ جو شخص اس کو سنوارنے کی فکر کرتا ہے وہی صاحب بصیرت ہے، اور اللہ کے نزدیک لامحالہ اسی کو پسندیدہ انسان ہونا چاہیے۔ رہا وہ شخص جو اس مسافر خانے میں اپنی چند روزہ قیام گاہ کو سجانے کے لیے وہ حرکتیں کرتا ہے جن سے آخرت کا اصل گھر اس کے لیے اجڑ جائے تو وہ عقل کا اندھا ہے، اور فطری بات ہے کہ ایسا آدمی اللہ کو پسند نہیں آ سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل، حضرت الیسعؑ اور حضرت ذوالکفلؑ کا ذکر فرمایا۔ اس کے بعد تفصیل سے بتایا کہ قیامت تک کے دن اللہ کے متقی بندوں کے لیے بہترین ٹھکانہ ہے۔ ہمیشہ رہنے والی جنتیں، جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوں گے۔ ان میں وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے، خوب خوب فواکہ اور مشروبات طلب کر رہے ہوں گے۔ اور ان کے پاس شرمیلی ہم سن بیویاں ہوں گی۔ یہ وہ چیزیں ہیں جنہیں حساب کے دن عطا کرنے کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں۔

یہ تو متقیوں کا انجام ہے، جبکہ سرکشوں کے لیے بدترین ٹھکانہ ہے۔ جہنم میں وہ جھلسے جائیں گے، کھولتے ہوئے پانی، زخموں سے رسنے والی پیپ، لہو اور اسی قسم کی دوسری تلخیوں کا مزہ چکھیں گے اور جہنمی ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ کتنی بری جائے قرار ہے۔ پھر کہیں گے، اے ہمارے رب، جس نے ہمیں اس انجام تک پہنچانے کا بندوبست کیا اور ہمیں گمراہ کیا، اس کو دوزخ کا دوہرا عذاب دے۔ وہ دیکھیں گے کہ وہ مسلمان جنہیں وہ دنیا میں حقیر اور چھوٹا سمجھتے تھے، جن کی دنیا میں بُرائیاں کرتے تھے، خدا، رسول اور آخرت کی باتیں کرنے پر جن کا مجلسوں میں مذاق اڑاتے تھے، آج وہ کس قدر کامیاب ہیں، اور جنت میں اپنے رب کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔

پھر حضور اکرمؐ سے خطاب ہے کہ (کہہ دو) میں تو بس خبردار کرنے والا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی حقیقی حاکم ہے، جو سب پر غالب ہے۔ آسمان، زمین اور ان کے درمیان ہر چیز اُسی کی ہے وہی قیامت کی خبر رکھتا ہے۔

آخر میں بتایا گیا کہ ابلیس کو بھی اس لیے اللہ نے لعنت کر کے ہمیشہ کے لیے ذلیل وخوار کر

دیا کہ وہ تکبر میں مبتلا تھا، اور اس نے حضرت آدم کو سجدہ نہ کر کے اللہ کی نافرمانی کی تھی۔ اسی طرح تکبر کی بدولت کفار بھی ذلیل وخوار ہوں گے، کیونکہ یہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کو جھٹلا کر اللہ سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اے نبیؐ! ان سے کہہ دو کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ قرآن تو سارے جہانوں کے لیے ایک نصیحت ہے، اور تھوڑی ہی مدت بعد تمہیں اس کا حال خود معلوم ہو جائے گا۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ نمبر ۲۳، رکوع ۱۵ تا ۱۷...... سورۃ الزمر، آیات ۱ تا ۳۱ ﴾

آج نماز تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورۃ الزمر کا آغاز کیا ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے، جو ۸ رکوع اور ۷۵ آیات پر مشتمل ہے۔ اس سورۃ کی آیت نمبر ۷۱ میں ''زمر'' کا لفظ آیا ہے، اس لیے اس کا نام الزمر رکھا گیا۔ یہ سورۃ ہجرتِ حبشہ سے کچھ پہلے نازل ہوئی تھی۔ اس وقت مکہ معظمہ میں مسلمانوں پر سخت ظلم وتشدد ہو رہا تھا۔ اس سورۃ کے مخاطب زیادہ تر کفار ہیں، لیکن کہیں کہیں مومنوں کو بھی خطاب فرمایا گیا ہے، دعوتِ اسلامی کا مقصد خالص اللہ کی بندگی بتایا گیا ہے، اور آخرت کا ذکر بڑے موثر انداز میں کر کے توحید کی حقانیت اور شرک کے ابطال کو ثابت کیا گیا ہے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی ہی آیت میں خطاب کر کے بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کا نزول اللہ زبردست و دانا کی طرف سے ہے، اے محمدؐ! یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف برحق نازل کی ہے، لہٰذا تم اللہ کی بندگی کرتے رہو، اور دین کو اُسی کے لیے خالص کرتے ہوئے ڈٹے رہو۔ خبردار! دین خالص اللہ کا حق ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں، اور اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ اصل معبود اور خالق تو ہم اللہ ہی کو مانتے ہیں، لیکن اس کی بارگاہ بہت اونچی ہے جس تک ہماری رسائی بھلا کہاں ہو سکتی ہے' اس لیے ہم ان بزرگ ہستیوں کو ذریعہ اور وسیلہ بناتے ہیں، تاکہ یہ ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچا دیں۔

اللہ یقیناً ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکر حق ہو۔

اللہ نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا۔ وہ اس شرک سے پاک ہے اور اکیلا سب پر غالب ہے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ وہی دن پر رات اور رات پر دن کو لپیٹتا ہے۔ اسی نے سورج اور چاند کو اس طرح مسخر کر رکھا ہے کہ ہر ایک وقت مقرر تک چلے جا رہے ہیں۔ اسی نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ پھر وہی ہے جس نے ایک جان سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور اُسی نے تمہارے لیے مویشیوں میں سے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری، چار نر اور چار مادہ پیدا کیے وہ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تین تین تاریک پردوں کے اندر تمہیں ایک کے بعد ایک شکل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی اللہ تمہارا مالک، حاکم اور پروردگار ہے۔ بادشاہی اُسی کی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر پھرائے جا رہے ہو؟

اگر تم کفر کرو تو اللہ تم سے بے نیاز ہے، لیکن وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو اسے وہ تمہارے لیے پسند کرتا ہے۔ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ تم سب کو اپنے رب کی طرف پلٹنا ہے۔ پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے ہو۔ وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے۔

انسان پر جب کوئی آفت آتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف رجوع کر کے اسے پکارتا ہے۔ پھر جب اس کا رب اسے اپنی نعمت سے نواز دیتا ہے تو وہ اس مصیبت کو بھول جاتا ہے جس پر وہ اللہ سے دعائیں مانگ رہا تھا۔ پھر وہ دوسروں کو اللہ کا ہمسر ٹھہراتا ہے، اور دوسروں کو بھی یہ کہہ کر گمراہ کرتا ہے کہ جو آفت مجھ پر آئی تھی وہ فلاں حضرت یا فلاں بزرگ یا فلاں دیوی اور دیوتا کے صدقے ٹل گئی، جس سے دوسرے بہت سے لوگ بھی ان معبودانِ غیر اللہ کے معتقد بن جاتے ہیں۔

اے نبیؐ! ان سے کہہ کہ تھوڑے دن اپنے کفر سے لطف اٹھا لیں۔ یقیناً وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔ اللہ کو وہ پسند ہیں جو مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ رات کو گھڑیوں میں قیام اور سجود کرتے ہیں، آخرت سے ڈرتے اور اپنے رب کی رحمت سے امید لگاتے ہیں۔ جاننے والے اور نہ جاننے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔

اے میرے محبوب آپ [illegible]

اس دنیا میں بھی بھلائی ہے، اور آخرت میں بھی صبر کرنے والوں کو بھرپور ثواب دیا جائے گا۔ آپ فرمادیں کہ مجھے حکم ہے کہ میں اللہ کی عبادت خلوص کے ساتھ کروں، سب سے پہلے اس کے آگے گردن رکھ دوں، اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے ڈروں، اور اس کا مخلص بندہ بنوں۔

اب تم لوگ اس کے سوا کسی کو پوجنا چاہتے ہو تو پوجتے رہو۔ تم جیسے لوگ ہی گھاٹے میں رہیں گے، اور دوزخ کی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ لیکن جو لوگ شیطان کی پوجا سے بچے اور اللہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ان کے لیے خوش خبری ہے کہ اللہ کی راہ پر چلتے ہیں۔ ان کے لیے جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات ہوں گے، اور اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

اللہ کی قدرت تو دیکھو کہ بارش ہوتی ہے تو کئی قسم کی کھیتی ہوتی ہے، لیکن سرسبز و شاداب ہونے کے بعد بھی اللہ چاہے تو تباہ کر دیتا ہے۔ اسی طرح سمجھ والوں کے لیے سبق حاصل ہو سکتا ہے اور اللہ نے جس شخص کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا ہے اس کے مقابلے میں اس کافر و منکر کی کیا حیثیت ہے جس کا دل اللہ کی طرف سے سخت ہو چکا ہے۔ اس قرآن کو سن کر بدن میں رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ یہی صحیح راہ ہے جو اللہ کے فضل سے ہی دکھائی دیتی ہے۔ جس شخص کو یہ ہدایت حاصل نہیں اس کے لیے عذاب ہی عذاب ہے۔ ایسے گمراہوں پر پہلے بھی عذاب آیا، اور وہ دنیا و آخرت میں رسوا ہوئے۔

اللہ تعالیٰ ایک غلام کی مثال دے کر واضح کرتا ہے کہ شرک کرنے والے کس قدر گمراہ ہیں ایک شخص وہ ہے جس کے ڈھیر سارے آقا ہیں، جو اسے اپنی اپنی طرف کھینچتے ہیں، اور دوسرا شخص صرف ایک ہی آقا کا غلام ہے کیا ان دونوں کا حال یکساں ہو سکتا ہے؟ مگر اکثر لوگ نادانی میں پڑے ہیں۔

اے نبیؐ! آپ کو فوت ہونا ہے، اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے۔ آخر کار، قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔

☆☆☆

......اکیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲۴، رکوع ۱تا۳، سورۃ الزمر، آیات ۳۲ تا ۶۳﴾

قابل احترام خواتین اسلام، بزرگو اور دوستو!

آج رمضان کا دوسرا مغفرت والا عشرہ بھی ہم سے رخصت ہو گیا ہے۔ اور جہنم سے آزادی حاصل کرنے کی گھڑیاں ہم پر سایہ فگن ہیں۔ رخصت ہوتے رمضان کی یہ گھڑیاں بڑی اہم ہیں۔ یہ اعتکاف کا عشرہ بھی ہے اور لیلۃ القدر کی تلاش کا بھی، آج کی رات بھی انہی راتوں میں سے ایک ہے جو ہزار ہا مہینوں سے زیادہ افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں برستی ہوئی ان رحمتوں سے کماحقہٗ استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہم سب پر جہنم کی آگ کو حرام کر دے۔ ...آج ہم نے چوبیسویں پارے کا آغاز کیا ہے، جس میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا، اور جب سچائی اس کے سامنے آئی تو اسے جھٹلا دیا۔ اب ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم نہیں تو اور کیا ہے؟ عذاب سے تو صرف وہی بچیں گے جو سچائی قبول کرنے والے ہیں۔ انہیں اپنے رب کے ہاں وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کریں گے۔

اے نبی ﷺ! کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں ہے؟ تو پھر یہ کفار اس کے سوا دوسرے جھوٹے خداؤں سے تم کو کیوں ڈراتے ہیں کہ ان بتوں کی توہین کرنے والوں پر ان کی مار پڑے گی؟ حالانکہ اللہ جسے گمراہی میں ڈال دے اسے کوئی راستہ دکھانے والا نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اسے بھٹکانے والا بھی کوئی نہیں۔ کیا اللہ زبردست اور انتقام لینے والا نہیں۔

ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ نے۔ ان سے کہو: جب حقیقت یہ ہے کہ تو تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو یہ تمہاری دیویاں جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو، مجھے اس کے پہنچائے ہوئے نقصان سے بچالیں گی؟ یا اگر اللہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا یہ اس کی رحمت کو روک سکیں گی؟ ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ ہی کافی ہے۔ بھروسہ کرنے والے اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ان

سے صاف کہہ دو کہ اے میری قوم کے لوگو! مجھے زک دینے کے لیے جو کچھ تم کر رہے ہو، اور کر سکتے ہو، وہ کیے جاؤ۔ اپنی کرنی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھو۔ میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ عنقریب تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کس پر رسوا کن عذاب آتا ہے اور کسے وہ سزا ملتی ہے جو کبھی ٹلنے والی نہیں۔

اے نبیؐ! ہم نے سب انسانوں کے لیے یہ کتاب برحق تم پر نازل کر دی ہے اب جو سیدھا راستہ اختیار کرے گا اپنے لیے کرے گا، اور جو بھٹکے گا اس کے بھٹکنے کا وبال اسی پر ہوگا۔ راہِ راست پیش کرنے کے بعد بھی اگر یہ گمراہ ہی رہیں تو تم پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

وہ اللہ ہی ہے جو موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور جو ابھی نہیں مرا تو اس کی روح نیند میں قبض کر لیتا ہے، یعنی احساس و شعور، فہم و ادراک اور اختیار و ارادہ کی قوتوں کو معطل کر دیتا ہے۔ پھر وہ جس پر موت کا فیصلہ نافذ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے، اور دوسروں کی روحیں ایک وقت مقرر کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔ اس میں بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں۔ کیا اس خدا کو چھوڑ کر ان لوگوں نے دوسروں کو شفیع بنا رکھا ہے؟ وہ بیچارے کیا شفاعت کریں گے؟ ان کے اختیار میں تو کچھ بھی نہیں۔ شفاعت تو اللہ کے اختیار میں ہے، جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے۔ اُسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔

جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو منکرینِ آخرت کے دل کڑھنے لگتے ہیں لیکن جب اس کے ساتھ دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ یہی انسان جب ذرا سی مصیبت اسے چھو جاتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے اور جب ہم اسے اپنی طرف سے نعمتیں دے کر نوازتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میری اپنی قابلیت اور محنت کی بنا پر مجھے دیا گیا ہے۔ یہی وہ آزمائش ہے جسے یہ نہیں سمجھ رہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ اللہ جس کا چاہتا ہے، رزق کشادہ کر دیتا ہے، اور جس کا چاہتا ہے، تنگ کر دیتا ہے؟ اس میں اہل ایمان کے لیے نشانیاں ہیں۔

اے نبیؐ! کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے، اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ وہ تو غفور الرحیم ہے۔ اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ، اور اُسی کے مطیع ہو جاؤ، اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آ جائے، اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ ملے اور اپنے رب کی طرف سے بھیجی ہوئی کتاب کی پیروی کرو، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آئے اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں پچھتاتے پھرو، اور کہو کہ کاش،

اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا اور عذاب دیکھ کر کہو کہ اے کاش! مجھے ایک موقع اور مل جائے تو میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ اس وقت یہ جواب ملے گا، کیوں نہیں۔ میری آیات تیرے پاس آ چکی تھیں پھر تو نے انہیں جھٹلایا، تکبر اور کفر کیا۔ آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں، قیامت کے روز ان کے منہ کالے ہوں گے، اور جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ اور جن لوگوں نے یہاں تقویٰ کی روش اختیار کی ہے انہیں اللہ نجات دے گا۔ ان کو نہ کوئی گزند پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللہ ہر چیز کا خالق ہے، اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔ زمین و آسمان کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔ اللہ کی آیات کا انکار کرنے والے یقیناً گھاٹے میں ہیں۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۴، رکوع ۴ تا ۶ ... سورۃ الزمر، آیت ۶۴ تا سورۃ المومن آیات ۱ تا ۹﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ الزمر کا اختتام کر کے سورۃ المومن کا آغاز کیا ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: اے نبیؐ! ان سے کہو: اے جاہلو! تم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کرنے کے لیے مجھ سے کہتے ہو۔ یہ بات تمہیں ان سے صاف کہہ دینی چاہیے کیونکہ تمہاری اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اے نبیو! اگر تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے، اور تم خسارے میں رہو گے۔ اے نبیؐ! تم بس اللہ ہی کی بندگی کرو اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جاؤ۔

ان لوگوں کو اللہ کی عظمت و کبریائی کا کچھ اندازہ ہی نہیں ہے۔ انہوں نے کبھی یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ خداوندِ عالم کا مقام کتنا بلند ہے۔ اور وہ حقیر ہستیاں کیا شے ہیں جن کو یہ نادان لوگ خدائی میں شریک اور معبودیت کا حق دار بنائے بیٹھے ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ اس کی قدرتِ کاملہ کا حال تو یہ ہے کہ قیامت کے روز پوری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی، اور آسمان اس کے دست راست میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ کہاں اس کی یہ شانِ عظمت و کبریائی اور کہاں اس کے ساتھ خدائی میں کسی کا شریک ہونا۔

قیامت کے دن زمین اور آسمانوں کو سمیٹ دیا جائے گا، اور پہلے صور کی آواز سے سب بے

ہوش ہو جائیں گے اور دوبارہ صور کی آواز سے سب اٹھ کھڑے ہوں گے۔ ایک نئی زمین ہوگی جو اللہ کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔ پھر اعمال کی کتاب رکھی جائے گی۔ انبیاء علیہم السلام لائے جائیں، اور سچا فیصلہ ہوگا۔ جس شخص نے جو کچھ کیا ہے اس کا بدلہ اسے ملے گا اور کفار ہانکے جائیں گے گروہ در گروہ جہنم کی طرف۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھولے جائیں گے، اور جہنم کے داروغے ان سے سوال کریں گے۔ کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں آیتیں سناتے اور آج کے دن سے ڈراتے؟ وہ کہیں گے: بے شک، آئے تھے۔ پھر وہ جہنم میں جھونک دیے جائیں گے، اور کہا جائے گا: یہاں اب تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ بڑا ہی برا ٹھکانہ ہے یہ متکبروں کے لیے۔

جو لوگ اپنے رب کی نافرمانی سے پرہیز کرتے تھے انہیں گروہ در گروہ جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے، اور اس کے دروازے پہلے ہی کھولے جا چکے ہوں گے، تو اس کے منتظمین ان سے کہیں گے۔ سلام ہو تم پر۔ بہت اچھے رہے۔ اب اس جنت میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو جاؤ۔ وہ کہیں گے: شکر ہے اس خدا کا جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا، اور ہم کو زمین کا وارث بنا دیا۔ اب ہم جنت میں جہاں چاہیں اپنی جگہ بنا سکتے ہیں۔ پس بہترین اجر ہے عمل کرنے والوں کے لیے۔

اور تم دیکھو گے کہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی حمد اور تسبیح کر رہے ہوں گے اور لوگوں کے درمیان ٹھیک حق کے ساتھ فیصلہ چکا دیا جائے گا، اور پکار دیا جائے گا کہ حمد ہے اللہ رب العالمین کے لیے۔

سورۃ المومن:

اس کے بعد ہم نے سورۃ المومن کا آغاز کیا۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۹ رکوع اور ۸۵ آیات ہیں۔ یہ سورۃ سورہ زمر کے فوراً بعد نازل ہوئی۔ اس کی ترتیب نزول وہی ہے جو قرآن میں اس وقت دی ہوئی ہے۔ جن حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی وہ مسلمانوں کے لیے بڑے دل شکن تھے۔ کفار رسول اکرمؐ پر نہ صرف ہر قسم کے اعتراضات اور بہتان باندھ رہے تھے، اور آپ کو قتل کرنے کا موقع ڈھونڈ رہے تھے بلکہ ایک مرتبہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حرمِ کعبہ میں نماز

پڑھ رہے تھے تو ایک ظالم عقبہ بن ابی معیط نے آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گلا گھونٹنے کی عملاً کوشش بھی کی تھی۔

اس سورۃ میں کفار کے اعتراضات اوران کی سازشوں کا جواب بھی دیا گیا ہے۔فرمان ہے:
اس کتاب کا نزول اللہ کی طرف سے ہے، جو بزردست ہے، سب کچھ جاننے والا، گناہ معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزادینے والا اور بڑا صاحبِ فضل ہے۔کوئی معبود اس کے سوانہیں۔اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے۔

کافرلوگ ہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں۔دنیا کے ملکوں میں ان کی چلت پھرت تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈال دے۔اس سے پہلے نوح کی قوم بھی جھٹلا چکی ہے، اور دیگر قومیں بھی۔ان سب نے باطل کے ہتھیار سے حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کی، مگر سب پکڑے گئے۔دیکھ لو کہ میری سزا کیسی سخت تھی۔سب کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

عرشِ الٰہی کے حامل اور گردو پیش رہنے والے خدا کے انتہائی مقرب فرشتے جہاں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتے ہیں وہاں ایمان رکھنے والوں کے لیے دعائے مغفرت بھی کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اے رب! توجہ کرنے والوں اور تیرا راستہ اختیار کرنے والوں کو معاف کردے، اور انہیں دوزخ سے بچالے اور اے ہمارے رب! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل کردے، ان کے والدین بیویوں اور اولاد میں سے بھی جو صالح ہوں انہیں جنت میں ان کا رفیق بنادے اوران کو برائیوں سے بچادے۔جس کو تو نے قیامت کے دن برائیوں سے بچا دیا۔اس پر تو نے بڑا رحم کیا۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر۲۴، رکوع ۷تا۱۰.....سورۃ المومن، آیات ۱۰تا۵۰﴾

ارشاد ربانی ہے: جن لوگوں نے کفر کیا ہے، قیامت کے روز ان کو پکار کر کہا جائے گا کہ آج تمہیں جتنا شدید غصہ اپنے اوپر آرہا ہے، اللہ تم پر اس سے بھی زیادہ غضب ناک اس وقت ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم کفر کرتے تھے۔وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم اپنے قصوروں کا اعتراف کرتے ہیں۔کیا اب یہاں سے نکلنے کی بھی کوئی سبیل ہے؟ جواب ملے گا:

یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو، اس وجہ سے ہے کہ جب اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم ماننے سے انکار کر دیتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو ملایا جاتا تو تم مان لیتے تھے۔ اب فیصلہ اسی اکیلے خدا کے ہاتھ میں ہے جس کی خدائی پر تم راضی نہ تھے، حالانکہ اس نے دنیا میں تمہیں وہ تمام نشانیاں دکھائیں جو اس بات کا پتہ دیتی تھیں کہ اس کائنات کا صانع اور مدبر و منتظم ایک خدا اور ایک ہی خدا ہے۔ میں نے آسمان سے تمہارے لیے رزق نازل کیا، مگر ان نشانیوں کے مشاہدے سے سبق صرف وہی شخص لیتا ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہو، اور اپنے دین کو خالص کر کے اللہ کو پکارنے والا ہو۔ اللہ کا مقام بدرجہا بلند ہے۔ وہ ساری کائنات کا بادشاہ و فرمانروا ہے۔ کائنات کے تختِ سلطنت کا مالک ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے، نبوت عطا کر دیتا ہے تا کہ وہ لوگوں کو قیامت کے دن سے خبردار کر سکیں۔ وہ دن جب سب لوگ بے پردہ ہوں گے۔ اللہ سے ان کی کوئی بات بھی چھپی ہوئی نہ ہوگی۔ اس روز پکار کر پوچھا جائے گا: آج بادشاہی کس کی ہے؟ سارا عالم پکار اٹھے گا: اللہ واحد قہار کی۔ آج ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا، اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔ اللہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

اے نبیؐ! ان لوگوں کو اس دن سے ڈراؤ جو قریب آ لگا ہے، جب کلیجے منہ کو آ رہے ہوں گے، اور لوگ چپ چاپ خون کے گھونٹ پیے کھڑے ہوں گے۔ ظالموں کا کوئی دوست اور ہمدرد نہ ہوگا اور نہ کوئی شفیع جس کی بات مانی جائے۔ اللہ نگاہوں کی چوری تک سے واقف ہے، اور سینوں میں چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔

کیا یہ لوگ زمین پر چلتے پھرتے نہیں کہ انہیں ان لوگوں کا انجام نظر آتا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ ان سے زیادہ طاقت ور تھے، اور ان سے زیادہ زبردست آثار زمین میں چھوڑ گئے ہیں۔ مگر اللہ نے ان کے گناہوں پر انہیں پکڑ لیا، اور ان کو اللہ سے بچانے والا کوئی نہ تھا۔ ان کا یہ انجام اس لیے ہوا کہ ان کے پاس رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے اور انہوں نے ماننے سے انکار کر دیا۔

ہم نے موسیٰؑ کو فرعون، ہامان اور قارون کی طرف اپنی نشانیوں اور نمایاں سندِ ماموریت کے ساتھ بھیجا، مگر انہوں نے کہا: ساحر ہے، کذاب ہے۔

ایک روز فرعون نے اپنے درباریوں سے کہا: چھوڑو مجھے میں اس موسیٰؑ کو قتل کیے دیتا

ہوں۔ اور پکار دیکھے یہ اپنے رب کو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ یہ تمہارا دین بدل ڈالے گا، یا ملک میں فساد برپا کرے گا۔

موسیٰ نے کہا! میں نے ہر اس متکبر کے مقابلے میں جو یوم الحساب پر یقین نہیں رکھتا، اپنے رب کی پناہ لے لی ہے۔

اس موقع پر آلِ فرعون میں سے ایک مومن شخص، جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا، بول اٹھا:
کیا تم ایک شخص کو صرف اس لیے قتل کرو گے کہ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، حالانکہ وہ تمہارے پاس نشانیاں لے کر آیا ہے؟ اور جن ہولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتا ہے ان میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آئیں گے۔ اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا اور کذاب ہو۔
اے میری قوم کے لوگو! آج تمہیں بادشاہی حاصل ہے، اور زمین میں تم غالب ہو، لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آ گیا تو پھر کون ہے جو ہماری مدد کر سکے گا؟

فرعون نے کہا: میں تو تم لوگوں کو وہی رائے دیتا ہوں جو مجھے مناسب نظر آتی ہے، اور اسی راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں جو ٹھیک ہے۔

وہ شخص جو ایمان لایا تھا، اس نے کہا: اے میری قوم کے لوگو! مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر بھی وہ دن نہ آ جائے جو اس سے پہلے بہت سے جتھوں پر آ چکا ہے، جیسا دن قومِ نوح، عاد، ثمود اور ان کے بعد والی قوموں پر آیا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔ اے قوم مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر فریاد و فغاں کا دن نہ آ جائے، جب تم ایک دوسرے کو پکارو گے اور بھاگے بھاگے پھرو گے، مگر اس وقت اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ سچ یہ ہے کہ جسے اللہ بھٹکا دے اسے پھر کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے یوسفؑ تمہارے پاس آئے تھے، مگر تم ان کی لائی ہوئی تعلیم کی طرف سے شک میں پڑے رہے۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا کہ اب ان کے بعد اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ ان سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں، اور اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ اللہ ہر متکبر اور جبار کے دل پر ٹھپہ لگا دیتے ہیں۔

فرعون نے کہا: اے ہامان! میرے لیے ایک بلند عمارت بنا، تاکہ میں آسمان تک پہنچ کر موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں۔ مجھے تو یہ موسیٰ جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے۔

اس طرح فرعون کے لیے اس کی بدعملی خوش نما بنادی گئی، اور وہ راہِ راست سے روک دیا گیا۔فرعون کی ساری چالبازی اس کی اپنی تباہی کے راستے میں صرف ہوئی۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۴، رکوع ۱۱ تا ۱۴......سورۃ المومن، آیات ۵۱ تا ۸۵﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ المومن کو مکمل کیا ہے۔

فرعون کی قوم کے اس مردِ مومن کا ذکر ہو رہا تھا جس نے قوم کی اصلاح کرنا چاہی، اس کو جنت کی بشارت بھی دینا چاہی، عذاب سے بچانے کی کوشش کی، اور اللہ سے بہت ڈرانا چاہا لیکن وہ لوگ ایمان نہ لائے اور اللہ نے اس مردِ مومن کو بچالیا، اور آلِ فرعون کو عذاب نے آگھیرا۔ وہ لوگ آخرت میں بھی سخت عذاب میں ہوں گے، اور کس طرح وہ عذاب کم نہ ہوگا۔ بے شک اللہ اپنے رسولوں اور ایمان والوں کی اس دنیا اور آخرت میں مدد فرمانے والا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت حاصل تھی، اور قومِ بنی اسرائیل کو تورات عطا ہوئی تھی۔ اے محبوبؐ! آپ صبر کریں۔ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ صبح وشام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں۔ آپ کا دین غالب ہو کر رہے گا۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں وہ متکبر ہیں۔ اللہ سب سنتا اور دیکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کو پیدا کرنے کی بہ نسبت یقیناً زیادہ بڑا کام ہے، مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اندھا اور آنکھوں والا یکساں ہوں، ایمان دار اور صالح اور بدکار برابر ٹھہریں۔ مگر تم لوگ کم ہی سمجھتے ہو۔ یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے۔ اس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ مگر اکثر لوگ نہیں مانتے۔

تمہارا رب کہتا ہے: مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔ اور دن کو روشن کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے، مگر اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے۔ وہی اللہ تمہارا رب ہے، ہر چیز کا خالق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کدھر بہکائے جا رہے ہو؟ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو جائے قرار بنایا، اور اوپر آسمان

کا گنبد بنایا۔ جس نے تمہاری صورت بنائی اور بڑی ہی عمدہ بنائی، جس نے تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق دیا۔ وہی اللہ بے حساب برکتوں والا تمہارا اور پوری کائنات کا رب ہے۔ وہ زندہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اپنے دین کو خالص کر کے اسی کو تم پکارو۔ ساری تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں۔ وہی تو ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفے سے، پھر خون کے لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچے کی شکل میں نکالتا ہے، پھر تمہیں بڑا کرتا ہے، تاکہ تم اپنی پوری طاقت اور شباب کو پہنچ جاؤ۔ پھر اور بڑا کرتا ہے کہ بڑھاپے کو پہنچو۔ اور تم میں سے کوئی پہلے ہی واپس بلا لیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کیا جاتا ہے کہ تم اپنے مقررہ وقت تک پہنچ جاؤ۔ اور اس لیے کہ تم حقیقت کو سمجھو۔ وہی زندگی اور موت دینے والا ہے۔ وہ جس بات کا بھی فیصلہ کرتا ہے، بس ایک حکم دیتا ہے کہ ہو جا، اور وہ ہو جاتی ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اور قرآن کو جھٹلاتے ہیں، عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے، اور زنجیریں، جن سے پکڑ کر وہ کھولتے ہوئے پانی کی طرف کھینچے جائیں گے، اور پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ اب کہاں ہیں اللہ کے سوا دوسرے خدا جن کو تم شریک کرتے تھے؟ وہ کہیں گے اب ہم پر یہ بات کھل گئی ہے کہ ہم جنہیں دنیا میں پکارتے تھے وہ کچھ بھی نہ تھے۔ انتہائی ہیچ تھے۔ آج وہ ہمیں نظر نہیں آ رہے۔ اب جاؤ، جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، جو متکبرین کا ٹھکانہ ہے۔

پس اے نبیؐ! جو لوگ جھگڑالو پن سے تمہارا مقابلہ کر رہے ہیں، اور ذلیل ہتھکنڈوں سے تمہیں نیچا دکھانا چاہتے ہیں، ان کی باتوں اور ان کی حرکتوں پر صبر کرو۔ اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ اب خواہ ہم تمہارے سامنے ہی ان کو ان برے نتائج کا کوئی حصہ دکھا دیں جن سے ہم انہیں ڈرا رہے ہیں، یا اس سے پہلے تم کو دنیا سے اٹھا لیں، پلٹ کر آنا تو انہیں ہماری طرف ہی ہے، جہاں وہ اپنے کرتوتوں کی بھرپور سزا پائیں گے۔

اے نبیؐ! آپ سے پہلے ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں، جن میں سے بعض کے حالات ہم نے آپ کو بتائے ہیں، اور بعض کے نہیں بتائے۔ کسی رسول کی بھی یہ طاقت نہ تھی کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر خود کوئی نشانی لے آتا۔ پھر جب اللہ کا حکم آ گیا تو حق کے مطابق فیصلہ کر دیا گیا اور اس وقت غلط کار لوگ خسارے میں پڑ گئے۔

اللہ ہی نے تمہارے لیے یہ مویشی جانور بنائے ہیں تاکہ ان میں سے کسی پر تم سوار ہو، اور کسی کا گوشت کھاؤ۔ ان کے اندر تمہارے لیے اور بھی بہت سے منافع ہیں، اور وہ اس کام بھی آتے ہیں کہ تمہارے دلوں میں جہاں جانے کی حاجت ہو وہاں تم ان پر پہنچ سکو۔ ان پر بھی اور کشتیوں پر بھی تم سوار کیے جاتے ہو۔ اللہ اپنی یہ نشانیاں تمہیں دکھا رہا ہے۔ آخر تم اس کی کن کن نشانیوں سے انکار کرو گے؟ کتنی ہی قومیں آئیں، جو قوت اور شوکت میں زیادہ تھیں۔ وہ لوگ اپنے دنیاوی علم پر ناز کرتے تھے اور دین کا مذاق اڑاتے تھے لیکن جب یکا یک عذاب آ گیا تو اس وقت وہ ایمان لانا چاہتے تھے، لیکن ایسے وقت کا ایمان کوئی نفع نہیں دیتا۔ اللہ کا دستور ہے کہ ایسا ایمان مقبول نہیں، اور کافر گھاٹے میں ہیں۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۴، رکوع ۱۵ تا آخر...... سورۃ حٰم سجدہ، آیات ۱ تا ۴۶﴾

نماز تراویح کے اس آخری حصے میں ہم نے سورۃ حٰم سجدہ کا آغاز کیا، جو مکی سورۃ ہے، ۶ رکوع اور ۵۴ آیات پر مشتمل ہے۔ یہ سورۃ سن ۵ نبوی میں حضرت حمزہؓ کے ایمان لانے کے بعد اور حضرت عمرؓ کے ایمان لانے سے پہلے اس موقع پر نازل ہوئی جب عقبہ بن ربیعہ حضورؐ سے سودے بازی کرنے کے لیے آیا تھا۔ حضورؐ نے اس کی تمام بے ہودہ تجاویز کو خاموشی سے سننے کے بعد جواب میں صرف سورۃ حٰم السجدہ پڑھ کر سنا دی۔

اس سورۃ میں کفار کے تمام اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور مسلمانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ صبر کے ساتھ دعوت کا کام کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی ضرور دے گا۔

اس سورۃ کا نام سورۃ فُصِّلَت، سورۃ سجدہ اور سورۃ مصابیح بھی ہے۔

فرمایا: یہ بہت بڑے رحم والے مہربان کا قرآن ہے جس کی آیتیں احکام و امثال وغیرہ کے بیان میں مفصل فرمائی گئی ہیں، جو عربی میں ہیں، عقل والوں کے لیے ہیں، خوش خبری دینے والے اور خبردار کرنے والے رسولِ اکرمؐ اسے پہنچاتے ہیں، لیکن کفار کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے دین پر قائم رہیں گے۔ آپ فرما دیں کہ انسان ہونے میں تو میں بھی تم جیسا ہوں لیکن میرے پاس وحی آتی

ہے۔تم سب کا خدا ایک ہے۔اُسی کی اطاعت کرو،اسی سے معافی مانگو۔مشرکوں کے لیے خواری ہے،اوران لوگوں کے لیے بھی جوزکوۃ نہیں دیتے،اورآخرت کے منکر ہیں۔

اے نبیؐ ان سے کہو: کیا تم اس خدا سے کفر کرتے ہو،اوردوسروں کواس کا ہمسر ٹھہراتے ہو جس نے زمین کو دو دنوں میں بنا دیا۔وہی تو سارے جہان والوں کا رب ہے۔اس نے زمین کو وجود میں لانے کے بعداوپر سے اس پر پہاڑ جمادیے،اوراس میں برکتیں رکھ دیں۔اس کے اندر سب مانگنے والوں کے لیے ہر ایک کی طلب وحاجت کے مطابق ٹھیک انداز ے سے خوراک کا سامان مہیا کر دیا۔یہ سب کام چار دن میں ہو گئے۔کیا تم ایسی قدرت والے کے منکر ہو،اور سارے جہانوں کے رب سے شرک کرتے ہو جس نے دریا،نہریں، پہاڑ،درخت،زمین اور آسمان سب کچھ بنایا۔اس نے دو دن کے اندر سات آسمان بنادیے،اورآسمانِ دنیا کوستاروں سے آراستہ کیا۔یہ سب کچھ ایک زبردست علیم ہستی کا منصوبہ ہے۔اب اگر یہ لوگ منہ موڑتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ میں تم کواسی طرح کے اچانک ٹوٹ پڑنے والے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا عاد اورثمود پر نازل ہوا تھا،جب خدا کے رسولؑ ان کے پاس آگئے،اورانہیں سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو تو انہوں نے کہا: ہمارا رب چاہتا تو فرشتے بھیجتا۔لہٰذا ہم اس بات کو نہیں مانتے جس کے لیے تم بھیجے گئے ہو۔

عاد کا حال یہ تھا کہ وہ زمین میں کسی حق کے بغیر بڑے بن بیٹھے،اور کہنے لگے: کون ہے ہم سے زیادہ زورآور؟ ان کو یہ نہ سوجھا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ زورآور ہے۔وہ ہماری آیات کا انکار ہی کرتے رہے۔آخرکار،ہم نے چند منحوس دنوں میں سخت طوفانی ہوا ان پر بھیج دی تا کہ انہیں دنیا ہی کی زندگی میں ذلت ورسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اورآخرت کا عذاب تواس سے بھی زیادہ رسوا کن ہے،وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

رہے ثمود،تو ان کے سامنے ہم نے راہِ راست پیش کی،مگر انہوں نے راستہ دیکھنے کے بجائے اندھا بنے رہنا پسند کیا۔آخران کے کرتوتوں کی بدولت ذلت کا عذاب ان پر ٹوٹ پڑا۔ذرا اس وقت کا خیال کرو جب اللہ کے یہ دشمن دوزخ کی طرف جانے کے لیے گھیر لائے جائیں گے۔ پھر جب وہاں پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اوران کی آنکھیں اوران کے جسم کی کھالیں ان پر گواہی دیں گی کہ وہ دنیا میں کیا کچھ کرتے رہے۔وہ اپنے جسم کی کھالوں سے کہیں گے: تم نے

ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گی: ہمیں اس خدا نے گویائی دی جس نے ہر چیز کو گویا کر دیا ہے۔ اس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا، اور اب اسی کی طرف تم واپس لائے جارہے ہو۔

کفار یہ کہتے ہیں کہ قرآن مت سنو اور شور مچاؤ، تاکہ اس کی آیتیں لوگ نہ سن سکیں۔ ان کی اس ہٹ دھرمی سے ان کو سخت عذاب بھگتنا ہوگا، اور وہ ہمیشہ اُسی میں رہیں گے۔

جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے، یقیناً ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ نہ ڈرو، نہ غم کرو، اور خوش ہو جاؤ اس جنت کی بشارت سے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

ہم اس دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے ساتھی ہیں اور آخرت میں بھی۔ وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم تمنا کرو گے وہ تمہاری ہو جائے گی۔ یہ ہے سامانِ ضیافت اس ہستی کی طرف سے جو غفور اور رحیم ہے۔ اس شخص کی بات سے اچھی بات اور کس کی ہوگی جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کیا، اور کہا کہ میں مسلمان ہوں؟

اے نبیؐ! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں، تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تم سے جس کو عداوت تھی وہ بھی تمہارا جگری دوست بن جائے گا۔ یہ صفت صبر کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔ جو کوئی نیک عمل کرے گا، اپنے ہی لیے اچھا کرے گا اور جو بدی کرے گا اس کا وبال اسی پر ہوگا۔ اور تیرا رب اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہے۔

............☆☆☆............

......بائیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۵، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ حٰم سجدہ ۴۷ تا الشوریٰ ۲۹﴾

آج الحمد للہ بائیسویں تراویح میں ہم نے پچیسویں پارے کا آغاز کیا ہے، جس میں اللہ رب العالمین فرماتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں۔ ہر چیز کا علم اسی کے پاس ہے۔ وہی ان سارے پھلوں کو جانتا ہے جو اپنے شگوفوں میں سے نکلتے ہیں۔ اُسی کو معلوم ہے کہ کون سی مادہ حاملہ ہوئی ہے، اور کس نے بچہ جنا ہے۔ پھر جب وہ قیامت کے روز پکارے گا: کہاں ہیں میرے وہ شریک؟ تو مایوسی کے عالم میں یہ لوگ ہر طرف نظر دوڑائیں گے کہ عمر بھر جن کی سیوا کرتے رہے آج کوئی بھی بطور مددگار ان کو نظر نہیں آئے گا۔

انسان کبھی بھلائی کی دعا مانگتے نہیں تھکتا لیکن جب کوئی آفت اس پر آجاتی ہے تو مایوس اور دل شکستہ ہو جاتا ہے۔ مگر جونہی سخت وقت گزر جانے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مزا چکھاتے ہیں تو یہ کہتا ہے کہ یہ سب کچھ مجھے اپنی اہلیت کی بنا پر ملا ہے، اور میں اسی کا مستحق ہوں اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ قیامت کبھی آئے گی لیکن اگر واقعی میں اپنے رب کی طرف پلٹایا بھی گیا تو وہاں بھی مزے کروں گا۔ حالانکہ کفر کرنے والوں کو ہم لازماً تباہ کر کے رہیں گے کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں، اور انہیں ہم بڑے گندے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔

انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑ جاتا ہے۔ اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

اے نبیؐ! ان سے کہو: کبھی تم نے سوچا کہ خدا کی طرف سے نازل کردہ اس قرآن کا انکار کر کے وہ کس قدر بھٹک رہے ہیں، اور گمراہی میں کتنی دور نکلے جا رہے ہیں؟ عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن واقعی برحق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ تیرا رب ہر چیز کا شاہد ہے، اور اس دعوتِ حق کو جھٹلانے والوں کی ایک ایک حرکت دیکھ رہا ہے۔ آگاہ رہو، یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات میں شک رکھتے ہیں۔ انہیں اس بات کا یقین نہیں کہ کبھی اپنے رب کے سامنے جانا ہے،

اور اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہے لیکن یہ اس کی گرفت سے بچ کر کہیں جا نہیں سکتے، اور اس کے ریکارڈ سے ان کی کوئی حرکت چھوٹ نہیں سکتی۔

سورۃ الشوریٰ:

پھر ہم نے سورۃ الشوریٰ کا آغاز کیا، جو کہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۵ رکوع اور ۵۳ آیات ہیں۔ پہلے ہی فقرے کے لفظ ''شوریٰ بینھم'' سے سورۃ کا نام لیا گیا۔ یہ سورۃ حٰم السجدہ کے فوراً بعد نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں بھی سردارانِ قریش کی اندھی بہری مخالفت پر سخت گرفت کی گئی ہے، اور ان کے اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔

فرمایا اللہ عزت وحکمت والا ہے، جو آپ کی طرف وحی فرماتا ہے، جس طرح اس کے پچھلے انبیاءؑ پر وحی فرمائی۔

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ ہی کا ہے۔ وہ بڑی عظمت اور بڑی شان والا ہے۔ آسمان بھی اس کے حکم سے شق ہو سکتے ہیں۔ فرشتے اُسی کی تسبیح وتحمید کرتے ہیں، اور زمین والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

جنہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا لیے وہ سب اللہ کی نگاہ میں ہیں۔ یہ قرآن عربی زبان میں ہے تاکہ پہلے مکہ اور اس کے گردونواح کے لوگ ایمان لا سکیں۔

تمام اختیارات اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، وہ جسے چاہتا ہے، اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے اس کی بداعمالیوں کے سبب اسے اور دُور کر دیتا ہے۔

اے نبیؐ! دین کے معاملے میں جو کفار آپ سے اختلاف کرتے ہیں اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے اور تمہارے اور چوپایوں کے جوڑے بنانے والا ہے۔ آسمان اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ وہی رزق میں کشادگی اور تنگی کرتا ہے، اور وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اُسی نے آپؐ کے پاس وحی بھیجی جیسے نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ اور عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجی تھی، تاکہ اللہ کی توحید قائم رہے، اور اختلافات پیدا نہ ہوں۔ مشرکین کو کتنا گراں گزرتا ہے کہ آپ اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ بے شک، اللہ ہی ہدایت دے سکتا ہے۔

کفار نے حسد کی وجہ سے دین میں اختلاف کیا، اور یہود ونصاریٰ شک میں مبتلا ہوئے۔

آپ ثابت قدم رہیں، اوران لوگوں کی پروا نہ کریں۔ انہیں اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے۔ یہ لوگ اگر مسلمانوں کو ورغلاتے ہیں تو ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اللہ ہی نے حق کی کتاب نازل کی ہے، اور انصاف کی ترازو بھی۔ قیامت ضرور آئے گی۔ اللہ اپنے بندوں پر بے شمار احسانات کرتا ہے، اور جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ اللہ ان کی آخرت کی کھیتی بڑھا دیتا ہے جو اس کی آرزو کرتے ہیں لیکن جو دنیا کی آرزو کرتے ہیں انہیں سب کچھ یہیں مل جاتا ہے۔ آخرت میں ان کے لیے کچھ نہیں۔ وہ جو دینِ خداوندی کو چھوڑ کر دوسرے دین اختیار کرتے ہیں وہ قیامت کے دن دردناک عذاب میں پکڑے جائیں گے لیکن ایمان اور عملِ صالح والے لوگ جنت کی پھلواریوں میں ہوں گے، اور اللہ کے فضل سے انہیں وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہتے ہیں۔ ایمان اور عملِ صالح والوں کے لیے یہ بڑی خوش خبری ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جا رہا ہے کہ آپ انہیں بتا دیں کہ میں تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا۔ بس تم اللہ کا دین قبول کر کے سیدھے راستے پر آ جاؤ۔

یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن رسول اللہ کا اپنا کلام ہے۔ ان سے کہہ دیجئے، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ یہ قرآن اسی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے جو بندوں کی توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۵، رکوع ۵ تا ۸ ...... سورۃ الشوریٰ، آیات ۳۰ تا الزخرف ۲۵﴾

نمازِ تراویح میں تلاوت کیے جانے والے اس حصے میں سورۂ شوریٰ کے مضامین تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں۔

فرمایا: تم پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے، اور تم اللہ کو کسی طرح بھی عاجز نہیں کر سکتے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کا عیش ختم ہونے والا ہے۔ اللہ کے ہاں جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ صرف نیک اعمال ہیں۔ جو لوگ ایمان لاتے ہیں وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں، بے حیائی کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں، اپنے رب کا حکم مانتے ہیں، اور تمام معاملات آپس کے مشورے سے طے کرتے ہیں۔ مومن لوگ اللہ کے دیے ہوئے رزق

سے اس کی رضا حاصل کرنے کے لیے خرچ کرتے ہیں، لہٰذا انہیں اجازت ہے کہ اگر ان پر ظلم کیا جائے تو وہ اس کا مقابلہ کریں اور بدلہ لیں لیکن اگر وہ صبر کریں تو بہتر ہے۔

آخری رکوع میں بتایا گیا کہ آخرت میں ظالم لوگ سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے، اور کوئی بھی ان کی مدد کو نہ آئے گا۔

اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے کچھ بھی نہیں دیتا وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے روبرو بات کرے۔ وہ اپنا پیغام یا تو وحی کے ذریعے دیتا ہے، یا پردے کے پیچھے سے آواز سنا کر، یا پھر وہ کسی فرشتے کو پیغام دے کر بھیجتا ہے، جو اس کے حکم سے وحی لے کر آتا ہے۔ وہ برتر اور حکیم ہے۔ اس کی حکمت اس سے عاجز نہیں ہے کہ اپنے بندے تک ہدایات پہنچانے کے لیے روبرو بات چیت کے سوا کوئی اور تدبیر نکال لے۔

اے میرے محبوبؐ! ہم نے آپ پر وحی بھیجی ایسی کہ اس کے حالات سے آپ پہلے واقف نہ تھے۔ اور آپؐ تو سیدھی راہ بتاتے ہیں، یعنی اللہ کی راہ، اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ سارے معاملات اُسی کی طرف پھریں گے۔

سورۃ الزخرف:

پھر ہم نے نمازِ تراویح کے اسی حصے میں سورۃ الزخرف کا آغاز بھی کیا۔ یہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۷ رکوع اور ۸۹ آیات ہیں۔

یہ سورۃ سنہ ۶ نبوی میں نازل ہوئی تھی۔ اسی سال سورۃ المؤمن، سورۃ السجدہ، اور سورۃ الشوریٰ، نازل ہوئی تھیں۔ اس وقت مخالفین کی محفلوں میں شدت سے یہ مشورے ہو رہے تھے کہ رسولِ اکرم ﷺ کو اور ان کی تحریک کو کس طرح ختم کیا جائے۔ اس بات کی طرف آیت نمبر ۷۹۔۸۰ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

اس سورۃ میں پورے زور کے ساتھ مشرکین کے عقائد پر تنقید کی گئی ہے اور انہیں دلائل کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔ اس سورۃ میں حضرت ابراہیمؑ کی دین کے لیے ہجرت کا ذکر ہوا اور حضرت عیسیٰ

؎ کے ابن اللہ ہونے کی تہمت کا رد کیا گیا آخر میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ اللہ کے سوا نہ کوئی شفیع ہے اور نہ کوئی شریکِ اختیار۔ وہ تو قادرِ مطلق ہے۔

فرمایا: قسم ہے اس واضح کتاب کی کہ ہم نے اسے عربی زبان میں نازل کی، تا کہ تم لوگ اسے اچھی طرح سمجھ سکو۔ یہ ہمارے ہاں بڑی بلند مرتبہ اور حکمت سے لبریز کتاب ہے۔

تم لوگ اپنی شرارتوں کے بل پر چاہتے ہو کہ اس کتاب کا نزول روک دیا جائے۔ مگر اللہ نے کبھی اشرار کی وجہ سے انبیاءؑ کی بعثت اور کتابوں کی تنزیل نہیں روکی ہے، بلکہ اُن ظالموں کو ہلاک کر دیا ہے جو اس کی ہدایت کا راستہ روک کر کھڑے ہو گئے تھے۔ یہی کچھ وہ اب بھی کرے گا۔

جو لوگ نبیؐ کی جان کے درپے تھے ان کو سناتے ہوئے حضورؐ سے فرمایا گیا کہ تم خواہ زندہ رہو یا نہ رہو، ان ظالموں کو ہم سزا دے کر رہیں گے اور خود ان لوگوں کو صاف صاف متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے ہمارے نبی کے خلاف ایک اقدام کا فیصلہ کر لیا ہے تو ہم بھی پھر ایک فیصلہ کن قدم اٹھائیں گے۔ اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ وہ مذہب کیا ہے جسے یہ لوگ سینے سے لگائے ہوئے ہیں، اور وہ دلائل کیا ہیں جن کے بل بوتے پر یہ محمدؐ کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

یہ خود مانتے ہیں کہ زمین و آسمان کا، ان کا اپنا اور ان کے معبودوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے اور یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ جن نعمتوں سے یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں وہ سب اللہ کی دی ہوئی ہیں۔ پھر بھی دوسروں کو اللہ کے ساتھ خدائی میں شریک کرنے پر اصرار کیے چلے جاتے ہیں۔ فرشتوں کو اللہ کی اولاد قرار دیتے ہیں، اور اولاد بھی بیٹیاں، جنہیں اپنے لیے ننگ و عار سمجھتے ہیں۔

فرشتوں کو انہوں نے دیویاں قرار دے رکھا ہے۔ ان کے بت عورتوں کی شکل کے بنا رکھے ہیں۔ انہیں زنانہ کپڑے اور زیور پہناتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں ان کی عبادت کرتے ہیں اور انہی سے منتیں اور مرادیں مانگتے ہیں۔ آخر انہیں کیسے معلوم ہوا کہ فرشتے عورتیں ہیں؟

جب ان جہالتوں سے منع کیا جاتا ہے تو تقدیر کا بہانہ پیش کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اگر اللہ ہمارے اس کام کو پسند نہ کرتا تو ہم کیسے ان بتوں کی پرستش کر سکتے تھے؟ حالانکہ اللہ کی پسند اور ناپسند معلوم ہونے کا ذریعہ اس کی کتابیں ہیں، نہ کہ وہ کام جو دنیا میں اس کی مشیت کے تحت ہو رہے ہیں۔ مشیت کے تحت تو ایک بت پرستی ہی نہیں، چوری، زنا، ڈاکہ، قتل سب کچھ ہو رہا ہے کیا اس دلیل سے ہر اس برائی کو جائز اور برحق قرار دیا جائے گا جو دنیا میں ہو رہی ہے؟

پوچھا جاتا ہے کہ اپنے اس شرک کے لیے تمہارے پاس اس غلط دلیل کے سوا کوئی اور سند بھی ہے؟ تو جواب دیتے ہیں کہ باپ دادا سے یہ کام یونہی ہوتا چلا آرہا ہے۔ گویا، ان کے نزدیک کسی مذہب کے حق پر ہونے کے لیے یہ کافی دلیل ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۵، رکوع ۹ تا ۱۳...... سورۃ الزخرف، آیات ۲۶ تا ۸۹﴾

نماز تراویح کے اس حصہ میں تلاوت کی جانے والی آیات میں بھی سورۃ الزخرف کے مضامین تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں، اور مشرکین مکہ کے اس رویے کی مذمت ہو رہی ہے جو انہوں نے نبی رحمت اور مسلمانوں سے اپنا رکھا تھا۔ ایک طرف وہ شرک کی دلدل میں بھی پھنسے ہوئے تھے، اور دوسری طرف خود کو دینِ ابراہیمی کا پیرو بھی سمجھتے تھے بلکہ اولادِ ابراہیم ہونے پر ہی ان کے سارے فخر و امتیاز کا مدار تھا جبکہ ابراہیمؑ تو وہ تھے جو باپ دادا کے مذہب کو لات مار کر گھر سے نکل گئے تھے۔ یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ وہی میری رہنمائی کرے گا اور یہی کلمہ وہ اپنی اولاد میں بھی چھوڑ گئے، تاکہ وہ اللہ ہی کے بن کے رہیں۔ اللہ نے ان کی نسل میں بھی توحید کے داعیوں کو قائم رکھا لیکن کافروں نے سہولت اور مہلت کے باوجود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا، اور ان کو جادوگر سمجھا بلکہ یہ کہا کہ یہ قرآن تو مکہ اور طائف کے امیروں پر نازل ہونا چاہیے تھا، ایک یتیم پر کیسے نازل ہو گیا؟ اللہ جسے چاہے، دنیا کی جتنی دولت دے لیکن نبوت تو اللہ کی رحمت اور خاص فضل ہی سے ملتی ہے۔ یہ کفار کے جمع کیے ہوئے مال و دولت سے بڑھ کر اور بہت افضل ہے۔ سونا، چاندی اور دنیا کی آرائش محض آزمائش ہیں اور صرف دنیا کی زندگی تک محدود ہیں۔ محض حیاتِ دنیا کی متاع ہیں، لیکن پرہیز گاروں کے لیے تو اللہ کے پاس آخرت کی راحتیں اور خوشیاں ہیں۔ جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں، اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے۔ یہ شیطان پھر ایسے لوگوں کو راہِ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔ جب یہ شخص ہمارے پاس پہنچے گا تو اپنے شیطان سے کہے گا: کاش، میرے

اور تیرے درمیان مشرق و مغرب تک دوری ہوتی! تُو تو بدترین ساتھی نکلا! اس وقت ان لوگوں سے کہا جائے گا: جب تم ظلم کر چکے تو آج ان شیاطین پر ناراضی کا کوئی فائدہ نہیں۔ تم اور تمہارے شیاطین عذاب میں مشترک ہیں۔

اے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ان اندھوں اور بہروں کو کیا راہ دکھائیں گے؟ یہ تو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب تو ہمیں ان کو سزا دینی ہے۔ ہمیں اس پر پوری قدرت حاصل ہے۔ آپ اس کتاب کو مضبوطی سے تھامے رہیں جو وحی کے ذریعے آپ پر نازل کی گئی ہے۔ یقیناً آپ سیدھے راستے پر ہیں۔ یہ کتاب آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے اللہ کی طرف سے بہت بڑا اعزاز ہے۔ آپ سے پہلے بھی ہم نے جتنے رسول بھیجے، کسی نے اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خدا نہیں کہا۔ ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے اعیانِ سلطنت کے پاس بھیجا۔ انہوں نے جا کر کہا کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور انہوں نے ہماری نشانیاں ان کے سامنے پیش کیں تو وہ مذاق کرنے لگے۔ ہم ایک پر ایک نشانی ان کو دکھاتے چلے گئے جو پہلی سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔ ہم نے ان کو عذاب میں دھر لیا، تا کہ وہ اپنی روش سے باز آجائیں، وہ ہر عذاب کے موقع پر کہتے کہ اپنے رب کی طرف سے جو منصب تجھے حاصل ہے اس کی بنا پر ہمارے لیے اس سے دعا کر۔ ہم ضرور راہِ راست پر آجائیں گے۔ مگر جونہی ہم ان پر سے عذاب ہٹا دیتے، وہ اپنی بات سے پھر جاتے تھے۔

ایک روز فرعون نے اپنی قوم کے درمیان پکار کر کہا: لوگو! کیا مصر کی بادشاہی میری نہیں ہے؟ اور یہ نہریں میرے نیچے نہیں بہہ رہی ہیں؟ کیا تم لوگوں کو نظر نہیں آتا کہ میں بہتر ہوں یا یہ شخص جو ذلیل و حقیر ہے، اور اپنی بات بھی کھول کر بیان نہیں کر سکتا؟ اگر یہ نبی ہوتا تو اس پر سونے کے کنگن اترتے، اور فرشتے اس کو سلامیاں دیتے۔ فرعون کی قوم اس کی باتوں میں آگئی اور اس کی اطاعت کرنے لگی لیکن پھر ان کا انجام بہت برا ہوا۔ وہ غرق کر دیے گئے، اور بعد والوں کے لیے ایک عبرت بن گئے۔

اور کفار تو عیسیٰؑ کی مثال سن کر بھی ہنستے ہیں۔ اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت دی، اور ان کی تخلیق سے بنی اسرائیل کو تعجب میں ڈال دیا۔ وہ جب نبی بن کر اپنی قوم کے پاس تشریف لائے تو حکمت بیان کی، اور توریت میں ان لوگوں کے اختلافات کو دور کرنا چاہا، اور اللہ کی اطاعت کا حکم دیا

تو بنی اسرائیل نے عیسیٰ بن مریم کو بھی اسی طرح جھٹلایا جیسا کہ کفار و مشرکین رسولِ عربی کو جھٹلا رہے ہیں۔ کیا یہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ قیامت اچانک آ جائے؟ یا یہ کہ وہ عذابِ الٰہی میں مبتلا کر دیے جائیں؟ قیامت کے دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کو خوش خبری دے گا کہ آج تم پر کوئی خوف اور غم نہیں۔ تم اپنی بیویوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جبکہ مجرمین دوزخ کی سختیاں بھگت رہے ہوں گے۔ وہ چاہیں گے کہ انہیں عذاب کے بدلے موت آ جائے لیکن ایسا ہو گا نہیں۔

پھر مشرکین کو خطاب کر کے فرمایا: کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی اُن سازشوں سے بے خبر ہیں جو یہ رسول کے خلاف کر رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ ہم سب کچھ سنتے اور دیکھتے ہیں، اور ہمارے فرشتے ان کے تمام جرائم کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی کہ آپ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ جن معبودوں کو یہ پوجتے ہیں، قیامت میں کوئی ان کی مدد نہ کر سکے گا۔ آپ انہیں نظر انداز کریں۔ اللہ خود ان کے جرائم کی سزا انہیں دے گا، اللہ کے سوا نہ کوئی شفیع ہے اور نہ کوئی مددگار۔ اس لیے آپ صرف اللہ کا پیغام انہیں پہنچاتے رہیں، اور صبر سے نتائج کا انتظار کریں۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۵، رکوع ۱۴ تا ۱۶...... سورۃ الدخان مکمل﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ الدخان کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ سورۃ مکی ہے۔ اس میں ۳ رکوع اور ۵۹ آیات ہیں۔ یہ سورۃ الزخرف کے بعد نازل ہوئی۔ اس وقت کفار مکہ کی مخالفت شدید سے شدید تر ہو چکی تھی، اور مشرکین چاہتے تھے کہ رسولِ اکرمؐ کو اور آپ کی تحریک کو ظلم و تشدد کر کے بالکل ختم کر دیں۔ اس موقع پر رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ سے دعا کی: اے اللہ یوسفؑ کے قحط جیسے قحط سے میری مدد کر۔ اللہ نے دعا قبول کی، اور عرب میں سخت قحط پڑ گیا۔ آخر کار، ابو سفیان کی قیادت میں سردارانِ قریش رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور درخواست کی کہ خدا سے دعا کریں کہ وہ اس قحط سے قوم کو نجات دے اور رسولِ اکرمؐ کی دعا سے قحط ختم ہو گیا۔ یہی موقع ہے جب اللہ نے یہ سورۃ نازل کی۔

اس موقع پر کفار کی فہمائش اور تنبیہ کے لیے جو خطبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا گیا، اس کی تمہید چند اہم مباحث پر مشتمل ہے

اول یہ کہ تم لوگ اس قرآن کو محمدؐ کی تصنیف سمجھنے میں غلطی کر رہے ہو۔ یہ کتاب تو خود اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ خداوندِ عالم کی کتاب ہے۔

دوسرا یہ کہ تم اس کتاب کی قدرو قیمت سمجھنے میں بھی غلطی کر رہے ہو۔ تمہارے نزدیک یہ ایک بلا ہے جو تم پر نازل ہوگئی ہے، حالانکہ درحقیقت وہ گھڑی انتہائی مبارک گھڑی تھی جب اللہ تعالیٰ نے سراسر اپنی رحمت کی بنا پر تمہارے ہاں اپنا رسول بھیجنے اور اپنی کتاب نازل کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

تیسرا یہ کہ تم اپنی نادانی سے اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے ہو کہ اس سے اور اس کتاب سے لڑائی کر کے تم جیت جاؤ گے، حالانکہ ان سے لڑائی کرنا کوئی کھیل نہیں ہے۔

چوتھا یہ کہ اللہ کو تم خود بھی زمین و آسمان اور کائنات کی ہر چیز کا مالک اور پروردگار مانتے ہو اور یہ بھی مانتے ہو کہ زندگی و موت اسی کے اختیار میں ہے۔ مگر اس کے باوجود تمہیں دوسروں کو معبود بنانے پر اصرار ہے، اور اس کے لیے کوئی حجت تمہارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ باپ دادا کے وقتوں سے یہی کام ہوتا چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص شعور کے ساتھ یقین رکھتا ہو کہ اللہ ہی مالک و پروردگار اور زندگی و موت کا مختار ہے تو اسے کبھی یہ شک لاحق نہیں ہوسکتا کہ معبود ہونے کا مستحق اس کے سوا، یا اس کے ساتھ دوسرے بھی ہوسکتے ہیں۔ تمہارے باپ دادا نے اگر یہ حماقت کی تھی تو کوئی وجہ نہیں کہ تم بھی آنکھیں بند کر کے اُسی کا ارتکاب کرتے چلے جاؤ۔ حقیقت میں تو ان کا رب بھی اکیلا خدا ہی تھا، جو تمہارا رب ہے، اور انہیں بھی اُسی ایک کی بندگی کرنی چاہیے تھی جس کی بندگی تمہیں کرنی چاہیے۔

پانچواں یہ کہ اللہ کی ربوبیت و رحمت کا تقاضا صرف یہی نہیں ہے کہ تمہارا پیٹ پالے، بلکہ یہ بھی ہے کہ تمہاری رہنمائی کا انتظام کرے۔ اسی رہنمائی کے لیے اس نے رسول بھیجا ہے، اور کتاب نازل کی ہے۔

اس تمہید کے بعد اس قحط کے معاملے کو لیا گیا، جو اس وقت درپیش تھا۔ حضورؐ نے قحط کی دعا اس خیال سے کی تھی کہ مصیبت پڑے گی تو کفار کی اکڑی ہوئی گردنیں ڈھیلی پڑ جائیں گی۔ شاید پھر یہ نصیحت حاصل کرسکیں یہ توقع اس وقت کسی حد تک پوری ہوتی نظر آ رہی تھی، کیونکہ بڑے بڑے

دشمن چیخ اٹھے تھے کہ اے پروردگار! یہ عذاب ہم پر سے ٹال دے تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ اس پر ایک طرف نبیؑ سے فرمایا گیا کہ ایسی مصیبتوں سے یہ لوگ کہاں سبق لینے والے ہیں۔ انہوں نے جب رسول کی طرف سے منہ موڑ لیا تو اب محض ایک قحط ان کی غفلت کیسے دور کر دے گا۔ دوسری طرف کفار کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تم بالکل جھوٹ کہتے ہو کہ یہ عذاب تم پر سے ٹال دیا جائے تو تم ایمان لے آؤ گے۔ ہم اس عذاب کو ہٹائے دیتے ہیں، ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ تم اس وعدے میں کتنے سچے ہو۔ تمہارے سر پر تو شامت کھیل رہی ہے۔ تم ایک بڑی ضرب مانگ رہے ہو۔ ہلکی چوٹوں سے تمہارا دماغ درست نہیں ہوگا۔

اس سلسلے میں آگے چل کر فرعون اور اس کی قوم کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ان لوگوں کو بھی ٹھیک یہی آزمائش پیش آئی تھی جس سے اب کفار قریش کے سرداروں کو سابقہ پڑا ہے۔ ان کے پاس بھی ایسا ہی ایک معزز رسول آیا تھا۔ انہوں نے بھی وہ صریح علامات اور نشانیاں دیکھ لی تھیں جن سے ان کا مامور من اللہ ہونا صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ وہ بھی نشانی پر نشانی دیکھتے چلے گئے، مگر اپنی ضد سے باز نہ آئے، یہاں تک کہ آخر کار، رسول کی جان لینے کے درپے ہو گئے، اور نتیجہ وہ کچھ دیکھا جو ہمیشہ کے لیے سامانِ عبرت بن گیا۔

اس کے بعد دوسرا موضوع آخرت کا لیا گیا ہے، جس سے کفارِ مکہ کو شدت کے ساتھ انکار تھا۔ وہ کہتے تھے کہ ہم نے کسی کو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھ کر آتے نہیں دیکھا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو ہمارے باپ دادا کو اٹھا لاؤ۔ جواب دیا گیا کہ یہ کام روز روز ہر ایک کے مطالبے پر نہیں ہوگا، بلکہ اس کے لیے اللہ نے ایک وقت مقرر فرما دیا ہے، جب وہ تمام نوعِ انسانی کو بہ یک وقت جمع کرے گا، اور اپنی عدالت میں ان کا محاسبہ فرمائے گا۔ اُس وقت کی اگر کسی کو فکر کرنی ہو تو کرے، کیونکہ وہاں کوئی نہ اپنے زور پر بچ سکے گا، نہ کسی کے بچائے بچے گا۔

اللہ کی عدالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ جو لوگ وہاں مجرم قرار پائیں گے، ان کا انجام کیا ہوگا۔ اور جو وہاں سے کامیاب ہو کر نکلیں گے وہ کیا انعام پائیں گے۔ پھر یہ کہہ کر بات ختم کر دی گئی ہے کہ تم لوگوں کو سمجھانے کے لیے یہ قرآن صاف سیدھی زبان میں، اور تمہاری اپنی زبان میں نازل کر دیا گیا ہے۔ اب اگر تم سمجھانے سے نہیں سمجھتے اور انجامِ بد ہی دیکھنے پر مصر ہو تو انتظار کرو۔ ہمارا نبی بھی منتظر ہے۔ اور جو کچھ ہونا ہے وہ اپنے وقت پر سامنے آ جائے گا۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۵، رکوع ۱۷ تا ۲۰.....سورۃ الجاثیہ مکمل﴾

ابھی ہم نے سورۃ الجاثیہ کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے، ۴ رکوع اور ۳۷ آیات پر مشتمل ہے۔ سورۃ الدخان کے قریبی زمانے سنہ ۴ نبوی کو مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں توحید اور آخرت بنیادی موضوع ہیں۔

کلام کا آغاز توحید کے دلائل سے کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں انسان کے اپنے وجود سے لے کر زمین و آسمان تک ہر طرف پھیلی ہوئی بے شمار نشانیوں کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا ہے کہ تم جدھر بھی نگاہ اٹھا کر دیکھو، ہر چیز توحید کی شہادت دے رہی ہے، جسے ماننے سے تم انکار کر رہے ہو، یہ طرح طرح کے حیوانات، یہ شب و روز، یہ بارشیں اور ان سے اگنے والے نباتات، یہ ہوائیں، یہ انسان کی اپنی پیدائش......ان ساری چیزوں کو اگر کوئی شخص آنکھیں کھول کر دیکھے، اور کسی تعصب کے بغیر اپنی عقل کو سیدھے طریقے سے استعمال کر کے ان پر غور کرے تو یہ نشانیاں اسے اس امر کا یقین دلانے کے لیے بالکل کافی ہیں کہ یہ کائنات بے خدا نہیں ہے، اور نہ بہت سے خداؤں کی خدائی پر چل رہی ہے، بلکہ ایک ہی خدا نے اسے بنایا ہے، اور وہی اکیلا اس کا مدبّر اور فرماں روا ہے۔ البتہ اس شخص کی بات دوسری ہے جو نہ ماننے کی قسم کھا کر بیٹھ گیا ہو، یا شکوک و شبہات میں ہی پڑے رہنے کا فیصلہ کر چکا ہو۔ اُسے دنیا میں کہیں سے بھی یقین اور ایمان کی دولت حاصل نہیں ہو سکتی۔

دوسرے رکوع کی ابتدا میں پھر فرمایا گیا ہے کہ انسان اس دنیا میں جتنی چیزوں سے کام لے رہا ہے، اور بے حد و حساب اشیا اور قوتیں اس کائنات میں اس کے مفاد کی خدمات کر رہی ہیں وہ آپ سے آپ کہیں سے نہیں آ گئی ہیں، نہ دیویوں اور دیوتاؤں نے انہیں فراہم کیا ہے، بلکہ وہ ایک ہی خدا ہے جس نے یہ سب کچھ اپنے پاس سے اس کو بخشا، اور اس کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ کوئی شخص صحیح غور و فکر سے کام لے تو اس کی اپنی عقل ہی پکار اٹھے گی کہ وہی خدا انسان کا محسن ہے، اور اسی کا یہ حق ہے کہ انسان اس کا شکر گزار ہو۔

اس کے بعد کفار مکہ کو اس ہٹ دھرمی، استکبار، استہزاء اور کفر پر سخت ملامت کی گئی ہے جس سے وہ قرآن کی دعوت کا مقابلہ کر رہے تھے۔ انہیں خبردار کیا گیا ہے کہ یہ قرآن وہی نعمت لے کر آیا ہے جو پہلے بنی اسرائیل کو دی گئی تھی، جس کی بدولت وہ تمام اقوامِ عالم پر فضیلت کے مستحق ہوتے تھے۔ انہوں نے جب اس نعمت کی ناقدری کی، اور دین میں اختلاف کر کے اسے کھو دیا تو اب یہ دولت تمہارے ہاں بھیجی گئی ہے۔ یہ ایک ایسا ہدایت نامہ ہے جو دین کی صاف شاہراہ انسان کو دکھاتا ہے۔ جو لوگ اپنی جہالت وحماقت سے اسے رد کریں گے وہ اپنی ہی تباہی کا سامان کریں گے۔

پھر عقیدۂ آخرت کے متعلق کفار کے جاہلانہ خیالات پر کلام کیا گیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ اس کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں ہے۔ ہم گردشِ ایام سے بس اسی طرح مرتے ہیں جس طرح ایک گھڑی چلتے چلتے رک جائے۔ موت کے بعد کوئی روح باقی نہیں رہتی جسے قبض کیا جاتا ہو، اور پھر کسی وقت دوبارہ لا کر انسانی جسم میں پھونک دیا جائے۔ اس چیز کا اگر تمہیں دعویٰ ہے تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کر کے دکھاؤ۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے پے در پے چند دلائل ارشاد فرمائے ہیں۔ پہلا یہ کہ تم یہ بات کسی علم کی بنا پر نہیں کہہ رہے ہو بلکہ محض گمان کی بنیاد پر اتنا بڑا حکم لگا بیٹھے ہو۔ کیا فی الواقع تمہیں یہ علم ہے کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں، اور روحیں قبض نہیں کی جاتیں، بلکہ فنا کی جاتی ہیں؟

دوسرا یہ کہ تمہارے اس وعدے کی بنیاد زیادہ سے زیادہ بس یہ ہے کہ تم نے کسی مرنے والے کو اٹھ کر دنیا میں آتے نہیں دیکھا ہے۔ کیا یہ بات اتنا بڑا دعویٰ کر دینے کے لیے کافی ہے کہ مرنے والے پھر کبھی نہیں اٹھیں گے؟ کیا تمہارے تجربے اور مشاہدے میں کسی چیز کا نہ آنا یہ معنی رکھتا ہے کہ تمہیں اس چیز کے نہ ہونے کا علم حاصل ہے؟

تیسرا یہ کہ یہ بات سراسر عقل اور انصاف کے خلاف ہے کہ ہر نیک اور بد، فرمانبردار اور نافرمان، ظالم اور مظلوم، آخرکار سب یکساں کر دیے جائیں؟ کسی بھلائی کا کوئی اچھا نتیجہ اور کسی برائی کا کوئی برا نتیجہ نہ نکلے، نہ کسی مظلوم کی دادرسی ہو، اور نہ کوئی ظالم اپنے کیے کی سزا پائے، بلکہ سب ایک سے انجام سے دوچار ہوں۔ خدا کی اس کائنات کے متعلق جس نے یہ تصور قائم کیا ہے اس نے بڑا ہی غلط تصور قائم کیا ہے۔ اس تصور کو ظالم اور بدکار لوگ تو اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ

وہ اپنے افعال کا برا نتیجہ نہیں دیکھنا چاہتے لیکن خدا کی یہ خدائی اندھیر نگری نہیں ہے، بلکہ یہ ایک برحق نظام ہے، جس میں نیک و بد کو بالآخر یکساں کر دینے کا ظلم ہرگز نہیں ہو سکتا۔

چوتھا یہ کہ انکارِ آخرت کا عقیدہ اخلاق کے لیے سخت تباہ کن ہے۔ اس کو وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جو اپنے نفس کے بندے بنے ہوئے ہیں، اور اس لیے کرتے ہیں کہ انہیں بندگی نفس کی کھلی چھوٹ مل جائے۔ پھر جب وہ اس عقیدے کو اختیار کر لیتے ہیں تو یہ انہیں گمراہ سے گمراہ تر کرتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ ان کی اخلاقی حس بالکل مردہ ہو جاتی ہے، اور ہدایت کے تمام دروازے ان پر بند ہو جاتے ہیں۔

یہ دلائل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ پورے زور سے فرماتا ہے کہ جس طرح تم آپ سے آپ زندہ نہیں ہو گئے ہو، بلکہ ہمارے زندہ کرنے سے زندہ ہوئے ہو، اسی طرح تم آپ سے آپ نہیں مر جاتے، بلکہ ہمارے موت دینے سے مرتے ہو۔ اور ایک وقت یقیناً ایسا آنا ہے جب تم سب بیک وقت جمع کیے جاؤ گے۔ اس بات کو اگر آج تم اپنی جہالت و نادانی سے نہیں مانتے تو نہ مانو۔ جب وہ وقت آ جائے گا تو تم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے کہ تم اپنے خدا کے حضور پیش ہو، اور تمہارا پورا نامۂ اعمال بے کم و کاست تیار ہے، جو تمہارے ایک ایک کرتوت کی شہادت دے رہا ہے۔ اس وقت تم کو معلوم ہو جائے گا کہ عقیدۂ آخرت کا یہ انکار اور اس کا یہ مذاق جو تم اڑا رہے ہو، تمہیں کس قدر مہنگا پڑا ہے اور تمہارا یہ انجام اس لیے ہوا کہ تم نے اللہ کی آیات کا مذاق بنایا، اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکے میں ڈال دیا۔

پس تعریف اللہ کے لیے ہے، جو زمین اور آسمانوں کا مالک، اور سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔ زمین اور آسمانوں میں بڑائی اسی کے لیے ہے۔ وہی زبردست اور دانا ہے۔

............☆☆☆............

......تیئسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۶، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ الاحقاف مکمل﴾

خواتین وحضرات! آج ۲۳ ویں تراویح میں ہم نے چھبیسویں پارے کا آغاز کیا ہے، اور اس کی پہلی سورۃ، سورۃ الاحقاف کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ احقاف بھی مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۴ رکوع اور ۳۵ آیات ہیں۔ یہ حضور ﷺ کے لیے نہایت سخت وقت تھا۔ ان دنوں حضورؐ اپنے خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے، اور قریش نے ہر طرف سے ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ کچھ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا چکے تھے، اور باقی مسلمان ہر جگہ ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ اسی سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب اور حضورؐ کی رفیقۂ حیات حضرت خدیجہؓ کا انتقال بھی ہو گیا۔ ان دونوں کی ذات رسولِ اکرمؐ کے لیے بہت بڑا سہارا تھی۔ اسی لیے سنہ ۱۰ نبوی کو ''عام الحزن'' یا ''غم کا سال'' کہا گیا ہے۔ کفار اس وقت تک اور بھی دلیر ہو چکے تھے۔ طائف کا حادثہ بھی اسی سال ہوا۔

جب حضورؐ زخمی حالت میں مکہ واپس جا رہے تھے تو اللہ کے سامنے حضورؐ نے دشمنوں کی ناقدری اور اپنی کمزوری پر پہلی مرتبہ فریاد کی۔ اس کے بعد آپؐ کچھ دیر نخلہ کے مقام پر ٹھہرے۔ اس جگہ جنوں کے ایک گروہ نے آپ کی زبان سے قرآن سنا، اور ایمان لانے کا اعلان کیا۔ یہ جنات کے ساتھ حضورؐ کی پہلی ملاقات تھی۔ اللہ نے یہ خوش خبری حضرت جبرئیل کے ذریعے حضورؐ کو پہنچائی۔ طائف کی تکلیف کے بعد یہ راحت کا پہلا پیغام تھا۔

اس سورۃ کی پہلی ہی آیت میں فرمایا گیا کہ یہ قرآن، جسے کفار اور مشرکین جھٹلا رہے ہیں، رب کائنات کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ رسولِ اکرم ﷺ کو حکم ہوا کہ آپ ان سے پوچھیں کہ اللہ کے سوا جن معبودوں کو یہ پکارتے ہیں انہوں نے کون سی چیز تخلیق کی ہے، یا وہ کون سی کتاب ہے جو ان کی تائید میں نازل ہوئی ہے۔ قیامت کے دن یہ معبودانِ باطل صاف صاف انکار کر دیں گے کہ ان کی عبادت کی جاتی تھی، یا یہ کہ وہ کسی طرح بھی اللہ کی ذات، صفات یا تخلیق میں شریک تھے۔

جب ان مشرکین وکفار کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو وہ اسے جادو کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔ یا پھر یہ کہتے ہیں کہ اسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھڑ لیا ہے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی کہ آپ ان سے کہہ دیں کہ اس معاملے میں میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی سب سے بڑا گواہ ہے۔ میں تو صرف اُسی پیغام کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے۔ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں، اور اللہ کا رسول ہوں۔

کافر لوگ مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ اگر اس پیغامِ حق میں کوئی خیر ہوتی تو ہم تم سے پہلے اس کی طرف دوڑ پڑتے۔ اسی طرح کی باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی کتاب تورات کے بارے میں بھی کہی جاتی تھیں۔ یہ قرآن پہلی تمام آسمانی کتابوں کی بھی تصدیق کرتا ہے، اور اسی لیے بنی اسرائیل کے کچھ لوگ بھی اس کتاب پر ایمان لا چکے ہیں۔ اہل ایمان کی شان میں فرمایا گیا کہ یہ لوگ اللہ کو اپنا رب مان کر اس عقیدہ پر ڈٹے رہتے ہیں۔ یہی اصحاب الجنہ، یعنی اہل جنت ہیں۔

اللہ تعالیٰ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی بار بار تاکید کرتا ہے، کیونکہ اللہ کے بعد انسان پر سب سے زیادہ احسانات اس کے والدین کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ اپنے رب سے یہ دعا کیا کرو کہ اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کر سکوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیں، اور یہ کہ میں ایسے نیک اعمال کروں جنہیں تو پسند فرمائے، اور یہ کہ میری اولاد کو نیک وصالح بنا۔ میں توبہ کرتا ہوں، اور تیرا فرمانبردار بندہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہو کر وعدہ فرماتا ہے کہ وہ ان تمام لوگوں کے گناہوں سے درگزر کر کے ان کے نیک اعمال کو قبول فرمائے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔

والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ پھر تاکید فرماتا ہے کہ ان کے ساتھ بہترین سلوک کرو اور انہیں اف تک نہ کہو۔ اللہ تعالیٰ کفار کو تنبیہ کرتا ہے کہ قیامت میں ان کی بداعمالیوں کا پورا محاسبہ ہوگا اور ان کے تکبر وانحراف اور بدکرداری کی سزا کے طور پر انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ بہت بڑا عذاب ہوگا۔

پھر قومِ عاد کے نبی حضرت ہودؑ کا واقعہ یاد دلایا گیا، جنہیں احقاف کے مقام پر رشد وہدایت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اس قوم کی طرف بہت سے نبی اس سے پہلے بھی بھیجے جا چکے تھے، جنہیں انہوں نے جھٹلا دیا تھا۔ اس قوم نے حضرت ہودؑ کو بھی جھٹلا دیا، اور کہا کہ اگر تم سچے ہو تو عذاب لے

آؤ۔ حضرت ہودؑ نے انہیں بار بار تنبیہ کی، لیکن وہ قوم باز نہ آئی۔ آخر اللہ کا عذاب ان پر سخت آندھی، بارش اور طوفان کی صورت میں آ گیا، اور ان کی پوری بستی کو تباہ کر دیا۔

اہل مکہ کو بتایا گیا کہ اس قوم عاد کی دولت اور وسائل تم سے کہیں زیادہ تھے، اور وہ اپنے آپ کو بہت دانا و بینا سمجھتے تھے، لیکن جب اللہ کا عذاب آیا تو ان کی عقل وفہم نے کچھ کام نہ کیا، اور نہ ان کے معبود ہی انہیں بچا سکے جنہیں وہ اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے۔

اس کے بعد ان جنات کا ذکر کیا گیا جو حضور سے ملے، اسلام قبول کیا، اور پھر اپنی قوم کے پاس جا کر تبلیغ شروع کر دی۔ انہوں نے اپنی قوم کو توحید، رسالت اور آخرت کی طرف بلایا، اور صرف ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی۔ قیامت میں کفار اور مشرکین کے سامنے دوزخ کو لایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا وہ حقیقت نہ تھی جسے رسول پیش کر رہے تھے؟ وہ جواب دیں گے: ہاں، خدا کی قسم، وہ بالکل سچ تھا۔ تب اللہ ان سے کہے گا کہ انہیں اسی کفر کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جا رہا ہے۔

پھر رسولِ اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی، اور فرمایا گیا کہ آپ صبر سے کام لیں۔ پچھلی قوموں کی طرح ان کافروں کو بھی ان کے کفر کی وجہ سے عذابِ الٰہی میں مبتلا کیا جائے گا، اور اس وقت ان کا پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۶، رکوع ۵ تا ۸......سورۃ محمدؐ مکمل﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ محمدؐ کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے، اور اس میں چار رکوع اور ۳۸ آیات ہیں۔ یہ سورۃ ہجرت کے بعد پہلے ہی سال میں نازل ہوئی۔ اس کا نام سورۃ ''قتال'' بھی ہے۔ جس وقت یہ سورۃ نازل ہوئی اس وقت مسلمانوں کو سرزمینِ عرب میں ہر جگہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت تو دی جا چکی تھی لیکن عملاً اس کا موقع نہیں آیا تھا، اور مسلمان ہر طرف سے سمٹ کر مدینہ منورہ میں جمع ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ سینکڑوں بدحال مہاجر ابھی تک آباد نہ ہو پائے تھے، اور چاروں طرف سے اہل عرب نے معاشی مقاطعہ کر رکھا تھا۔ اس طرح یہ سورۃ جنگِ بدر سے چند دن پہلے ہی نازل ہوئی۔ اس

سورۃ کا موضوع اہل ایمان کو جنگ کے لیے تیار کرنا اور انہیں اس سلسلے میں ابتدائی ہدایت دینا تھا۔ اللہ نے انہیں اطمینان دلا دیا کہ ان کی پوری مدد کی جائے گی، اور کفار و مشرکین کا مقدر شکست کے سوا کچھ نہیں ہے۔ منافقین کو بھی خبردار کیا گیا کہ وہ اللہ اور رسول کے ساتھ منافقت کے رویہ سے باز آجائیں، اور مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ وہ کسی طرح ہمت نہ ہاریں۔ ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کی بھی ترغیب دی گئی۔

پہلی ہی آیت میں فرمایا گیا کہ اللہ نے کافروں کے تمام اعمال کو اس لیے ضائع کر دیا کہ وہ تحریکِ اسلامی کا راستہ روک رہے ہیں۔ دوسری طرف اہلِ ایمان کو تسلی دی گئی کہ ان کی مشکل کے دن گزر چکے ہیں، اور اب اللہ نے ان کے حالات کو سنوار دیا ہے۔ اللہ نے حکم دیا ہے کہ مستقبلِ قریب میں جب کفار و مشرکین سے ان کی مڈبھیڑ ہو تو ڈٹ کر مقابلہ کریں، دشمن کو پوری طرح کچل ڈالیں، اور ان کے جوانوں کو قیدی بنالیں، تاکہ دشمن کی طاقت پوری طرح ٹوٹ جائے۔ قیدیوں کو قتل کرنے، آزاد کرنے یا فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا معاملہ امیر کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا۔ اللہ کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے شہیدوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ اللہ ان کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ وہ ان کی رہنمائی فرمائے گا، ان کا حال درست کر دے گا، اور ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔

اے اہل ایمان! اگر تم جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا، اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔ کافروں کے لیے ہلاکت ہے، اور ان کے عمل اکارت ہوں گے۔

وہ یہ کیوں نہیں دیکھتے کہ پہلے کے نافرمانوں پر کیا گزری ہے۔ پھر یقین دلایا گیا کہ مسلمانوں کا تو اللہ حامی و ناصر ہے، جبکہ کافروں کا مددگار کوئی نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کو جنت کی بشارت دی گئی، اور کفار کے لیے دوزخ کی وعید سنائی گئی۔

کافر لوگ تو جانوروں کی طرح پیٹ بھر لیتے ہیں، اور انجام سے بے خبر ہیں۔ وہ لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں۔ اہل ایمان کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے اس کی شان تو یہ ہے کہ اس میں نہریں بہہ رہی ہیں پانی کی، دودھ کی، شراب کی اور شہد کی۔ اس میں ان کے لیے ہر طرح کے پھل ہوں گے، جبکہ جہنمیوں کو ایسا پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ دے گا۔

ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو منافق ہیں۔ آپ کی محفل میں بیٹھنے کے باوجود، اللہ نے

ان کے دلوں پر ٹھپہ لگا دیا ہے، اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو بنے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو جب جہاد کا حکم ملتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں، لیکن منافق لوگ پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ زمین میں فساد پھیلانے والے، بہرے اور اندھے ہیں، ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہ منافق لوگ ایمان لانے کے بعد شیطان کے فریب میں آ کر کفر کی طرف پھر گئے، اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرنے لگے، ان کی روح جب قبض ہوگی تو فرشتے ان کے منہ پر اور پیٹھ پر لوہے کے گرز ماریں گے یہ اس لیے ہوگا کہ انہوں نے اس طریقے کی پیروی کی جو اللہ کو ناراض کرنے والا ہے۔ اس بنا پر ان کے تمام اعمال ضائع کر دیے گئے۔

منافقین کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ اللہ ان کے دلوں کی کھوٹ ظاہر نہیں کرے گا؟

ہم چاہیں تو انہیں آپ کو آنکھوں سے دکھا دیں، اور ان کے چہروں سے تم ان کو پہچان لو، مگر ان کے اندازِ کلام ہی سے تم ان کو جان لو گے۔ اللہ تم سب کے اعمال سے خوب واقف ہے۔ جنگ کا حکم آنے سے پہلے تو بڑے مسلمان بنے پھرتے تھے، مگر اب ان کے ہوش اڑ گئے، اور یہ کفار سے ساز باز کرنے لگے، تاکہ اپنے آپ کو جنگ کے خطرات سے بچا لیں، یہی تو آزمائش ہے، اور جو اس میں کھوٹا نکلتا ہے وہ مومن ہی نہیں ہے، کجا کہ اس کی نماز، روزہ یا زکوٰۃ خدا کے ہاں اجر کی مستحق ہو۔

پھر مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی، کفار کی کثرت اور ان کے سروسامان کی فراوانی دیکھ کر ہمت نہ ہاریں ان کے آگے صلح کی پیش کش کر کے کمزوری کا اظہار نہ کریں، جس سے ان کی جرأتیں اسلام اور مسلمانوں کے مقابلے میں اور زیادہ بڑھ جائیں، بلکہ اللہ کے بھروسے پر اٹھیں اور کفر کے اس پہاڑ سے ٹکرا جائیں۔ اللہ مسلمانوں کے ساتھ ہے۔ وہی غالب رہیں گے، اور یہ پہاڑ ان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں گے۔

آخر میں مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی دعوت دی گئی ہے۔ اگرچہ اس وقت مسلمانوں کی معاشی حالت بہت پتلی تھی، لیکن ان کو حکم دیا گیا کہ اپنے دین کو کفر کے غلبے سے بچانے اور اللہ کے دین کو غالب کرنے کے لیے اپنی جانیں بھی لڑائیں اور جنگی تیاری میں اپنے مالی وسائل بھی پوری امکانی حد تک کھپا دیں۔ اس لیے مسلمانوں سے فرمایا گیا کہ اس وقت جو شخص بھی بخل سے کام لے گا وہ دراصل اللہ کا کچھ نہ بگاڑے گا، بلکہ خود اپنے آپ کو ہی ہلاکت کے خطرے میں ڈال لے گا،

اللہ تو انسانوں کا محتاج نہیں ہے۔ اس کے دین کی خاطر قربانیاں دینے سے ایک گروہ اگر جی چرائے گا تو اللہ اسے ہٹا کر دوسرا گروہ اس کی جگہ لے آئے گا، جن سے وہ اپنے دین کا کام تم سے بہتر لے لے گا۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿ پارہ نمبر ۲۶، رکوع ۹ تا ۱۲..... سورۃ الفتح مکمل ﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ ''الفتح'' کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ بھی مدنی سورۃ ہے۔ اس میں ۴ رکوع اور ۲۹ آیات ہیں۔ اس سورۃ کا نام پہلی ہی آیت اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا سے ماخوذ ہے۔

اس میں اس فتح عظیم پر کلام کیا گیا ہے جو صلحِ حدیبیہ کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی۔

سنہ ۶ ہجری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ۱۴۰۰ صحابہ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سب لوگ احرام پہنے ہوئے تھے، اور قربانی کے جانور ان کے ساتھ تھے۔ لیکن کفار نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو مکہ سے کچھ فاصلے پر، یعنی حدیبیہ کے مقام پر روک لیا اور پھر ایک معاہدہ ہوا، جسے صلحِ حدیبیہ کہتے ہیں۔

اس معاہدہ کی رو سے، بہت سی دوسری شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی رکھی گئی کہ مسلمان اس سال عمرہ کے بغیر واپس چلے جائیں گے، اور اگلے سال عمرہ کے لیے آئیں گے۔ مسلمانوں نے اس صلح کو ناگواری کے ساتھ قبول کر لیا، لیکن جب رسولِ اکرمؐ واپس مدینہ لوٹ رہے تھے تو یہ سورۃ نازل ہوئی، اور صلحِ حدیبیہ کے واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے فتحِ عظیم کے نام سے یاد فرمایا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت دی گئی کہ یہ صلح آپ کے مشن کے لیے عظیم فتح ثابت ہوگی، اور واقعتاً پھر ایسا ہی ہوا۔ اس صلح نامے کے نتیجے میں پہلی مرتبہ اسلامی ریاست کو باقاعدہ تسلیم کیا گیا۔ مسلمانوں کے لیے زیارتِ بیت اللہ کا حق تسلیم کیا گیا۔ دس سال کے لیے جنگ بندی ہو جانے سے مسلمانوں کو امن میسر آ گیا، جس سے نہایت تیزی سے اسلام کو پھیلنے کا موقع

ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام مخالف قوتوں کو مسخر کر لیا گیا۔

صلح حدیبیہ کی رُو سے دو سال ہی میں قریش کی قوت بہت کم ہو گئی۔ عرب کے اندر قوت کا توازن بالکل تبدیل ہو گیا اور اس طرح اسلام کا غلبہ ہو گیا۔ اسی لیے صلح حدیبیہ کو قرآن نے فتح مبین سے تعبیر کیا۔

فرمایا گیا کہ اے رسول! ہم نے آپ کو صلح حدیبیہ کی صورت میں واضح کامیابی عطا کی ہے، تاکہ اللہ آپ پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے۔

پھر بتایا گیا کہ یہ صرف اللہ کا فضل تھا کہ اس نے بظاہر ناقابل قبول شرائط کے باوجود، مسلمانوں کے دلوں کو رسول کی اطاعت پر مطمئن کر دیا۔ اللہ کی نظر میں یہ صلح مسلمانوں کے لیے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ ہی ایمان والوں کے دلوں میں اطمینان پیدا کرتا ہے۔ اس سے ان کا ایمان بڑھتا جاتا ہے، اور اللہ ہی کے پاس تمام آسمانوں اور زمین کے لشکر ہیں، اور وہ بڑے علم و حکمت والا ہے۔ وہی ایمان والوں کو جنت میں، اور منافقوں کو دوزخ میں داخل کرے گا اور اے میرے محبوبؐ! ہم نے آپ کو شاہد بنایا، خوش خبری دینے والا اور خبردار کرنے والا، اس لیے کہ لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں، ان کی تعظیم اور توقیر کریں، اور اللہ کی تسبیح کریں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ بیعت رضوان کے موقع پر جو مسلمان اللہ کے رسول کی بیعت کر رہے تھے وہ دراصل اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے لہٰذا اس عہد کو پورا کرنا ایسا ہی ضروری ہے جیسے اللہ کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو پورا کرنا۔ اب جو کوئی بھی اس عہد کو توڑے گا اس کا وبال اس کی اپنی ذات پر ہو گا۔

اگلے رکوع میں ان بدوی مسلمان قبائل کا ذکر کیا گیا جنہیں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لیے مکہ جاتے ہوئے اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی، لیکن انہوں نے ساتھ نہ دیا، فرمایا گیا کہ جب آپ واپس مدینے پہنچیں گے تو یہ لوگ آپ کے ساتھ نہ جانے کی مختلف تاویلیں پیش کریں گے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں کھوٹ تھی۔ وہ موت سے ڈر رہے تھے، اور آپ کی مہم کی کامیابی کے بارے میں سخت بدگمان تھے۔ لہٰذا اب آپ ان سے کہہ دیں کہ اللہ تمہاری آزمائش کے لیے جہاد کے مزید مواقع دے گا، جس سے تمہارے خلوص کا پتہ چل جائے گا۔ اللہ نے منافق اور کافر لوگوں کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن ان لوگوں میں سے جو لوگ توبہ کر لیں گے اور رسول کی اطاعت کریں گے انہیں وہ معاف کر دے گا اور جنت میں داخل

فرمائے گا۔

تیسرے رکوع میں فرمایا گیا کہ اللہ ان تمام مومنوں سے خوش ہوگیا جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں حصہ لیا۔ انعام کے طور پر اللہ نے انہیں خیبر کی فتح کی نوید بھی سنائی، جس میں انہیں بہت سامالِ غنیمت ملا۔ اللہ نے یہ انعام ان مسلمانوں کے لیے مخصوص کر دیا جنہوں نے بیعتِ رضوان میں حصہ لیا تھا۔ اس کے بعد خیبر کی فتح سے حاصل ہونے والی دوسری فتوحات کی خوش خبری بھی سنائی گئی۔ مسلمانوں کی ہمت افزائی کے لیے یہ بھی بتایا گیا کہ اگر یہ کافر لوگ بیعتِ رضوان کے وقت تم سے لڑ جاتے تو یقیناً اللہ مسلمانوں کی مدد کرتا، اور کافروں کو شکست ہوتی لیکن جنگ نہ کرانے کی مصلحت یہ تھی کہ مکہ میں بہت سے مرد اور عورتیں مسلمان ہو چکے تھے۔ جنگ کی صورت میں نادانستہ طور پر ان کو نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔

اللہ نے اپنے رسول کا خواب سچ کر دکھایا، اور یہ فتحِ مبین اس خواب کی تعبیر کے طور پر دی۔ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا، تا کہ وہ اسلام کو دوسرے ادیان پر غالب کر دے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی توصیف فرمائی گئی کہ وہ کفار پر سخت گیر اور ایک دوسرے پر مہربان ہیں۔ وہ ہر وقت اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، اور ان کے چہروں پر سجدہ کے آثار نظر آتے ہیں۔ ان کی مثال توراۃ اور انجیل میں اس کھیتی سے دی گئی ہے جو خوب پھلے پھولے اور کاشت کرنے والوں کو خوش کر دے، اور کفار اس کے پھلنے پھولنے پر جلیں وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے، اللہ نے ان سے مغفرت اور بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۶، رکوع ۱۳ تا ۱۴......سورۃ الحجرات مکمل﴾

ابھی ہم نے سورۃ ''الحجرات'' کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے، جو ۲ رکوع اور ۱۸ آیات پر مشتمل ہے اس سورۃ میں معاشرتی آداب سکھائے گئے ہیں، جو مسلمانوں کو اللہ، اس کے رسول اور آپس کے معاملات میں ملحوظ رکھنے چاہئیں۔

فرمایا: اے اہل ایمان! اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو، اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور نبیؐ کے ساتھ اونچی آواز میں بات نہ کیا کرو، وگرنہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا، اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ جو لوگ رسولِ خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

جو لوگ نبی ﷺ کو ان کے گھر کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ انہیں چاہیے کہ آپؐ کے باہر تشریف لانے تک انتظار کریں۔

اے اہل ایمان! اگر کوئی غیر ذمہ دار شخص تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اپنے کانوں کو کچا نہ رکھو، بلکہ اس کی تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ سنی سنائی بات پر کوئی ایسا قدم اٹھا بیٹھو جو بعد میں پچھتاوے کا سبب بن جائے۔ تمام معاملات میں ہمیشہ اللہ اور اس کے رسول سے رہنمائی لیا کرو۔ اگر اپنی من مانی کرو گے اور اپنی ہی منوانے کی کوشش کرو گے تو تم خود ہی مشکلات میں مبتلا ہو جاؤ گے، مگر اللہ نے تم کو ایمان کی محبت دی، اور اس کو تمہارے لیے دل پسند بنا دیا، کفر و فسق اور نافرمانی سے تم کو متنفر کر دیا تا کہ اللہ کے فضل سے راہِ راست پر رہو۔

اور اگر اہلِ ایمان میں سے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو باقی لوگوں پر فرض ہے کہ وہ تماش بین بن کر نہ بیٹھے رہیں، بلکہ ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کریں۔ پھر اگر ایک گروہ دوسرے گروہ پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے پر دباؤ ڈالیں تا کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ پھر ان کے درمیان عدل اور انصاف کے ساتھ صلح کراؤ۔ ایسی صلح کرانے کی کوشش نہ کرو جو نا انصافی پر مبنی ہو، بلکہ دونوں فریقین سے انصاف کرو۔ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ مسلمان تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں، لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو۔ ہمیشہ مسلمانوں کے خیر خواہ بن کر رہو۔ اللہ سے ڈرو، تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اے اہلِ ایمان! تم میں سے کوئی مرد کسی دوسرے مرد کا مذاق نہ اڑائے، تمہیں کیا خبر کہ جس کا تم مذاق اڑا رہے ہو، اللہ کے نزدیک وہ تم سے بہتر ہو۔ اسی طرح کوئی عورت کسی دوسری عورت کا مذاق نہ اڑائے، ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ مذاق کرنے والی سے بہتر ہو۔

اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے بھی نہ دیا کرو، طعن و تشنیع کرنا اور کسی کو ملامت کرنا بڑی

بُری بات ہے اور ہاں ایک دوسرے کے اُلٹے نام بھی نہ ڈالا کرو، اور نہ کسی کو بُرے القاب سے یاد کرو، ایمان لانے کے بعد ایسی گناہوں والی حرکتیں کرنا مسلمانوں کو زیب نہیں دیتا۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئے، وہ بڑے ظالم ہیں۔

اے اہل ایمان! شک اور گمان کرنے سے بچو، اس لیے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کے عیب ٹٹولنے کی کوشش نہ کیا کرو۔ کسی کی جاسوسی کرنا اللہ کے نزدیک انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے۔ مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کا کھوج نہ لگایا کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا، اللہ اس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اسے رسوا کر کے چھوڑتا ہے، جس نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا لیکن اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا اور اگر تم لوگوں کے پردے رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے پردے رکھے گا۔ اگر تم لوگوں کی عزت اچھالو گے تو اللہ تمہاری عزت اچھال دے گا۔

اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے، یعنی اس کی غیر موجودگی میں اس کی برائی نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہو؟ دیکھو، تم خود اس سے کراہت محسوس کرتے ہو، خوب جان لو کہ غیبت کرنا بالکل ایسے ہی ہے جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھانا...... اللہ سے ڈرو، اور پچھلی غلطیوں کی توبہ کرو، اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے۔

اور آپس میں اپنے خاندانوں، قبیلوں اور برادریوں کی بنیاد پر تعصب اور فخر بھی نہ کیا کرو۔ حقیقت میں تم سب ایک ہی ہو، کیونکہ ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ یہ قبیلے، علاقے، برادریاں...... یہ تو صرف تعارف کے لیے ہوتی ہیں، نہ کہ طبقاتی تقسیم کے لیے۔ اللہ کے نزدیک تو تم میں سب سے عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے۔

صرف زبانی کلمہ پڑھنے سے کوئی شخص مومن نہیں ہو جاتا، جب تک کہ ایمان اس کے دل کی گہرائیوں میں نہ اتر جائے۔ حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، پھر انہوں نے کوئی شک نہ کیا، اور اللہ کی راہ میں اپنی، جانوں اور مالوں کے ساتھ جہاد کرتے رہے وہی سچے لوگ ہیں۔

اگر تم نے اسلام قبول کیا ہے تو اللہ پر کوئی احسان نہیں کیا، بلکہ یہ اللہ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت دی، اور تمہیں مسلمان ہونے کا موقع فراہم کیا، اللہ زمین و آسمان کی ہر پوشیدہ چیز کا علم رکھتا ہے، اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب اس کی نگاہ میں ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۶، رکوع ۱۵ تا آخر.....سورۃ ق تا الزاریات آیت ۳۰ تک﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ قٓ مکمل اور کچھ حصہ سورہ الزاریات کا سماعت کیا ہے۔

سورہ قٓ مکی سورۃ ہے اس میں ۳ رکوع اور ۴۵ آیات ہیں۔ سورۃ کے مضامین پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً یہ سورۃ سن ۳ نبوی میں نازل ہوئی، اس وقت تک کفار کی مخالفت شدت اختیار کر چکی تھی، لیکن ظلم و ستم کا آغاز نہیں ہوا تھا۔ یہ ایک نہایت اہم سورۃ ہے۔ اس سورۃ کا موضوع آخرت ہے، اور اسے اکثر رسولِ اکرم ﷺ نمازِ فجر اور نمازِ جمعہ میں تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس میں آخرت، اس کی ضرورت اور امکان پر مختصر طریقے سے دلائل دیے گئے ہیں، بتایا گیا ہے کہ جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک پکار پر ہر انسان اسی طرح جی اٹھے گا جیسے مردہ زمین سے نباتات بارش کے بعد جی اٹھتی ہے۔ جنت و دوزخ، سزا و جزا ایسی حقیقتیں ہیں جو قیامت کے دن تمہارے سامنے آجائیں گی۔

قرآن مجید کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ کافروں کو سب سے زیادہ اعتراض اور حیرت اس بات پر ہے کہ اللہ نے ان ہی میں سے ایک آدمی کو رسول بنا کر لوگوں کو یہ بتانے کے لیے بھیجا کہ قیامت ایک حقیقت ہے، اور ہم سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ فرمایا گیا کہ ان لوگوں نے حق کو اُسی وقت جھٹلا دیا تھا جب حق ان کے پاس آیا اور یہ لوگ اسی دن سے ایک ذہنی الجھن میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان سے پہلے قومِ نوح، قومِ فرعون، قومِ ثمود، قومِ عاد وغیرہ نے بھی اسی طرح تکذیب کی تھی۔ کیا انہوں نے کبھی آسمان، زمین، دریا اور پہاڑ کی تخلیق اور بارش اور پانی کے نظام پر غور نہیں کیا؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ مردہ زمین پر بارش برساتا ہے، اور بندوں کے لیے رزق اگاتا ہے؟ یہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ ہی اس کائنات کی ہر چیز کا خالق ہے، تو پھر انہیں یہ

یقین کرنے میں کیا مشکل ہے کہ وہ قیامت کے دن ہر ذی روح کو دوبارہ زندہ کرے گا اور یہ اپنی دنیاوی زندگی کے اعمال کا حساب کتاب دے سکیں گے؟

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے، اور وہ انسان کے دل میں پیدا ہونے والے وسوسوں سے بھی پوری طرح واقف ہے۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں، اللہ نے ہر انسان کے لیے دو نگران فرشتے مقرر کر دیے ہیں، جو اس کے تمام اعمال، خیالات اور عقائد کا ریکارڈ تیار کر رہے ہیں اور موت کے فوراً بعد وہ اس ریکارڈ کو اللہ کی عدالت میں پیش کر دیں گے۔ پھر قیامت تک تمام ارواح کو عالم برزخ میں رکھا جائے گا اور یوم قیامت کو دوبارہ زندہ کر کے فیصلہ کر دیا جائے گا کہ کون کس طرح کے اعمال لے کر آیا ہے اور اسے اس کے مطابق سزا و جزا دی جائے گی۔ اس دن کفار کو ان کے کفر اور شرک کی وجہ سے دوزخ کی آگ میں پھینک دیا جائے گا، جبکہ متقی لوگوں کو وعدہ کے مطابق ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، جہاں انہیں ہر طرح کی نعمتیں مہیا کی جائیں گی۔

اس سے پہلے بہت سی قومیں صرف اس لیے ہلاک کی جا چکی ہیں کہ انہوں نے اللہ سے بغاوت اور شرک کا رویہ اپنا رکھا تھا، حالانکہ وہ اقوام مشرکینِ مکہ سے کہیں زیادہ طاقت ور تھیں۔ ان اقوام کی تاریخ میں ہر اس شخص کے لیے جو عقل وفہم رکھتا ہو، عبرت کا سبق موجود ہے۔

پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین کی گئی ہے کہ اے نبیؐ! یہ لوگ جو باتیں بناتے ہیں ان پر صبر کریں اور اپنے رب کی تسبیح کرتے رہیں۔ قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو مردے زمین سے نکل آئیں گے، زمین پھٹ جائے گی۔ تمام انسان اس کے اندر سے نکل کر تیز تیز بھاگے جا رہے ہوں گے یہ حشر ہمارے لیے بہت آسان ہے۔

رسول کا کام کسی سے زبردستی حق کو منوانا نہیں۔ ان کا کام صرف یہ ہے کہ وہ اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچا دیں اور انہیں نصیحت کرتے ہوئے ان کے انجام سے ڈرائیں۔

سورۃ الذّٰریٰت:

چھبیسویں پارے کے اختتام پر ہم نے سورۃ الذّٰریٰت کا کچھ حصہ بھی سماعت کیا یہ مکی سورۃ ہے، جو ۳ رکوع اور ۶۰ آیات پر مشتمل ہے، اور سن ۵ نبوی کی نازل شدہ ہے۔ پہلے ہی لفظ

والڈّٰرِیٰت سے اس کا نام ماخوذ ہے۔اس سورۃ کا بیشتر حصہ آخرت کے موضوع پر ہے۔آخر میں توحید کی دعوت پیش کی گئی ہے۔لوگوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ آخرت اور توحید جیسے مسائل پر انبیاء کی بتائی ہوئی باتوں کو نہ مان کر یہ کفار و مشرکین خود اپنا نقصان کر رہے ہیں۔

پہلی ہی آیت میں تند و تیز ہواؤں کی قسم کھا کر فرمایا گیا ہے کہ قیامت کا دن ضرور آئے گا۔ اور اس دن ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دی جائے گی۔آخرت کا انکار کرنے والے لوگ سخت گمراہ ہیں۔دراصل یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں،اور طنزاً رسول سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ ان سے کہہ دیجئے کہ جب وہ دن آئے گا تو منکرینِ قیامت کو آگ پر تپایا جائے گا اور اللہ ان سے کہے گا کہ اب چکھو مزا اپنے فتنے کا۔

اس دن متقی لوگ بڑے عیش میں ہوں گے۔یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی دنیاوی زندگی میں نیکوکار تھے۔راتوں کو بہت کم وقت سوتے تھے،اللہ سے استغفار کرتے رہتے تھے،اور ان کی کمائی میں غریب اور محروم لوگوں کا حصہ ہوتا تھا۔

انسان کے اپنے وجود ہی میں بہت سی ایسی نشانیاں موجود ہیں جن سے آخرت اور توحید کے لیے مکمل ثبوت ملتے ہیں۔اس کے علاوہ زمین اور آسمان میں بھی ایسی بے شمار نشانیاں ہیں جن سے آخرت کا واقع ہونا قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے۔

پھر حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک تمام انبیاء کرام کے حوالے سے بتایا گیا کہ ماضی میں رسولوں کو جھٹلانے اور آخرت کا انکار کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

حضرت ابراہیمؑ کے ان مہمان فرشتوں کا بھی ذکر ہوا جو حضرت لوطؑ کی قوم کو تباہ کرنے کے لیے بھیجے گئے تھے،اور راستے میں حضرت ابراہیمؑ کے پاس ٹھہرے اور انہیں ایک صاحب علم بیٹے حضرت اسحاق کی پیدائش کی بشارت دی۔

............☆☆☆............

......چوبیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۷، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ الذّٰریٰت ۳۱ تا الطّور مکمل﴾

الحمدللہ آج ہم نے ستائیسویں پارے کا آغاز کر دیا ہے سورہ الذّٰریٰت کے مضامین تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں کہ عذاب لے کر آنے والے فرشتے حضرت ابراہیمؑ سے ملنے کے بعد حضرت لوطؑ کی بستی کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے قومِ لوط کو تباہ کرنے سے پہلے حضرت لوطؑ اور ان کے ساتھیوں کو اس بستی سے نکل جانے کی ہدایت کی، اور پھر اس بستی کو ایک سخت زلزلہ اور آتش فشانی سے تباہ کر دیا۔

یہی صورتِ حال فرعون کی قوم کے ساتھ پیش آئی۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو قومِ فرعون کی طرف بھیجا، لیکن چونکہ وہ اپنی طاقت کے نشے میں تھا اس لیے اس نے ان کی دعوت قبول نہ کی، اور تکبر سے پیش آیا۔ آخر اللہ نے اسے اس کے لشکروں سمیت سمندر میں غرق کر دیا۔

اسی طرح اللہ نے قومِ عاد کو تیز ہواؤں کا طوفان بھیج کر، اور قومِ ثمود کو ایک خوف ناک زلزلہ اور کڑک کے ذریعے تباہ کیا۔

اس سے پہلے قومِ نوحؑ کو بھی ان کے فسق و فجور اور حق دشمنی کی وجہ سے ایک طوفان کے ذریعے تباہ کیا گیا تھا۔

اللہ نے یہ تمام واقعات اس لیے سنائے ہیں کہ آخرت کا انکار کرنے والوں کو عبرت ہو، اور وہ اپنی باغیانہ روش سے باز آجائیں۔

سورۃ کے آخری رکوع میں خطاب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں کی طرف ہے۔ حکم دیا گیا کہ اللہ کی طرف رجوع کرو۔ فرمایا گیا کہ رسول کو تو صرف خبر دار کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے، تاکہ لوگ ہوش میں آجائیں اور شرک کرنے سے باز رہیں۔

اللہ نے اپنے رسول کو یہ بھی حکم دیا کہ آپ نصیحت اور تبلیغ کا کام بہرحال جاری رکھیں، پھر بتایا گیا کہ اللہ نے تو تمام مخلوق، جن وانس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے، اور وہ کسی سے بھی

مکمل اطاعت کے علاوہ کوئی اور مطالبہ نہیں کرتا۔ جو لوگ شرک و کفر میں مبتلا ہیں ان کا قیامت میں سخت محاسبہ ہوگا۔

سورۃ الطّور:

اس کے بعد ہم نے سورۂ طور کی تلاوت سماعت کی، جو کہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۴۹ آیات ہیں، یہ سن ۵ نبوی کے لگ بھگ نازل ہوئی۔

پہلے رکوع کا موضوع آخرت ہے۔ کائنات میں ہر طرف موجود چند حقائق کی قسم کھا کر پورے زور سے کہا گیا ہے کہ قیامت ضرور آئے گی اور اس پر ایمان لانے والوں کا انجام اسے جھٹلانے والوں کے انجام سے بہت بہتر ہوگا۔ دوسرے رکوع میں سردارانِ قریش کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، اور ان کی ہٹ دھرمی اور جہالت پر تبصرہ کے ساتھ ساتھ رسولِ اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ وہ اپنا کام کیے جائیں۔ اللہ کی مدد ان کے ساتھ ہوگی۔

اللہ پاک مختلف اور ممتاز چیزوں کو گواہ کر کے فرماتا ہے کہ کفار کے لیے عذاب ضرور ہونا ہے، کوہِ طور کی قسم، قرآن کی قسم، بیت المعمور کی قسم آسمان کی قسم، قیامت کے قریب جلتے ہوئے سمندر کی قسم، کفار پر ایسا عذاب آئے گا جسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اس روز جب آسمان بُری طرح ڈگمگائے گا، اور پہاڑ اڑتے پھریں گے، تباہی ہے اس روز ان جھٹلانے والوں کے لیے جو آج حجت بازیوں میں لگے ہوئے ہیں، جس روز انہیں دھکے مار مار کر نارِ جہنم کی طرف دھکیلا جائے گا، اور اس وقت ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اب بتاؤ، یہ جادو ہے یا تمہیں سوجھ نہیں رہا ہے؟ جاؤ، اب جھلسو اس کے اندر تم خواہ صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لیے یکساں ہے۔ تمہیں ویسا ہی بدلہ دیا جا رہا ہے جیسا تم عمل کر رہے تھے۔

متقی لوگ وہاں باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ لطف لے رہے ہوں گے، ان چیزوں سے جو ان کا رب انہیں دے گا، اور ان کا رب انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے گا۔ ان سے کہا جائے گا: کھاؤ، پیو، ان اعمال کے بدلے جو تم دنیا میں کرتے رہے وہ آمنے سامنے بچھے ہوئے تکیوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے۔ خوبصورت آنکھوں والی حوریں ان کی بیویاں ہوں گی۔

اللہ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کے درجے کے مطابق ان کے ساتھ جنت میں داخل

فرمائے گا۔ یہ جنتی لوگ اللہ کا شکر ادا کریں گے کہ اللہ نے انہیں اپنی رحمت سے نوازا، اور دوزخ سے بچالیا۔ وہ بڑا ہی محسن اور رحیم ہے۔

اس کے بعد دوسرے رکوع میں سردارانِ قریش کے اس رویے پر تنقید کی گئی ہے جو وہ رسولؐ کی دعوت کے مقابلے میں اختیار کیے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو کبھی کاہن، کبھی مجنوں اور کبھی شاعر قرار دے کر عوام الناس کو آپؐ کے خلاف بہکاتے تھے، تاکہ لوگ آپ کے لائے ہوئے پیغام کی طرف سنجیدگی سے توجہ نہ کریں۔ وہ آپ کی ذات کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھتے تھے، اور آپ پر یہ الزام لگاتے تھے کہ یہ قرآن آپ خود گھڑ گھڑ کر خدا کے نام سے پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس رویے پر تنقید کرتے ہوئے پے در پے کچھ سوالات کیے ہیں، جن میں سے ہر سوال یا تو ان کے کسی اعتراض کا جواب ہے یا ان کی کسی جہالت پر تبصرہ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر حوصلہ بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ خدا کے فضل سے آپ ان سب الزامات سے بالاتر ہیں۔ آپ ان کی تمام بکواس کو نظر انداز کر کے تبلیغ اور نصیحت کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ ان کے تمام اعتراضات دعوتِ حق کے خلاف بغض و عناد کی وجہ سے ہیں۔ پھر کفار کو چیلنج دے کر کہا گیا کہ وہ اس قرآن جیسی ایک آیت ہی بنا لائیں۔

آخر میں پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے رہیں، اس سے قوت حاصل کریں اور ان کا مقابلہ کریں۔ آپ کا رب آپ کے ساتھ ہے۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۷، رکوع ۵ تا ۸...... سورۃ النجم مکمل، سورۃ القمر ۱ تا ۲۲﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورہ نجم مکمل اور کچھ حصہ سورۃ القمر کا سماعت کیا ہے۔ سورہ نجم مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۳ رکوع اور ۶۲ آیات ہیں۔ اس کا نام سورۃ کے پہلے ہی لفظ والنجم سے ماخوذ ہے۔ احادیث کے مطابق یہ پہلی سورۃ ہے جسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ۵ نبوی میں قریش کے مجمع عام میں باآوازِ بلند پڑھ کر سنایا۔ اس کلام کی تاثیر اور معجزانہ اندازِ بیان سے متاثر ہو کر تمام حاضرین بھی آپؐ کے ساتھ سجدہ میں گر گئے، اور مخالفین کو شور مچانے کا ہوش بھی نہ رہا۔

یہ سورۃ ایک مسلسل تقریر کی صورت میں ہے، اور اس کا موضوع کفار کو ان کے اس رویے کی

غلطی پر متنبہ کرنا ہے جو وہ قرآن اور رسول اکرم ﷺ کے مقابلے میں اختیار کیے ہوئے تھے۔

پہلے رکوع میں کفار کو سمجھایا گیا کہ وہ جس دین کی پیروی پر اتنے اَڑے ہوئے ہیں اس کی بنیاد محض گمان پر ہے، اور ان کا کوئی عقیدہ بھی علم یا دلیل پر مبنی نہیں ہے۔ اس غلطی میں مبتلا ہونے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں آخرت پر یقین نہیں ہے۔ وہ رسول جسے یہ جھٹلا رہے ہیں، وحی الٰہی کی روشنی میں انہیں پیغامِ حق پہنچا رہا ہے، اور اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتا جب تک اللہ کے حکم سے جبریل وحی لے کر نہیں آتے۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کو اصل شکل میں کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ اور وہ نہایت با اعتماد قاصد ہے۔

اس کے بعد کفار کو خطاب کر کے بتایا گیا ہے کہ تم نے چند دیویوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے، اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے ہو، حالانکہ اپنے لیے تم کسی بیٹی کا باپ بننا پسند نہیں کرتے۔ یہ محض چند فرضی نام ہیں جنہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے جہالت سے اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اللہ نے تمہارے اس عقیدے کو باطل ثابت کرنے کے لیے ہی قرآن نازل کیا ہے اور یہ عقیدہ صرف تمہارے نفس کا دھوکہ ہے۔ تمہارے یہ معبود تو کسی گنتی ہی میں نہیں ہیں، اگر تمام فرشتے بھی مل کر کسی کی شفاعت کرنا چاہیں تو خصوصی اجازت کے بغیر اللہ سے کوئی سفارش نہیں کر سکتے۔ ان معبودانِ باطل کے متعلق کفار کا یہ عقیدہ کہ یہ کوئی اختیار رکھتے ہیں، صرف گمان اور لاعلمی پر مبنی ہے۔

اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ آپ ان کفار و مشرکین کو ان کے حال پر چھوڑ دیجیے، کیونکہ یہ لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے، اور دنیا سے آگے نہ کچھ جانتے ہیں نہ سوچ سکتے ہیں۔ آپ کا رب ہی جانتا ہے کہ کون سیدھے راستے پر ہے اور کون راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ یقیناً اللہ ہر نیک عمل کا اچھا بدلہ دے گا، اور بُرے کام کرنے والوں کو عذاب میں مبتلا کرے گا۔ وہ تو تمام انسانوں کو اس وقت سے جانتا ہے جب وہ اپنی ماں کے پیٹ میں ایک ننھے سے جرثومے کی شکل میں تھے۔ بس اپنے نفس کی پاکی کے دعوے نہ کرو۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ واقعی متقی کون ہے۔ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جو وہ عمل کرے گا۔ اُسی کے مطابق اسے بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ ہی قادرِ مطلق ہے، غم، خوشی، موت و حیات، ہر ہر چیز کا خالق بھی وہی ہے۔ اسی نے قومِ عاد، ثمود اور قومِ نوح جیسی نافرمان قوموں کو ہلاک کیا۔ ان قوموں کو اللہ نے ان کے ظلم اور انکار کی وجہ سے ہلاک کیا تھا۔ کفار مکہ کو بھی رسولِ برحق کو جھٹلانے کی وجہ سے ایسے ہی انجام کے لیے تیار

رہنا چاہیے۔ قیامت میں کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔ مومن کا کام صرف یہ ہے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کی پوری پوری کوشش کرتا رہے۔ کوشش کو پرکھنے اور اس کا بدلہ دینے کا کام اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اللہ نے انسان کو موت اور زندگی اسی آزمائش کے لیے دی ہے۔

تقریر کا خاتمہ اس بات پر کیا گیا کہ فیصلے کی گھڑی قریب آ لگی ہے اس لیے کفار مشرکین کو چاہیے کہ وہ اپنی دشمنی سے باز آ جائیں اور خدائے واحد پر ایمان لے آئیں۔ قیامت ضرور آنے والی ہے، اور تم ہو کہ عبرت نہیں پکڑتے، بلکہ کھیل میں پڑے ہوئے ہو۔ پس اللہ ہی کے لیے سجدہ کرو اور اُسی کی بندگی کرو۔

سورۃ القمر:

اس کے بعد ہم نے سورۃ القمر کا آغاز کیا۔ یہ مکی سورۃ ہے جس میں ۳ رکوع اور ۵۵ آیات ہیں۔ یہ سورۃ ہجرت سے تقریباً پانچ سال پہلے نازل ہوئی۔ اس میں شق القمر کے واقعے کا ذکر آیا ہے، اور اس حیرت انگیز واقعے سے استدلال کیا گیا ہے کہ قیامت کا وقت بہت قریب آ لگا ہے۔ یہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ نظامِ عالم ازلی، ابدی، یا غیر فانی نہیں ہے۔ پھر پچھلی قوموں کے حالات سنا کر کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کے انجام سے عبرت حاصل کریں، اور اس واقعے کو جادو کا کرشمہ کہنے کے بجائے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے پیغامِ وحی پر ایمان لے آئیں۔ آخرت برحق ہے، اور اللہ کے لیے قیامت برپا کرنا بالکل آسان ہے۔ منکرین قیامت کے بھی منکر تھے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی۔ انہوں نے معجزہ دکھلانے کا مطالبہ کیا، اور حضورِ انورؐ کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ لیکن منکرین نے اس معجزے کو بھی جادو کہا، حالانکہ دور دور کے ملکوں میں بھی لوگوں نے شق القمر کا مشاہدہ کیا۔

اب ارشاد ہے کہ اے میرے محبوبؐ! یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے، آپ ان سے منہ پھیر لیجیے ان لوگوں کو اس وقت پتہ چلے گا جب یہ دوبارہ اٹھیں گے کہ قیامت کتنی سخت ہے جس کا وہ انکار کرتے رہے۔

لوگوں نے نوح علیہ السلام کی بھی تکذیب کی تھی تو انہوں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ!

میں مغلوب ہو چکا ہوں۔ اب تو ان سے انتقام لے۔ تب اللہ نے موسلا دھار بارش سے آسمان کے دروازے کھول دیے، اور زمین کو پھاڑ کر چشموں میں تبدیل کر دیا اور یہ سارا پانی ان کے لیے ایک عذاب کی شکل اختیار کر گیا۔ اور نوح ؑ کو اللہ نے لکڑی کے تختوں اور کیلوں والی کشتی پر سوار کر دیا۔ اور کافروں پر سخت عذاب آیا، ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے۔ ہے کوئی اسے یاد کرنے والا؟

منکرین میں قومِ عاد بھی تھی، جن پر ایک سخت آندھی آئی، اور وہ تباہ ہو گئے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۷، رکوع ۹ تا ۱۳...... سورۃ القمر ۲۳ تا سورۃ الرحمٰن مکمل﴾

سورہ قمر کے مضامین تسلسل کے ساتھ چل رہے ہیں کہ مشرکین مکہ کی طرح قومِ ثمود نے بھی اسی طرح انکار کیا، اور کہنے لگے کہ ایک اکیلا آدمی جو ہم ہی میں سے ہے، کیا اب ہم اس کے پیچھے چلیں؟ اس کا اتباع ہم قبول کریں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بک گئے ہیں، اور ہماری عقل ماری گئی ہے کیا ہمارے درمیان بس یہی ایک شخص تھا جس پر خدا کا ذکر نازل ہوا؟ نہیں بلکہ یہ پرلے درجے کا غلط اور جھوٹا آدمی ہے: اللہ نے اپنے پیغمبر سے کہا کہ کل قیامت کے دن اور عذاب کے دن انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون غلط اور جھوٹا ہے، انہوں نے صالح علیہ السلام سے کہا کہ پتھر میں سے ایک اونٹنی نکال کر دکھا دیں، جب وہ اونٹنی نکلی تو ان لوگوں میں سے ایک نے اس کی کوچیں کاٹ دیں۔ پھر ایک ہولناک آواز آئی اور وہ لوگ سوکھی گھاس کی طرح ہو گئے۔

لوط علیہ السلام کی قوم پر بھی ان کی برائی کی وجہ سے پتھر برسائے گئے، لیکن اللہ کو یاد کرنے والے لوگ بچا لیے گئے۔ وہ منکرین تو لوط علیہ السلام کے مہمان فرشتوں کو بھی ستانا چاہتے تھے، اللہ پاک نے ایسے منکروں پر سخت عذاب نازل کیا۔

اب حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے منکرین کو تنبیہ ہے کہ یہ لوگ اگر نہیں مانتے تو ان کے لیے یہاں جنگِ بدر میں بھی تباہی ہے، اور آخرت میں بھی عذاب ہے، کیا یہ لوگ اپنے سے پہلی قوموں سے عبرت حاصل نہیں کرنا چاہتے؟ انسان کے اعمال میں سے چھوٹی بڑی ہر بات لوحِ محفوظ میں موجود ہے، اور بے شک پرہیزگاروں کے لیے جنت اور نہریں ہیں اور وہ عظیم

قدرت والے بادشاہ کے مقرب بندوں میں سے ہیں۔

اس سورۃ مبارکہ میں مختلف قوموں کی تباہی کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لیے آسان کر دیا۔ تو ہے کوئی یاد کرنے والا؟ اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ یعنی مختلف قوموں کی تباہی اور اس کے اسباب پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ قرآن سے انکار کرنے والے لوگ بھی انہی قوموں کی طرح تباہ کیے جائیں گے۔ چنانچہ کفار مکہ جنگِ بدر وغیرہ کے بعد بالکل تباہ ہو گئے۔

اس سورۃ میں بار بار اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کر کے دلوں کی دنیا پر دستک دی ہے

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ.

''ہے کوئی نصیحت کرنے والا جو قرآن سے نصیحت حاصل کرے؟''

سورۃ الرحمٰن:

اس کے بعد ہم نے سورہ رحمٰن کو سنا۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۳ رکوع اور ۷۸ آیات ہیں۔ یہ قرآنِ پاک کی بڑی مشہور سورۃ ہے۔ اس کے فضائل و برکات بے شمار ہیں۔ اسے قرآنِ پاک کا زیور کہا گیا ہے۔ اس سورۃ کے پہلے ہی لفظ الرحمٰن کو اس سورۃ کا نام قرار دیا گیا ہے۔ اس میں شروع سے آخر تک اللہ کی رحمت کا ہی ذکر ہے۔ یہ سورہ حجر اور سورۃ احقاف سے کچھ پہلے سن ۵ نبوی کے شروع میں نازل ہوئی۔ اس کا خطاب اللہ کی تمام مخلوقِ جن و انس سے ہے۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ جنوں کی جماعت جب پہلی مرتبہ حضور کی خدمت میں نخلہ کے مقام پر نازل ہو کر مسلمان ہوئی تو اس وقت آپ نماز میں اسی سورۃ کی تلاوت فرما رہے تھے۔ یہ واحد سورۃ ہے جس میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جنوں کو بھی بیک وقت خطاب کیا گیا ہے، اور انہیں آخرت کی جواب دہی کا احساس دلا کر نافرمانی کے انجام پر تنبیہ کی گئی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ پہلی سورۃ ہے جسے کفار کے مجمعِ عام میں کعبہ کے قریب بلند آواز سے حضرت عبداللہ بن مسعود نے پڑھا۔ پہلی ہی آیتوں میں بتایا گیا ہے۔ یہ اُسی اللہ کی طرف سے ہے جس نے انسان کو قوتِ گویائی دی اور تمام کائنات کو ایک نظم کا پابند بنایا، تا کہ دنیا میں عدل قائم ہو۔ اس کے بعد قدرت کے مختلف عجائبات

اور کمالات بیان کرنے کے بعد ساتھ ساتھ اس کی نعمتوں کا واضح طور پر ذکر کیا گیا، جن سے انسان اور جن سب مستفید ہو رہے ہیں۔

اللہ نے زمین کو سب مخلوقات کے لیے بنایا، اور اسے بے شمار نعمتوں سے بھر دیا۔ یہ وہی اللہ ہے جس نے انسان کو سڑے ہوئے مٹی کے گارے سے، اور جنوں کو آگ سے پیدا کیا۔ پھر بار بار سوال دہرایا گیا کہ اے جن وانس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟

فرمایا: ہر چیز جو اس سرزمین پر ہے، فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے رب کی ذات ہی قائم رہنے والی ہے۔ عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم سب سے باز پرس کی جائے گی، اور اس باز پرس سے بچ کر کوئی نہیں بھاگ سکتا۔ یہ باز پرس قیامت کے دن ہوگی۔ اس کے بعد ان مجرم انسانوں اور جنات کا انجام بتایا گیا جو دنیا میں اللہ کی نافرمانی کرتے رہے ہیں، اور اس عذاب کی تفصیل بیان کی گئی ہے جو انہیں آخرت میں دیا جائے گا۔ تمام مجرم وہاں اپنے نشانات سے پہچان لیے جائیں گے اور دوزخ میں داخل کرتے وقت انہیں جتا دیا جائے گا کہ یہ وہی جہنم ہے جس کا تم انکار کرتے تھے۔

البتہ اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے دو دو جنتیں ہوں گی: ایک تو اللہ کی رضا کی جنت اور دوسری اعمال کے صلے کی جنت۔ ان میں قسم قسم کے پھل ہوں گے، دو دو چشمے ہوں گے، دو دو قسموں کا ہر میوہ ہوگا۔ جنتی لوگ اپنے بستروں پر تکیے لگائے ہوں گے جن کا استر استبرق یعنی قناویز کا ہوگا، اور میوے اتنے جھکے ہوئے ہوں گے کہ نیچے سے توڑ لیے جائیں گے۔ پاکیزہ عورتیں ہوں گی، گویا وہ لعل و یاقوت اور مرجان ہیں۔ ظاہر ہے، نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔ انتہائی سرسبز جنتیں جن میں چشمے چھلکتے ہوں گے کھجور اور انار وغیرہ کے میورے ہوں گے۔ خیموں میں نیک اطوار حوریں ہوں گی، اور ہر طرح کا آسائش وآرام حاصل ہوگا۔ تو یہ جن وانس کے گروہ کن کن نعمتوں کو جھٹلا سکیں گے؟

تقریر کا اختتام اس جملے پر ہوتا ہے۔ تَبٰرَکَ اسْمُ رَبِّکَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ، یعنی تیرے رب جلیل کا نام بڑا ہی برکت والا ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۷، رکوع ۱۴ تا ۱۶......سورۃ الواقعہ مکمل﴾

ابھی ہم نے سورۃ الواقعہ کی تلاوت سنی، یہ مکی سورۃ ہے، جس میں ۳ رکوع اور ۹۶ آیات ہیں۔ یہ سورۃ طٰہٰ سے پہلے سن ۴ نبوی میں نازل ہوئی۔ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے واقعے کے وقت، جب حضرت عمر اپنی بہن کے گھر میں غصہ سے داخل ہوئے تو اس وقت وہ سورۂ طٰہٰ کی تلاوت فرما رہی تھیں، جب حضرت عمرؓ نے قرآن کو دیکھنا چاہا تو ان کی بہن نے سورۃ واقعہ ہی کی آیت نمبر ۷۹ کے حوالے سے فرمایا کہ لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ. یعنی اسے صرف وہی لوگ چھو سکتے ہیں جو پاک ہوں۔

اس سورۃ کا موضوع بھی آخرت، توحید، قرآن اور رسالت کے متعلق کفار کے اعتراضات کا جواب دینا ہے یہ بھی بڑے فضائل والی سورۃ ہے۔ رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی سورہ واقعہ کو روزانہ ایک مرتبہ پڑھے گا اس کے گھر کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔

فرمایا: جب قیامت آجائے گی تو اس وقت کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہوگی۔ وہ دن اچانک آجائے گا۔ تمام جن وانس اس دن تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے۔ (۱) دائیں بازو والے (نیک اور صالح لوگ) (۲) بائیں بازو والے (منکرینِ آخرت) (۳) سابقونَ الاوّلون (وہ لوگ جو صدق دل سے فوراً ایمان لے آئے تھے، اور جنہوں نے مکمل طور پر اللہ کی اطاعت کی)، یہی مقرب لوگ ہیں، جو نعمتوں بھری جنتوں میں ہوں گے، تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے۔ ان کی مجلسوں میں ابدی لڑکے شرابِ چشمۂ جاری سے لبریز پیالے اور ساغر لیے دوڑتے پھریں گے، جسے پی کر نہ ان کا سر چکرائے گا اور نہ ان کی عقل میں فتور آئے گا اور وہ ان کے سامنے طرح طرح کے لذیذ پھل پیش کریں گے، کہ جسے چاہیں چُن لیں، اور پرندوں کے گوشت پیش کریں گے کہ جس پرندے کا گوشت چاہیں استعمال کریں۔ ان کے لیے خوب صورت آنکھوں والی حوریں ہوں گی ایسی حسین جیسے چھپا کر رکھے ہوئے موتی۔ یہ سب کچھ ان اعمال کی جزا کے طور پر انہیں ملے گا جو دنیا میں کرتے رہتے تھے۔

دوسرا طبقہ دائیں بازو والے یہ بھی خوش نصیب ہوں گے۔ ان کے لیے بھی جنت کی ہر قسم کی نعمتیں ہوں گی۔ ان کے لیے بغیر کانٹوں کے پھلوں کے درخت اور بیلیں، دور تک پھیلی ہوئی چھاؤں اور ہر دم رواں پانی اور اونچی نشست گاہیں ہوں گی ان کی بیویوں کو ہم خاص طور رحسین وجمیل نوجوان اور باکرہ بنادیں گے، جو دنیا میں نیک تھیں، وہ اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی اور ہم سن ہوں گی۔

اور تیسرا طبقہ بائیں بازو والا: یہ انتہائی بدنصیب لوگ ہوں گے، وہ لُو کی لپٹ کھولتے ہوئے پانی اور کالے دھویں کے سائے میں ہوں گے، جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ، یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں خوشحال تھے اور گناہِ عظیم پر ڈٹے ہوئے تھے اور آخرت کے بارے میں شک کرتے تھے۔ ان گمراہ اور جھٹلانے والوں لوگوں کے لیے زقوم کے کانٹے دار کڑوے اور زہریلے درخت کی غذا ہوگی، اُسی سے یہ پیٹ بھریں گے، اور اوپر سے کھولتا ہوا پانی تونس لگے ہوں اونٹ کی طرح پئیں گے یہ ہے روزِ جزا میں بائیں والوں کی ضیافت کا سامان!

اس کے بعد آیت نمبر ۵۷ سے ۷۴ تک اسلام کے ان دونوں بنیادی عقائد کی صداقت پر پے در پے دلائل دیے گئے ہیں، جن کو ماننے سے کفار انکار کر رہے تھے: یعنی، توحید اور آخرت ان دلائل میں زمین وآسمان کی دوسری تمام چیزوں کو چھوڑ کر انسان کو خود اس کے اپنے وجود کی طرف اور اس غذا کی طرف جسے وہ کھاتا ہے، اور اس پانی کی طرف، جسے وہ پیتا ہے، اور اس آگ کی طرف جس سے وہ اپنا کھانا پکاتا ہے، توجہ دلائی گئی ہے، اور اسے اس سوال پر غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے کہ تو جس خدا کے بنانے سے بنا ہے، اور جس کے دیے ہوئے سامانِ زیست پر پل رہا ہے، اس کے مقابلے میں خود مختار ہونے، یا اس کے سوا کسی اور کی بندگی بجالانے کا آخر تجھے کیا حق ہے؟ اور اس کے متعلق تو نے یہ کیسے گمان کرلیا کہ وہ ایک دفعہ تجھے وجود میں لے آنے کے بعد ایسا عاجز ودرماندہ ہوجاتا ہے کہ دوبارہ تجھ کو وجود میں لانا چاہے تو نہیں لاسکتا؟

پھر آیت نمبر ۷۵ سے ۸۲ تک قرآن کے بارے میں ان شکوک کی تردید کی گئی ہے، اور ان کو یہ احساس دلایا گیا ہے کہ بدنصیبو! یہ عظیم الشان نعمت تمہارے پاس آئی ہے، اور تم نے اپنا حصہ اس نعمت میں یہ رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو اور اس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے الٹی بے اعتنائی برتتے ہو! قرآن کی صداقت پر دو مختصر فقروں میں یہ بے نظیر دلیل پیش کی گئی ہے کہ اس پر کوئی غور

وفکر کرے تو اس کے اندر ویسا ہی محکم نظام پائے گا جیسا کائنات کے تاروں سیاروں کا نظام محکم ہے اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مصنف وہی ہے جس نے کائنات کا یہ نظام بنایا ہے۔

پھر کفار سے کہا گیا ہے کہ یہ کتاب اس نوشتۂ تقدیر میں ثبت ہے جو مخلوقات کی دسترس سے باہر ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ اسے محمدؐ کے پاس شیاطین لاتے ہیں؟ حالانکہ لوحِ محفوظ سے محمدؐ تک جس ذریعے سے یہ پہنچتی ہے اس میں پاک نفس کے سوا کسی کا ذرّہ برابر بھی کوئی دخل نہیں ہے۔

آخر میں انسان کو بتایا گیا ہے کہ تو کتنی ہی لن ترانیاں ہانکے، اور اپنی خودمختاری کے گھمنڈ میں کتنا ہی حقائق کی طرف سے اندھا ہو جائے مگر موت کا وقت تیری آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے۔ اس وقت تو کتنا بے بس ہوتا ہے! اپنے ماں باپ کو نہیں بچا سکتا، اپنی اولاد کو نہیں بچا سکتا، اپنے پیروں اور پیشواؤں اور محبوب ترین لیڈروں کو نہیں بچا سکتا۔ سب تیری آنکھوں کے سامنے مرتے ہیں اور تو دیکھتا رہ جاتا ہے، اگر کوئی بالاتر طاقت تیرے اوپر فرمانروا نہیں ہے، اور تیرا یہ زعم درست ہے کہ دنیا میں بس تُو ہی تُو ہے، کوئی خدا نہیں، تو کسی مرنے والے کی نکلتی ہوئی جان کو پلٹا کیوں نہیں لاتا؟ جس طرح تو اس معاملے میں بے بس ہے اسی طرح خدا کے محاسبے اور اس کی جزا و سزا کو بھی روک دینا تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ تو خواہ مانے یا نہ مانے، موت کے بعد ہر مرنے والا اپنا انجام دیکھ کر رہے گا: مقربین میں سے ہوا تو مقربین کا انجام دیکھے گا، صالحین میں سے ہوا تو صالحین کا انجام دیکھے گا، اور جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوا تو وہ انجام دیکھے گا جو ایسے مجرموں کے لیے مقدر ہے۔

یہ سب کچھ قطعی حق ہے۔ پس اے نبیؐ! اپنے رب عظیم کے نام کی تسبیح کرو۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۷، رکوع ۱۷ تا ۲۰ ...... سورۃ الحدید﴾

آج نمازِ تراویح کے آخری حصے میں ہم نے سورۃ الحدید کی تلاوت سماعت کی ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے، جس میں ۴ رکوع اور ۲۹ آیات ہیں۔ یہ سورۃ سنہ ۴، ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا جب مدینے کی مختصر اسلامی ریاست سخت خطرات سے دوچار تھی، اور پورے عرب کی کافر اور مشرک طاقتیں مسلمانوں کو مٹانے پر تلی ہوئی تھیں۔ ان حالات میں تحریکِ اسلامی

کو زندہ رکھنے کے لیے نہ صرف جانی قربانی درکار تھی بلکہ مالی قربانی کی بھی سخت ضرورت تھی۔ اس سورۃ کا موضوع انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین ہے۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی گئی ہیں تاکہ سامعین کو اچھی طرح یہ احساس ہو جائے کہ کس عظیم ہستی کی طرف سے ان کو مخاطب کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو زمین اور آسمانوں میں ہے، اور وہی زبردست دانا ہے۔ زمین و آسمان کی سلطنت کا مالک وہی ہے۔ وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ ہر چیز پر وہ قدرت رکھتا ہے۔ وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اُسی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، اور وہی بادشاہی کا مالک ہے۔ دن اور رات اُسی کی مرضی سے آتے ہیں۔ وہ دلوں کے چھپے ہوئے راز تک جانتا ہے۔ اس کے بعد حسبِ ذیل مضامین سلسلہ وار ارشاد ہوئے ہیں:

ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ آدمی راہِ خدا میں مال خرچ کرنے سے پہلو تہی نہ کرے۔ ایسا کرنا صرف ایمان ہی کے منافی نہیں بلکہ حقیقت کے اعتبار سے بھی غلط ہے، کیونکہ یہ مال دراصل خدا ہی کا مال ہے، جس پر تم کو خلیفہ کی حیثیت سے تصرف کے اختیارات دیے گئے ہیں۔ کل یہی مال دوسروں کے پاس تھا، آج تمہارے پاس ہے، اور کل کسی اور کے پاس چلا جائے گا۔ آخر کار اسے خدا ہی کے پاس رہ جانا ہے، جو کائنات کی ہر چیز کا وارث ہے، تمہارے کام اس مال کا کوئی حصہ اگر آ سکتا ہے تو صرف وہ جسے تم اپنے زمانہ تصرف میں خدا کے کام پر لگا دو۔

خدا کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینا اگرچہ ہر حال میں قابل قدر ہے مگر ان قربانیوں کی قدر و قیمت مواقع کی نزاکت کے لحاظ سے متعین ہوتی ہے۔ ایک موقع وہ ہوتا ہے جب کفر کی طاقت بڑی زبردست ہو، اور ہر وقت یہ خطرہ ہو کہ کہیں اسلام اس کے مقابلے میں مغلوب نہ ہو جائے۔ دوسرا موقع وہ ہوتا ہے جب کفر و اسلام کی کش مکش میں اسلام کی طاقت کا پلڑا بھاری ہو جائے، اور اہلِ ایمان کو دشمنانِ حق کے مقابلے میں فتح نصیب ہو رہی ہو۔ یہ دونوں حالتیں اپنی اہمیت کے لحاظ سے یکساں نہیں ہیں۔ اس لیے جو قربانیاں ان مختلف حالتوں میں دی جائیں وہ بھی اپنی قیمت میں برابر نہیں ہیں، جو اسلام کے ضعف کی حالت میں اس کو سربلند کرنے کے لیے جانیں لڑائیں اور مال صَرف کریں ان کے درجے کو وہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو اسلام کے غلبے کی

حالت میں اس کو مزید فروغ دینے کے لیے جان و مال قربان کریں...... راہِ حق میں جو مال بھی صرف کیا جائے وہ اللہ کے ذمے قرض ہے، اور اللہ اسے نہ صرف کئی گنا بڑھا چڑھا کر واپس کر دے گا بلکہ اپنی طرف سے مزید اجر بھی عنایت فرمائے گا...... آخرت میں نور انہی اہلِ ایمان کو نصیب ہوگا جنہوں نے راہِ خدا میں اپنا مال خرچ کیا ہو۔ رہے وہ منافق جو دنیا میں اپنے ہی مفاد کو دیکھتے رہے، اور جنہیں اس بات کی کوئی پروا نہیں رہی کہ حق غالب ہوتا ہے یا باطل، وہ خواہ دنیا کی زندگی میں مومنوں کے ساتھ ملے جلے رہے ہوں مگر آخرت میں ان کو مومنوں سے الگ کر دیا جائے گا۔ نور سے وہ محروم ہوں گے، اور ان کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا۔

مسلمانوں کو ان اہل کتاب کی طرح نہ ہو جانا چاہیے جن کی عمریں دنیا پرستی میں بیت گئی ہیں، اور جن کے دل زمانۂ دراز کی غفلتوں سے پتھر ہو گئے ہیں۔ وہ مومن ہی کیا جس کا دل خدا کے ذکر سے نہ پگھلے، اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے نہ جھکے...... اللہ کے نزدیک صدیق اور شہید صرف وہ اہل ایمان ہیں جو اپنا مال کسی جذبہ ریا کے بغیر صدق دل سے اس کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

دنیا کی زندگی محض چند روز کی بہار اور ایک متاعِ غرور ہے۔ یہاں کا کھیل کود، یہاں کی دلچسپیاں، یہاں کی آرائش و زیبائش، یہاں کی بڑائیوں پر فخر اور یہاں کا دھن دولت جس میں لوگ ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوششیں کرتے ہیں، سب کچھ ناپائیدار ہے۔ اس کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو پہلے سرسبز ہوتی ہے، پھر زرد پڑ جاتی ہے، اور آخر کار بھس بن کر رہ جاتی ہے۔ پائیدار زندگی دراصل آخرت کی زندگی ہے، جہاں بڑے بڑے نتائج نکلنے والے ہیں۔ تمہیں ایک دوسرے سے آگے نکل جانے کی کوشش کرنی چاہیے اللہ کی مغفرت کی طرف اور اس کی جنت کی طرف، جو زمین و آسمان سے زیادہ کشادہ ہے۔ دنیا میں راحت اور مصیبت جو بھی آتی ہے، اللہ کے پہلے لکھے ہوئے فیصلے کے مطابق آتی ہے۔ مومن کا کردار یہ ہونا چاہیے کہ مصیبت آئے تو ہمت نہ ہار بیٹھے، اور راحت آئے تو اترا نہ جائے۔ یہ ایک منافق اور کافر کا کردار ہے کہ اللہ اس کو نعمت بخشے تو وہ اپنی جگہ پھول جائے، فخر جتانے لگے، اور اس نعمت دینے والے خدا کے کام میں خرچ کرتے ہوئے خود بھی تنگ دلی دکھائے اور دوسروں کو بھی بخل کا مشورہ دے۔

اللہ نے اپنے رسول کھلی کھلی نشانیوں، کتاب اور میزانِ عدل کے ساتھ بھیجے تا کہ لوگ

انصاف پر قائم ہوں۔ اور اس کے ساتھ لوہا بھی نازل کیا تاکہ حق قائم کرنے اور باطل کا سر نیچا کرنے کے لیے طاقت استعمال کی جائے۔ اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ انسانوں میں سے کون لوگ ایسے نکلتے ہیں جو اس کے دین کی حمایت اور نصرت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں، اور اس کی خاطر جان لڑا دیں، یہ مواقع اللہ نے تمہاری اپنی ہی ترقی و سرفرازی کے لیے پیدا کیے ہیں، ورنہ اللہ اپنے کام میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اہلِ کتاب اگر ایمان لائیں گے اور خدا سے ڈرتے ہوئے زندگیاں بسر کریں گے تو اللہ انہیں اپنی رحمت کا دوہرا حصہ دے گا، اور انہیں وہ نور بخشے گا جس سے دنیا کی زندگی میں وہ ہر ہر قدم پر ٹیڑھے راستوں کے درمیان سیدھی راہ صاف دیکھ کر چل سکیں گے۔ اہل کتاب چاہے اپنے آپ کو اللہ کے فضل کا ٹھیکہ دار سمجھتے رہیں مگر اللہ کا فضل اس کے اپنے ہی ہاتھ میں ہے۔ اسے اختیار ہے، جسے چاہے اپنے فضل سے نواز دے، وہ بڑے فضل والا ہے۔

............☆☆☆............

......پچیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۸، رکوع ۱ تا ۳......سورۃ المجادلہ مکمل﴾

نماز تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ المجادلہ کی تلاوت سماعت کی ہے اور الحمد للہ اس کے ساتھ ہی اٹھائیسویں پارے کا بھی آغاز ہو گیا ہے۔ یہ مدنی سورۃ ہے۔ جس میں ۳ رکوع اور ۲۲ آیات ہیں۔ یہ سورۃ سن ۵ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ میں مسلم معاشرے کو بہت سی جاہلانہ رسموں سے پاک رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس کے بارے میں شرعی قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

سب سے پہلے ظہار کے بارے میں بتایا گیا۔ ظہار کا مطلب ہے اپنی بیوی کو ماں کہہ کر اپنے لیے حرام کرنا، یہ اہل عرب میں شدید ترین طلاق کا طریقہ تھا، جس کے بعد رجوع کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ بتایا گیا ہے کہ ظہار ایک جاہلانہ رسم ہے۔ کسی کے اپنی بیوی کو ماں کہہ دینے سے بیوی اس کے لیے حرام نہیں ہو جاتی۔ پھر اللہ کے دشمنوں سے خفیہ معاہدے کرنے اور کانا پھوسی کرنے کی ممانعت کی گئی ہے، یہ منافقوں کا طریقہ تھا۔ پھر آدابِ مجلس پر گفتگو کی گئی ہے، اور رسولِ پاک سے تنہائی میں ملاقات کر کے خواہ مخواہ اپنی بڑائی کا دوسروں کو احساس دلانے کو ناپسندیدہ بات کہا گیا۔ آخر میں اہل ایمان کے لیے کچھ دعائیہ کلمات کہے گئے، اور اعلان کیا گیا کہ مخلص مسلمانوں سے اللہ راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

پہلے جملے میں اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کا ذکر کیا جو اپنے شوہر کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کر رہی تھی۔ یہ خاتون قبیلہ خزرج کی حضرت خولہؓ بنت ثعلبہ تھیں۔ ان کے شوہر کافی بوڑھے تھے، اور کمزوری کی وجہ سے حد درجہ چڑچڑے ہو گئے تھے۔ ایک دن انہوں نے غصہ میں آ کر اپنی بیوی سے یہ الفاظ کہہ دیے کہ تو میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے۔ دورِ جاہلیت میں یہ طلاق کا طریقہ تھا، جسے ظہار کہا جاتا تھا اور اس سے یہ معنی لیے جاتے تھے کہ بیوی اپنے شوہر کے لیے حرام ہو گئی ہے۔ حضرت خولہؓ نے بڑی دردمندی سے حضورؐ سے فریاد کی کہ وہ اس معاملے میں فتویٰ دیں کہ کیا واقعی اس طرح ان کی طلاق ہو گئی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

خاموشی اختیار کی۔ جب یہ خاتون کئی بار حضورؐ سے یہ مسئلہ پوچھنے آئیں تو اللہ نے خود اس خاتون کی فریادسنی، اور وحی کے ذریعے حضورؐ کو بتایا کہ ظہار ایک جاہلانہ رسم ہے، اور اس سے طلاق ہرگز واقع نہیں ہوتی۔ ہاں، البتہ یہ ایک گناہ ہے، اور ظہار کرنے والے کو اپنا تعلق بحال کرنے سے پہلے کفارہ دینا پڑے گا کہ ظہار کرنے والا ایک غلام آزاد کرے، یا ۲ مہینے کے متواتر روزے رکھے، یا ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلائے، پھر فرمایا کہ یہ حکم اس لیے دیا جارہا ہے کہ لوگ مسلم معاشرہ کو ایسی جاہلانہ رسموں سے پاک کریں۔ اس کے بعد ان لوگوں کی گرفت کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ بتایا گیا کہ اللہ ان لوگوں کو بھی ایسے ہی ذلیل وخوار کرے گا جیسے کہ پچھلی قوموں میں اسلام دشمن لوگوں کو کیا گیا۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے سے بھی روکا گیا، اور بتایا گیا کہ مجلس میں جو بات ہو وہ کھلے طریقہ سے ہونی چاہیے۔ جو لوگ چھپ چھپ کر اللہ اور رسول کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں اللہ ان سے خوب واقف ہے، اور انہیں سخت سزا دے گا۔ ہاں نیکی اور تقویٰ کی باتوں کے لیے سرگوشی کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

پھر کچھ مجلسی آداب بیان کیے گئے۔ بتایا گیا کہ مجلس میں آنے والے نئے لوگوں کے لیے جگہ کو کشادہ کر دیا کرو۔ یہ طریقہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ پھر حکم دیا گیا کہ اپنی اہمیت جتانے کے لیے بار بار رسولؐ سے تخلیہ میں بات کرنے کی خواہش نہ کرو۔ اور یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ جو لوگ رسولؐ سے تخلیہ میں بات کرنا ضروری سمجھتے ہوں وہ تخلیہ سے پہلے کچھ صدقہ دیں لیکن یہ اصول چونکہ لوگوں کے لیے مشکلات پیدا کر رہا تھا اس لیے اسے جلد ختم کر دیا گیا۔ پھر مسلمانوں کو تاکید کی گئی کہ نماز قائم کرتے رہو، زکوٰۃ کے نظام کو باقاعدہ بناؤ، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پورے خلوص سے کرتے رہو۔ اللہ اس سے باخبر ہے، تم جو کچھ بھی کرتے ہو۔

آخری رکوع میں ان لوگوں پر گرفت کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی رکھتے ہیں: کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کو جنہوں نے ایسے گروہ کو دوست بنایا ہے جن پر اللہ کا غضب ہے۔ ان منافقین نے ایک طرف یہودیوں سے دوستی کر رکھی ہے تو دوسری طرف مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ وہ نہ تمہارے ہیں، اور نہ ان کے۔ جان بوجھ کر جھوٹی بات پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب مہیا کر رکھا ہے بڑے ہی بُرے کرتوت ہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، جس کی آڑ میں وہ اللہ کی راہ سے

روکتے ہیں۔اس پر ان کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔اللہ سے بچانے کے لیے نہ ان کے مال کچھ کام آئیں گے اور نہ اولاد یہ دوزخی ہیں، جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔جس روز اللہ ان سب کو اٹھائے گا وہ اس کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے کھاتے ہیں، اور اپنے نزدیک یہ سمجھیں گے کہ اس سے ان کا کچھ کام بن جائے گا۔خوب جان لو، یہ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔شیطان ان پر مسلط ہو چکا ہے، اور اس نے خدا کی یاد ان کے دل سے بھلا دی ہے۔وہ شیطان کی پارٹی کے لوگ ہیں۔خبردار! شیطان کی پارٹی کے لوگ ہی خسارے میں ہیں۔جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتے ہیں وہ یقیناً ذلیل ترین مخلوقات میں سے ہیں۔اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرا رسول غالب ہو کر رہیں گے۔فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔اہل ایمان کبھی بھی کافروں سے محبت نہیں کر سکتے، خواہ وہ ان کے باپ، اولاد، بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ایسے ہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے۔وہ ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔اللہ ان سے راضی ہوا، اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔وہ اللہ کی پارٹی کے لوگ ہیں۔خبردار رہو، اللہ کی پارٹی والے ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۸، رکوع ۴ تا ۸......سورۃ الحشر و سورۃ الممتحنہ مکمل﴾

پہلے حصے میں ہم نے سورۃ ''الحشر'' کی تلاوت سماعت کی، جو کہ مدنی سورۃ ہے۔اور اس میں ۳ رکوع اور ۲۴ آیات ہیں۔یہ سن ۴ ہجری میں نازل ہوئی۔یہ پوری سورۃ غزوہ بنی نضیر کے بارے میں ہے۔جب رسولِ اکرم مدینہ پہنچے تو آپ نے یہودیوں کے ساتھ واضح شرائط پر ایک معاہدہ کیا، جس میں یہ ضمانت دی گئی کہ مسلمانوں اور یہودیوں میں کوئی ایک دوسرے کے حقوق پر دست درازی نہ کرے گا، اور بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں یہ سب مشترکہ دفاع کریں گے، لیکن بہت جلد یہودیوں نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنالیا، خاص طور پر بدر کی فتح کے بعد ان کی آتش حسد اور تیز ہوگئی اور بنی نضیر کے سردار کعب بن اشرف نے کھلم کھلا کفار و مشرکین کے ساتھ تعاون کا راستہ اختیار کر لیا، اور

معاہدے کو توڑ دیا پھر جب احد کے میدان میں مسلمانوں کو نقصان پہنچا تو بنی نضیر نے با قاعدہ ایک سازش کے ذریعے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ نے بروقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا، اور آپ محفوظ رہے۔ اب ان لوگوں کے ساتھ کسی رعایت کی گنجائش نہ تھی، لہٰذا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوٹس دیا کہ وہ دس دن کے اندر اندر مدینہ سے نکل جائیں۔ یہودیوں نے منافقین کی شہ پر مدینہ سے نکلنے سے صاف انکار کر دیا۔ آخر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربیع الاول سنہ ۴ ہجری میں ان کا محاصرہ کر لیا، اور ۱۰ دن کے بعد ہی وہ مدینہ کی بستی کو چھوڑ کر نکل جانے پر مجبور ہو گئے۔ اسی واقعے پر اس سورۃ میں بحث کی گئی ہے کہ اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھوں یہودیوں کو شکست سے دو چار کیا، اور انہیں مدینہ سے نکل بھاگنے پر مجبور کیا، اور ان کا مالِ غنیمت یتیموں، مسکینوں اور مسافروں میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقین کے رویے پر بھی تبصرہ کیا گیا کہ کس طرح یہودیوں کی سرپرستی کرتے ہوئے انہوں نے پیغام بھیجا کہ ڈٹ جاؤ۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں لیکن جب ان کا منصوبہ ناکام ہوا تو شیطان کی طرح پلٹ گئے، جیسے شیطان انسانوں سے کہتا ہے کہ کفر کرو، اور جب وہ کفر کر بیٹھتا ہے تو کہتا ہے کہ میں تو بری الذمہ ہوں۔ پھر ان دونوں کا انجام ہوگا کہ انہیں ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں اور اپنے اعمال کا خود جائزہ لیتے رہیں، فرمایا: اصحابِ دوزخ اور اصحابِ جنت دونوں یکساں نہیں ہیں۔ یقیناً اصحابِ جنت کو فضیلت حاصل ہے۔ قرآن کی تاثیر ہی یہ ہے کہ وہ پتھر کو بھی نرم کر دیتا ہے۔ پھر اللہ کی کچھ صفات گنوائی گئیں کہ وہ واحد ہے، عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ وہ رحمٰن اور رحیم ہے، عزیز، جبار اور متکبر ہے۔ وہ ہر شک سے پاک ہے۔ وہ تخلیق کے منصوبے بنانے والا ہے، اور انہیں نافذ کرنے والا ہے۔ اور اس کے لیے بہترین نام ہیں۔ جو مخلوق بھی آسمان اور زمین میں ہے، سب اس کی تسبیح کر رہی ہے۔ وہ زبردست ہے، قدرت والا ہے اور حکیم ہے۔

سورۃ الممتحنۃ:

دوسرے حصے میں پھر ہم نے سورۃ ممتحنہ کی تلاوت سماعت کی۔ یہ بھی مدنی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۱۳ آیات ہیں۔ یہ سورۃ صلحِ حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں نازل ہوئی۔

اس میں دو معاملات پر گفتگو کی گئی ہے۔ پہلا معاملہ حاطب بن ابی بلتعہ کا وہ خط ہے جو انہوں نے کفارِ مکہ کو یہ اطلاع دینے کے لیے لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پر حملہ کرنے والے ہیں۔ یہ خط ایک عورت کے ذریعے بھیجا جا رہا تھا کہ اللہ نے وحی کے ذریعے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دے دی آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت مقداد بن اسودؓ کو اس عورت کا پورا حلیہ بتا کر مکے کی طرف بھجیا، اور انہوں نے مکہ پہنچنے سے پہلے ہی اس عورت کو پکڑ لیا، اور اس سے وہ خط برآمد کر لیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدری صحابی ہونے کی وجہ سے حضرت حاطبؓ کا یہ جرم معاف کر دیا۔

دوسرا معاملہ ان مسلمان عورتوں کا ہے جو صلح حدیبیہ کے بعد مکے سے ہجرت کر کے مدینہ آنا شروع ہو گئی تھیں اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہدایات دیں، اور ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا کہ جو عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے آئیں ان سے گفتگو کر کے ان کے ایمان کا امتحان لے لیں، اور پھر ان سے چند باتوں کا عہد لیں۔ یہ عہد اجتماعی طور پر لیا جاتا تھا:

فرمایا: اے اہل ایمان! تم میرے اور اپنے دشمنوں سے دوستی نہ کرو، کیونکہ ان کفار نے تمہیں صرف اس قصور پر جلاوطن کر دیا کہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے تھے۔ تم میں سے کچھ لوگ چھپ چھپا کر انہیں دوستانہ پیغامات بھیجتے رہتے ہیں۔ لیکن اللہ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔ تم میں سے جو شخص ایسا کرے گا وہ یقیناً راہِ راست سے بھٹک چکا ہے تمہاری اولاد اور تمہاری رشتہ داریاں قیامت کے دن تمہارے کسی کام نہ آئیں گی، کیونکہ اللہ تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھو۔ انہوں نے بھی تو سب رشتہ داروں سے اس لیے ناطہ توڑ دیا تھا کہ وہ اللہ کے دشمن تھے۔

پھر ان عورتوں کے بارے میں فیصلہ سنایا گیا جو مسلمان تھیں اور ہجرت کر کے مدینہ آ گئی تھیں۔ حکم دیا گیا کہ ایسی تمام عورتوں کا نکاح ختم ہو گیا ہے جن کے شوہر کافر تھے، اور جو مکہ ہی میں رہ گئے۔ ان عورتوں کو مسلمان مردوں سے نکاح کر لینے کی اجازت دی گئی۔ یہ بھی ہدایت کی گئی کہ جو عورتیں اسلام قبول کرنے کے لیے آپ کے پاس آئیں، آپ ان سے بڑی برائیوں سے بچنے کا عہد لیں، کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، یعنی حمل نہ گرائیں گی، اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان نہ گھڑ کر لائیں

گی، اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی، جب وہ اس کو تسلیم کر لیں تو ان سے بیعت لے کر ان کے حق میں اللہ سے دعائے مغفرت کرو۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غضب فرمایا، جو آخرت سے اسی طرح مایوس ہیں جس طرح قبروں میں پڑے ہوئے کافر مایوس ہیں۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۸، رکوع ۹ تا ۱۲......سورۃ الصّف وسورۃ الجمعۃ﴾

پہلے حصے میں ہم نے سورۃ ''الصّف'' کی تلاوت سنی۔ یہ مدنی سورۃ ہے، جس میں ۲ رکوع اور ۱۴ آیات ہیں۔ یہ جنگ احد کے متصل زمانے میں نازل ہوئی۔ اس کا موضوع جہاد فی سبیل اللہ ہے، اور اس میں مسلمانوں کو جانی و مالی جہاد پر آمادہ کیا ہے۔ اس میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی امتوں کے حوالے سے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ منافقت بہت بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں صرف وہ لوگ قابل قدر ہیں جو ایمان اور عمل میں ثابت قدمی دکھائیں، اور اپنی جان و مال سے جہاد کریں۔

اللہ کی تسبیح کی ہے ہر اس چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اے اہل ایمان! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم زبان سے ایمان کا دعویٰ تو کرو لیکن جب عمل اور جہاد کا وقت آئے تو پہلو تہی کرو۔ اللہ تو ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں، گویا کہ وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

پھر حضرت موسیٰ؈ کی قوم کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہودیوں نے اپنے نبی کو کس طرح ایذا دی۔ یہی سلوک حضرت عیسیٰ؈ کے ساتھ عیسائیوں نے کیا، حالانکہ انہوں نے واضح طور پر لوگوں کو بتا دیا تھا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلے آنے والے نبیوں کی تصدیق کرتا ہوں، اور میرے بعد جو نبی آئے گا اس کی خوش خبری دیتا ہوں۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ اس کے باوجود یہودی اور عیسائی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور دشمنی پر تُلے ہوئے تھے، اور چاہتے تھے کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں، لیکن اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ وہ اپنے نور کو پورا پھیلا کر رہے گا، خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ

اسے تمام ادیان اور نظاموں پر غالب کر دے، خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

اے اہل ایمان! میں تمہیں ایک ایسی تجارت نہ بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے بچالے؟ وہ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔ اگر تم اس کے راستے میں جہاد کرو گے تو وہ تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں بہترین گھر تمہیں عطا فرمائے گا اور دنیا میں بھی فتح سے نوازے گا۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کے مددگار بن جاؤ...... جس طرح عیسیٰؑ بن مریم نے حواریوں کو خطاب کر کے کہا تھا: کون اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار بنے گا؟ اور حواریوں نے جواب دیا تھا: ہم ہیں اللہ کے مددگار۔ اس وقت بنی اسرائیل کا ایک گروہ ایمان لایا، اور دوسرے گروہ نے انکار کیا۔ پھر اللہ نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں تائید کی، اور وہی غالب ہو کر رہے۔

سورۃ الجمعۃ:

پھر دوسرے حصے میں ہم نے سورۃ ''الجمعۃ'' کی تلاوت سنی۔ یہ بھی مدنی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۱۱ آیات ہیں۔ دونوں رکوع الگ الگ زمانے میں نازل ہوئے۔ پہلا رکوع جس کے مخاطب یہودی ہیں، سنہ ۷ ہجری میں فتح خیبر کے موقع پر نازل ہوا۔ اس رکوع میں یہود کو مخاطب کر کے تین باتیں فرمائی گئیں ہیں۔

۱۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے قرآن دے کر اس لیے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں اور ان کے نفوس کا تزکیہ کریں۔

۲۔ یہود کو اللہ نے توراۃ کا حامل بنایا تھا، لیکن انہوں نے اس مقدس کتاب میں تحریف کر دی، لہٰذا اللہ نے اس قوم میں ایک نبی کو بھیجا جسے تم حقارت سے امی کہتے تھے

۳۔ یہود کا دعویٰ تھا کہ وہ اللہ کے چہیتے ہیں، انہیں کہا گیا کہ اگر تم اللہ کے چہیتے ہو تو موت

سے کیوں ڈرتے ہو؟

دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو نمازِ جمعہ کے آداب بتائے گئے۔

ارشاد ہوا کہ پاک ہے اللہ کی ذات جس نے امیوں کے اندر خود ان ہی میں سے ایک رسول اٹھایا، جو ان کے سامنے قرآن کی آیت تلاوت کر کے لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا ہے، اس رسول کی بعثت اللہ کا خاص انعام ہے جس کی قدر کرنی چاہیے۔

اس کے بعد یہودیوں کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ جو لوگ اللہ کی واضح کتاب رکھنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے اور رسول کو جھٹلاتے ہیں ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو، اور وہ خود اس سے کوئی فیض حاصل نہ کر سکے۔ پھر یہود کو کہا گیا کہ اگر تمہیں یہ زعم ہو کہ تم اللہ کے چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو تا کہ تمہیں اللہ کا وصال نصیب ہو سکے۔ قرآن کہتا ہے کہ یہود اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ایسی خواہش ہرگز نہیں کریں گے۔

دوسرے رکوع میں مسلمانوں کو جمعہ کی نماز کے آداب سکھائے گئے ہیں۔ حکم دیا گیا کہ جب جمعہ کی اذان ہو جائے تو خرید و فروخت بند کر دو، اور جمعہ کی نماز کے لیے جلدی سے مسجد میں پہنچو۔ یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے، اگر تم جانو۔ پھر جب نماز ختم ہو جائے تو اپنے رزق کے حصول اور تلاش کے لیے زمین پر پھیل جاؤ۔ لیکن دونوں حالتوں میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو، تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو جائے۔

اس رکوع میں مسلمانوں پر کچھ گرفت بھی کی گئی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ شروع کے زمانہ میں مدینہ میں غلہ کی بہت کمی تھی، اسی دوران ایک قافلہ غلہ بیچنے کے لیے مدینہ آیا تو سوائے ۱۲ افراد کے، باقی تمام مسلمان جمعہ کے خطبہ کے دوران ہی میں غلہ خریدنے کے لیے دوڑ پڑے۔ اس پر انہیں سکھایا گیا کہ یہ نہایت غلط کام ہے۔ جب تک نماز مکمل نہ ہو جائے تم کسی طرف توجہ نہ کرو۔ البتہ نماز ختم ہونے کے بعد تم رزق کی تلاش میں دوڑ دھوپ کر سکتے ہو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۸، رکوع ۱۳ تا ۱۶......سورۃ المنافقون والتغابن﴾

نماز تراویح کے اس پہلے حصے میں ہم نے سورۃ ''المنافقون'' کی تلاوت سماعت کی۔ یہ مدنی سورۃ ہے، جس میں ۲ رکوع اور ۱۱ آیات ہیں۔ اس میں زیادہ تر منافقین ہی کے طرزِ عمل پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ سورۃ سن ۷ ہجری میں نازل ہوئی، اور اس کا موضوع ہے: منافقین کو ان کی عیاری اور تفرقہ پردازی پر تنبیہ کرنا۔ مدینہ پہنچنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کی جماعت کی طرف سے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا سردار عبداللہ بن ابی ہر روز نت نئی سازشیں کرتا رہا تھا۔ غزوۂ بدر، غزوۂ احد اور غزوۂ احزاب کے موقع پر یہ منافقین عین لڑائی کے دوران میں حضورؐ کا ساتھ چھوڑ کر غداری کر چکے تھے۔ پھر غزوۂ بنی نضیر میں بھی ان منافقین نے یہودیوں کی حمایت میں حضور ﷺ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ بنی المصطلق سے جنگ کے موقع پر منافقین نے پھر مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے اور ان کی طاقت کو اخلاقی میدان میں شکست دینے کی کوشش کی، اور افواہ سازی کا طوفان کھڑا کر دیا۔

اس طرح جب عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کی منافقت کھل کر سامنے آ گئی تو کچھ صحابہ نے مشورہ دیا کہ عبداللہ بن ابی کو قتل کر دیا جائے لیکن اللہ کے رسولؐ نے اس کی تمام حرکتوں کو معاف کیا، اور اس کے مرنے پر اپنا کرتہ مبارک اس کی میت پر ڈالنے کو دیا۔ یہ حضورؐ کی شانِ رحمت تھی۔

اس سورۃ میں منافقین کے اس طرزِ عمل پر سخت گرفت کی گئی ہے۔

پہلی ہی آیت میں فرمایا کہ منافقین آپ کے سامنے آ کر آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں، لیکن اللہ یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، اور ہر ہر قدم پر اللہ کے دین کا راستہ روکتے ہیں۔

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنی حرکتوں پر اللہ سے معافی مانگو تو تکبر سے سر جھٹک دیتے ہیں اور منہ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ اللہ ان لوگوں کو ہرگز معاف نہیں کرے گا، خواہ آپؐ خود ان کے لیے استغفار کریں، کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں۔

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے راستے میں خرچ کرو تو نہ خود خرچ کرتے ہیں اور نہ دوسروں کو خرچ کرنے دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم باعزت لوگ ہیں۔ عزت تو تمام کی تمام اللہ کے ہاتھ میں ہے، لیکن یہ منافق اس بات کو نہیں سمجھتے ہیں۔

دوسرے رکوع میں فرمایا کہ اے لوگو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر پائیں۔ اگر ایسا ہوا تو تم خسارے میں پڑ جاؤ گے۔ حکم ہوا کہ موت سے پہلے پہلے اللہ کی راہ میں جتنا بھی خرچ کر سکتے ہو، کرلو، کیونکہ موت کے ساتھ ہی تمہاری مدت عمل ختم ہو جائے گی۔ اللہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے، لہٰذا تم منافقوں کے کہنے میں نہ آؤ، اور صرف اللہ کی اطاعت کرو۔

سورة التغابن:

اس کے بعد سورۃ التغابن ہے۔ یہ بھی مدنی سورۃ ہے اس میں ۲ رکوع اور ۱۸ آیات ہیں۔ یہ سورۃ مدینہ طیبہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔ اس کا موضوع، دعوت، آخرت اور اخلاقِ حسنہ کی تعلیم ہے۔

شروع میں تمام انسانوں کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ کائنات بے خدا نہیں ہے، اور نہ بے مقصد ہی ہے۔ اس دنیا میں انسان ایک ذمہ دار ہستی ہے، اور اسے اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہے۔ آخرت یقینی ہے۔ رسولوں کی دعوت کا انکار اور آخرت پر ایمان نہ ہونے سے بہت سی قومیں تباہ ہو چکی ہیں۔ پھر اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرمایا گیا کہ دنیا میں جو مصیبت بھی آتی ہے، اللہ کے حکم سے ہی آتی ہے۔ مومن کا پورا بھروسہ صرف اللہ کی ذات پر ہونا چاہیے اور اُسے ہر حال میں اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

ارشاد فرمایا کہ کائنات کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے، اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تمہارے تمام اعمال پر نظر رکھے ہوئے ہے وہ تمہارے ان اعمال کی بھی خبر رکھتا ہے جو تم کھلے طریقے سے کرتے ہو، اور تمہارے ان اعمال کی بھی خبر رکھتا ہے جو تم چھپ چھپ کر کرتے ہو، وہ دلوں کے حال بھی جانتا ہے۔

تم سے پہلے آنے والی قومیں، جنہوں نے کفر کیا تھا، سخت عذاب سے دوچار ہوئیں۔ انہوں

نے آخرت کا انکار کیا، اور رسول کو بھی جھٹلایا۔ اسی کی انہیں سزا ملی۔ مسلمانوں کو ہدایت دی گئی کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور قرآن پر پوری طرح ایمان لائیں، اور ان تمام ہدایات پر عمل کریں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے انہیں دی ہیں، کیونکہ روزِ قیامت اللہ اہل ایمان کے چھوٹے موٹے گناہوں کو معاف فرما دے گا، اور انہیں جنت میں داخل کرے گا، جبکہ وہ لوگ جو مسلسل کفر اور انکار کر رہے ہیں، انہیں دوزخ میں ڈال دے گا۔ یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

دنیا میں تم پر جو مصیبت یا راحت آتی ہے وہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہے۔ مومن کا کام صرف ایمان لے آنا ہی نہیں ہے بلکہ عملاً اللہ اور اس کے رسولؐ کی مکمل اطاعت کرنا ہے۔ مومن کا اعتماد صرف اللہ پر ہونا چاہیے۔ جسے اللہ نفس کی حرص سے بچالے وہ بڑا خوش قسمت ہے۔

تمہارا مال اور تمہاری اولاد تمہارے لیے ایک آزمائش ہیں۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے، اللہ سے ڈرتے رہو، اور اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ جو اپنے دل کی تنگی سے محفوظ رہ گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔

اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو تو وہ تمہیں کئی گنا بڑھا کر واپس دے گا، اور تمہارے قصوروں سے درگزر فرمائے گا۔ اللہ بڑا قدر دان اور بُردبار ہے، حاضر اور غائب ہر چیز کو جانتا ہے، زبردست اور دانا ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۸، رکوع ۱۷ تا ۲۰......سورۃ الطلاق و تحریم﴾

نمازِ تراویح کے اس پہلے حصے میں ہم نے سورۃ الطلاق کی تلاوت سنی، جو کہ مدنی سورۃ ہے، اور اس میں ۲ رکوع اور ۱۲ آیات ہیں۔ اس سورۃ کا نام الطلاق اس کے مضمون کی مناسبت سے رکھا گیا۔ اس کا موضوع یہ ہے کہ حدود اللہ کو ہر حال میں قائم رکھنا ضروری ہے۔ طلاق سے متعلق سب سے پہلے احکام سورۃ البقرہ میں دیے گئے، لیکن جب ان احکام کو سمجھنے میں لوگ غلطیاں کرنے لگے تو ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورۃ النسا، سورۃ الطلاق، اور سورۃ نور نازل فرمائیں۔ سورۃ الطلاق پہلے دیے ہوئے قوانین کو منسوخ کرنے کے لیے نہیں بھیجی گئی، بلکہ اس مقصد کے لیے بھیجی گئی کہ مرد کو جو طلاق کا حق دیا گیا ہے اسے استعمال کرنے کے لیے حکیمانہ طریقے بتائے جائیں

تا کہ علیحدگی کی نوبت نہ آئے۔ اور سورۃ بقرہ کے احکام کے بعد جو مسائل جواب طلب رہ گئے تھے ان کی تشریح کی جائے۔

اس سورۃ میں بتایا گیا کہ جن شادی شدہ عورتوں کا حیض آنا بند ہو گیا ہو، یا جنہیں حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو، یا جو عورت حاملہ ہو، اور اسے طلاق دے دی جائے تو عدت کی مدت کیا ہو گی۔ یہ بھی بتایا گیا کہ مختلف قسم کی عورتوں کے لیے نان ونفقہ کا کیا انتظام ہو۔ اور بچوں کی رضاعت کیسے ہو؟ سورۃ میں بتایا گیا کہ

(۱) عورت کو حالتِ حیض میں طلاق نہ دی جائے۔

(۲) عدت کا شمار ٹھیک کرنا چاہیے۔

(۳) زمانہ حیض میں عورتوں کو گھر سے نہ نکالا جائے، سوائے اس کے کہ وہ خود نکل جائیں، یا کوئی کھلی بے حیائی کر بیٹھیں۔

(۴) حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے۔

(۵) ہر صورت میں طلاق کی عدت کے زمانے کا نان ونفقہ طلاق دینے والے شوہر پر ہو گا۔

(۶) طلاق رجعیہ، یعنی ایک یا دو مرتبہ طلاق کا لفظ کہنا، جس کے بعد رجوع کرنے کا موقع رہتا ہے۔ طلاقِ بدعت، یعنی اکٹھی تین طلاقیں دینے سے بہتر ہے، کیونکہ طلاق رجعی سے یہ موقع باقی رہتا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ موافقت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔

(۷) عدت ختم ہونے سے پہلے ہی فیصلہ کر لو کہ تم رجوع کر کے بھلے آدمیوں کی طرح رہ سکو گے یا نہیں۔ اگر تم سمجھو کہ نباہ نہ کر سکو گے تو پھر بھلے طریقے سے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاؤ۔

(۸) ایسے موقع پر دو صاحبِ عدل لوگوں کو گواہ بنا لیا کرو۔

(۹) اگر تم اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرو گے تو اللہ تمہیں مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ ضرور پیدا کر دے گا۔

(۱۰) جن عورتوں کو حیض آنا بند ہو چکا ہو ان کی عدت اس دن سے شمار ہو گی جس دن انہیں طلاق دی گئی۔

(۱۱) عدت کی مدت بہر حال ۹۰ دن شمار ہو گی۔

(۱۲) طلاق تمام حلال امور میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ فعل ہے اور کتنی ہی قومیں اس لیے تباہ کر

دی گئیں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کی تھی۔ پس فرمایا کہ اے عقل مندو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ نے اپنا رسول اور کتاب ہدایت قرآن اسی لیے بھیجا ہے کہ تمہاری رہنمائی کی جا سکے۔

سورۃ التحریم:

پھر ہم نے اٹھائیسویں پارے کو مکمل کرتے ہوئے سورۃ التحریم کی تلاوت بھی سماعت کی۔ یہ بھی مدنی سورۃ ہے، جس میں ۲ رکوع اور ۱۲ آیات ہیں۔ یہ سورۃ سن ۷ ہجری میں نازل ہوئی۔ یہ وہ سورۃ ہے جس میں تحریم، یعنی کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر لینے کا واقعہ درج ہے اس لیے اس سورۃ کا نام التحریم رکھا گیا، اس سورۃ میں ازواجِ مطہرات کے متعلق چند واقعات کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ:

۱۔ حلال وحرام کے حدود مقرر کرنے کا اختیار قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، اور بطورِ خود اللہ کی حلال کی ہوئی کسی چیز کو حرام کر لینے کا حق رسول ؐ کو بھی نہیں ہے۔

۲۔ انسانی معاشرہ میں رسول کا مقام انتہائی نازک ہے، اور اللہ تعالیٰ رسول ؐ کے اہلِ خانہ پر بھی نظر رکھتا ہے کہ وہ کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف نہ کریں۔

۳۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے متعلق جو احکام اور ہدایات ہمیں اللہ کی طرف سے ملی ہیں وہ سب برحق ہیں اور ہم پورے اعتماد کے ساتھ ان سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

۴۔ اس سورۃ میں رسولِ اکرم ؐ کی ازواج کو، جن کے مکمل احترام کا حکم اللہ نے مسلمانوں کو دیا ہے، معمولی لغزش پر تنبیہ کر کے اسے ریکارڈ پر لایا گیا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ؐ کا اسوۂ حسنہ اور ازواج مطہرات کی زندگی پوری طرح اللہ کی مرضی کی نمائندگی کرتی ہے۔

۵۔ اللہ کا دین بالکل بے لاگ ہے، اور ہر شخص صرف اپنے اعمال اور ایمان کے لحاظ سے قابلِ احترام ہے۔

۶۔ صرف اللہ ہی علیم وخبیر ہے، اور علم غیب صرف اُسی کے پاس ہے۔ رسول ؐ کو بھی مخفی باتوں کا علم وحی کے ذریعے ہی دیا جاتا ہے۔

فرمایا گیا کہ اے نبیؐ! آپ نے اپنی بیویوں کی خوشی کی خاطر اپنے اوپر حلال چیزوں کو حرام کیوں کر لیا، یہ طریقہ غلط ہے، پھر ازواجِ مطہرات کو تنبیہ کی گئی کہ وہ جتھہ بندی نہ کریں اور توجہ کریں۔

پھر اہل ایمان کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ۔ مسلمانوں کو سکھایا گیا کہ توجہ کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے کیے پر ندامت محسوس کرے، اور عزم کر لے کہ ایسا دوبارہ نہ ہوگا۔ پھر استغفار کرے، اور صدقہ دے۔ قیامت کے دن استغفار کرنے والوں کو اللہ کبھی رسوانہ کرے گا۔ اللہ جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اسے ضرور ہدایت دے دیتا ہے۔ اور جو ہدایت حاصل نہیں کرتا اسے نبیؐ کے گھر ہوتے ہوئے بھی ہدایت نہیں ملتی، جیسا کہ نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کا معاملہ ہو۔ انہیں نبی کی بیوی ہوتے ہوئے بھی کفر کی حالت ہی میں موت آئی جبکہ حضرت مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کو کفر کے ماحول میں رہتے ہوئے بھی اللہ نے ایمان کی دولت سے نوازا۔

آخر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ کفار اور منافقین کے ساتھ سختی سے پیش آؤ۔ یقیناً ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

............☆☆☆............

......چھبیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۹، رکوع ۱ تا ۴......سورۃ الملک والقلم﴾

معزز خواتین وحضرات!

ابھی ہم نے انتیسویں پارے کا آغاز کرتے ہوئے سورۃ ''الملک'' اور سورۃ ''القلم'' کی تلاوت سماعت کی ہے۔ سورۃ الملک مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۳۰ آیات ہیں۔ یہ انتہائی فضیلت والی سورۃ ہے۔ یہ سورۃ روزانہ تلاوت کرنے والے کے لیے مغفرت کی سفارش کرے گی، اور قبر میں اس کی ساتھی ہوگی۔ اس سورۃ میں مختصر طریقے سے اسلام کی تعلیمات کا تعارف کرایا گیا، اور پھر نہایت مؤثر طریقے سے لوگوں کو ان چند حقائق کی طرف توجہ دلائی گئی ہے جو ان کے چاروں طرف بکھرے ہوئے ہیں۔ یہ حالات توحید ورسالت کا ثبوت ہیں، تا کہ لوگ سوچنے پر مجبور ہوں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کی تصدیق کریں۔ یہ سورۃ مکہ معظمہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔

بتایا گیا ہے کہ جس کائنات میں ہم رہ رہے ہیں، وہ نہایت منظم اور مستحکم طریقے سے پیدا کی گئی ہے، جس کے تمام اختیارات صرف اور صرف اللہ کے اپنے ہاتھ میں ہیں اس نے موت اور زندگی کو لوگوں کے لیے بنایا، تا کہ آزمائے کہ کون بہتر عمل کرنے والا ہے۔

کائنات کی تخلیق اللہ نے نہایت احسن اور مکمل طریقہ سے کی، ہمارے قریب کے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا، اور انہیں شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا۔

اس کے بعد کی آیات میں کفر کے ان ہولناک نتائج کا ذکر کیا گیا جو آخرت میں نکلنے والے ہیں۔ اس وقت کافر پچھتائیں گے، اور کہیں گے کہ کاش، ہم نے رسولوں کی بات مان لی ہوتی تو اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔

وہ لوگ جو بغیر دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں، یقیناً اللہ ان کی مغفرت فرمائے گا، اور انہیں بڑا اجر دے گا۔ وہ عالم الغیب ہے، اور اپنی مخلوق سے پوری طرح باخبر ہے۔

وہ اللہ ہی تو ہے جس نے کائنات کی ہر چیز کو انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے اور وہ جب چاہے باغیوں کو زمین میں دھنسا دے، یا ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دے۔ قیامت کے روز جھٹلانے والوں کو پتہ چل جائے گا کہ اللہ کی پکڑ کتنی سخت ہے اور اللہ کے مقابلے میں کوئی بھی ان کی مدد نہیں کر سکتا۔

کیا یہ لوگ اپنے اوپر اڑنے والے پرندوں کو پر پھیلاتے اور سکیڑتے نہیں دیکھتے؟ رحمان کے سوا کوئی نہیں جو انہیں تھامے ہوئے ہو۔ وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔

بتاؤ، آخر وہ کون سا لشکر تمہارے پاس ہے جو رحمٰن کے مقابلے میں تمہاری مدد کر سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ منکرین دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔

بتاؤ، اگر رحمان اپنا رزق روک لے تو پھر کون ہے جو تمہیں رزق دے سکتا ہے؟ دراصل یہ لوگ سرکشی اور حق سے گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔

اللہ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، تم کو سننے اور دیکھنے کی طاقتیں دیں، اور سوچنے سمجھنے والے دل دیے مگر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

اللہ ہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

تم سب کو لازماً اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور وہ قیامت جس کے لیے تم جلدی مچا رہے ہو، تمہارے لیے ایک نہایت ہی سخت دن ہوگا۔

پھر بتایا گیا کہ قیامت کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس کے بعد کافروں کو دعوتِ فکر دی گئی ہے کہ بھلا کون ہے جو انہیں آخرت کے عذاب سے بچا سکے' مسلمانوں کا بھروسہ تو صرف اور صرف اللہ پر ہے، اور وہی ان کا محافظ ہے۔

آخر میں کفار و مشرکین سے ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر اللہ تمہارے کنوؤں کا پانی خشک کر دے تو کون ہے جو اس پانی کے ان سوتوں کو پھر سے جاری کر دے؟ اگر نہیں ہے، اور تم جانتے ہو کہ نہیں ہے تو پھر عبادت کا مستحق خدا ہے یا تمہارے وہ معبود جو انہیں جاری کرنے کی کوئی قدرت نہیں رکھتے۔ اس کے بعد تم خود اپنے ضمیر سے پوچھ لو کہ گمراہ، خدائے واحد کو ماننے والے ہیں یا وہ جو شرک کر رہے ہیں؟

سورۃ القلم:

اس کے بعد سورۃ ''القلم'' ہے، جو کہ مکی سورۃ ہے اس میں ۲ رکوع اور ۵۲ آیات ہیں۔ یہ سن ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس وقت رسولِ اکرمؐ کی مخالفت نہایت شدت اختیار کر چکی تھی۔ اس سورۃ میں تین مضامین بیان کیے گئے ہیں۔

۱۔ مخالفین کے اعتراضات کا جواب۔

۲۔ ان کو تنبیہ اور نصیحت۔

۳۔ مسلمانوں کو صبر و استقامت کی تلقین۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو گھٹیا اعتراضات کفار کرتے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ دیوانے ہو گئے ہیں۔ اس پر جواب دیا گیا کہ عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ دیوانہ کون ہے، کیونکہ یہ کتاب جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں اور رسولِ اکرمؐ کا اعلیٰ اخلاق، ان کے اعتراضات کو رد کرنے کے لیے کافی ہیں۔

قلم کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہیں، بلکہ آپ کو اخلاق کے نہایت بلند درجے پر فائز کیا گیا ہے۔ قرآن اس تہمت کے خلاف خود ایک ثبوت ہے۔ آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون سیدھے راستے سے بھٹکا ہوا ہے۔ اور کون گمراہ ہے۔ پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی کہ آپ کفار کے دباؤ میں ہرگز نہ آئیں، اور کسی طرح کی مفاہمت نہ کریں۔ پھر کسی کا نام لیے بغیر مخالفین میں ایک نمایاں کردار کو پیش کر کے، اور اسے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ کردار کے مقابلے میں رکھ کر بتایا گیا کہ آپ کی مخالفت کرنے والے کتنے گھٹیا لوگ ہیں۔

پھر ایک باغ والوں کا قصہ سنا کر بتایا گیا کہ اگر اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی جائے تو اللہ اپنی نعمتیں چھین لیتا ہے۔ اسی طرح اگر کفار و مشرکین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام اور قرآن کی ناشکری کریں گے تو اللہ انہیں ہدایت نہیں دے گا، اور وہ اس نعمت سے محروم ہو جائیں گے۔ اور انہیں اس دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی سخت عذاب دیا جائے گا۔

بتایا گیا کہ آخرت میں متقی لوگوں کو انعام میں جنت عطا کی جائے گی، جبکہ مجرمین کا انجام

بہت برا ہوگا۔ جب کفار و مشرکین کو اللہ کے دربار میں پیش کیا جائے گا تو ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی، اوران کے چہروں پر ذلت چھائی ہوگی۔

پھر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا گیا کہ آپ ان لوگوں کے اعتراضات اور مخالفت سے گھبرا کر حضرت یونسؑ کی طرح بے صبر نہ ہو جائیں، بلکہ صبر و استقامت سے، جہاں تک ہو سکے، ان کا مقابلہ کریں، اور باقی تمام کام اللہ پر چھوڑ دیں۔ وہ خود ان ظالموں سے نمٹ لے گا۔

یہ قرآن تو ساری دنیا کے لوگوں کے لیے ایک نصیحت ہے، جبکہ کافر لوگ جب اس کلامِ نصیحت کو سنتے ہیں تو غیظ و غضب کی کیفیت میں تمہیں کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ان کے لیے اور بدنصیبی کیا ہوسکتی ہے؟

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۹، رکوع ۵ تا ۸......سورۃ الحاقہ، المعارج﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ الحاقہ اور سورۃ المعارج کی تلاوت کی سماعت کی ہے۔

سورۃ الحاقہ مکی سورۃ ہے اس میں ۲ رکوع اور ۵۲ آیات ہیں۔ سورۃ کے پہلے ہی لفظ سے سورۃ کا نام الحاقہ لیا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ واقعہ جو لازماً پیش آنا ہے۔ یعنی قیامت، یہ سورۃ مکہ کے ابتدائی دور کی نازل شدہ سورتوں میں سے ہے۔ اس کا پہلا رکوع آخرت کے بیان میں ہے، اور دوسرا رکوع قرآن کے کتاب اللہ ہونے اور محمدؐ کے رسولِ برحق ہونے کے بارے میں دلائل سے متعلق ہے۔

پہلی ہی آیت میں فرمایا کہ قیامت کا آنا یقینی امر ہے۔ وہ ضرور آئے گی۔ قوم ثمود و عاد نے اس کا انکار کیا تھا، تو ثمود ہلاک کیے گئے سخت ہولناک آواز سے۔ اور عاد ہلاک کیے گئے سخت گرجتی ہوئی آندھی سے۔ اور یہ لوگ سات راتوں اور آٹھ دنوں تک اس عذاب میں مبتلا رہے، اور بالکل تباہ کر دیے گئے۔ تم وہاں ہوتے تو دیکھتے کہ وہ وہاں اس طرح پچھڑے پڑے تھے جیسے وہ کھجور کے بوسیدہ تنے ہوں۔

اسی طرح فرعون اور اس سے پہلے کی قومیں اور قومِ لوط علیہ السلام کے لوگ سب اللہ کی

نافرمانی سے تباہ ہوئے۔نوح علیہ السلام کی قوم کا بھی یہی حال ہوا لیکن ایمان والے محفوظ رہے۔
پھر جب ایک دفعہ صور میں پھونک ماردی جائے گی تو زمین اور پہاڑ پاش پاش کر دیے جائیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، اور فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے۔ وہ دن ہوگا جب تم لوگ اللہ کے دربار میں پیش کیے جاؤ گے۔ تمہارا کوئی راز بھی چھپا نہ رہ جائے گا۔ وہ انصاف کا دن ہوگا۔
اس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ خوشی سے کہے گا: لو دیکھو، پڑھ لو میرا نامۂ اعمال۔ مجھے حساب کے دن کا یقین تھا، اسی لیے میں اس کی تیاری کرتا رہا، پس وہ دل پسند عیش میں ہوگا، عالی مقام جنت میں جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے۔ ایسے لوگوں سے کہا جائے گا: مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے دنیا میں کیے۔
اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: اے کاش، میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا، اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش میری وہی موت، جو دنیا میں آئی تھی، فیصلہ کن ہوتی۔ آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔ دنیا میں جس طاقت کے بل بوتے پر میں اکڑتا تھا وہ یہاں ختم ہو گئی۔ حکم ہوگا، اسے پکڑو، اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دیا جائے۔ یہ لوگ اللہ پر ایمان نہ رکھتے تھے اور نہ مسکینوں کو کھانا دیتے تھے۔ یہاں ان کا کوئی غم خوار نہیں ہوگا، اور کھانے کے لیے انہیں زخموں کی پیپ دی جائے گی جسے ان خطا کاروں کے سوا اور کوئی نہیں کھاتا۔
پس مجھے تمام مخلوقات کی قسم، یہ قرآن ایک رسولِ کریم کا قول ہے، کسی شاعر کی شاعری، اور کسی کاہن کا فلسفہ نہیں، تم لوگ غور ہی نہیں کرتے۔ یہ تو ربّ العالمین کا نازل کردہ ہے۔ درحقیقت یہ پرہیزگاروں کے لیے ایک نصیحت ہے۔ اس کا انکار کرنے والے حسرت وندامت میں گرفتار ہوں گے۔ یہ قرآن بالکل حق ہے۔ اے محبوبؐ! آپ اپنے رب کی تسبیح کریں اور شکر ادا کریں۔

سورۃ المعارج:

اس کے بعد سورۃ معارج ہے، جو کہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۴۴ آیات ہیں، تیسری آیت کے لفظ ذوالمعارج سے اس کا نام لیا گیا ہے۔ اس کے معنی ہیں عروج کے زینوں کا مالک، یعنی وہ ہستی جو کائنات کی ہر مخلوق کو عزت وذلت دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ کفار ومشرکین

رسول اکرمؐ کو چیلنج کرتے تھے کہ آپ کا بیانِ یوم آخرت اور دوزخ و جنت کی باتیں اگر سچی ہیں تو لے آیئے وہ قیامت جسے آپ ہمیں ڈراتے ہیں۔ یہ سورۃ اس چیلنج کے جواب میں نازل ہوئی۔

ابتدا میں ارشاد ہوا کہ مانگنے والا عذاب مانگتا ہے، وہ عذاب انکار کرنے والوں پر ضرور واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی روک نہیں سکے گا۔ مگر وہ اپنے وقت پر واقع ہو گا۔ اللہ کے ہاں دیر ہے، اندھیر نہیں ہے۔ لہٰذا ان کے مذاق اڑانے پر صبر کرو۔ یہ اسے دور سے دیکھ رہے ہیں، اور ہم اسے قریب سے دیکھ رہے ہیں۔ بتایا گیا کہ قیامت جس کے جلدی آنے کا مطالبہ یہ لوگ کر رہے ہیں کیسی سخت چیز ہے، یہ عذاب کا دن ہو گا جس روز آسمان پگھلی ہوئی چاندی کی طرح ہو جائے گا، اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون جیسے ہو جائیں گے، اور جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا، حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے، مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنی اولاد، بیوی، بھائی قریبی رشتہ دار اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیے میں دے دے اور خود بچ جائے۔ لیکن ایسا ہو گا نہیں۔ وہ جہنم میں پھینکا جائے گا، اور بھڑکتی ہوئی آگ اس کے گوشت، پوست کو چاٹ جائے گی۔ وہ آگ ہر اس شخص کو پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گی جس نے حق سے منہ موڑا، اور پیٹھ پھیری، مال جمع کرتا رہا، اور کسی بھلائی کے کام میں خرچ نہ کرتا رہا۔

انسان تھڑ دلا پیدا کیا گیا ہے۔ جب اس پر مصیبت آتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے، اور جب اسے خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے لیکن پختہ ایمان والے مسلمانوں کی یہ کیفیت نہیں ہوتی۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں، ان کے مال میں سائل اور محروم سب کا حق ہوتا ہے، اور وہ سب کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ روزِ جزا پر مکمل ایمان رکھتے ہیں، اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، اپنی شرمگاہوں اور عصمت کی حفاظت کرتے ہیں، بدکاری سے بچتے ہیں، اپنی امانتوں کا اور اپنے عہد کا پاس رکھتے ہیں، اور اپنی نمازوں کو صحیح طریقہ پر ادا کرتے ہیں۔ یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت میں داخل کیے جائیں گے۔

البتہ کافروں کا حال برا ہو گا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنتے بھی ہیں مگر عمل نہیں کرتے، وہ لوگ ہماری گرفت سے باہر نہیں جا سکتے۔ وہ اپنی بیہودگیوں میں مبتلا ہیں، لیکن روزِ قیامت وہ اپنی قبروں سے نکل کر ایسے دوڑیں گے کہ ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی، ذلت ان پر چھا رہی ہو گی ذَالِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ یہ وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۹، رکوع ۹ تا ۱۲......سورۃ نوح وسورۃ الجن﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۂ ''نوح'' اور سورہ ''جن'' کی تلاوت سماعت کی ہے۔ سورۃ نوح مکی سورۃ ہے، جس میں ۲ رکوع اور ۲۸ آیات ہیں۔ ''نوح'' اس سورۃ کا نام بھی ہے اور نفس مضمون بھی۔ یہ سورۃ ۵ نبوی میں نازل ہوئی۔ اس وقت تک کفار کی مخالفت کافی شدت اختیار کر چکی تھی۔ اس سورۃ میں حضرت نوحؑ کا قصہ بیان کر کے کفار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کا رویہ رسولِ اکرم ﷺ کے ساتھ بالکل ویسا ہی باغیانہ ہے جیسا کہ قومِ نوح کے سرداروں کا رویہ حضرت نوحؑ کے ساتھ تھا۔ لہٰذا انہیں بھی قومِ نوح جیسی تباہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

ہم نے نوحؑ کو ہدایت دے کر بھیجا کہ وہ اپنی قوم کو عذاب آنے سے پہلے خبردار کریں۔

انہوں نے اپنی قوم کو بندگیٔ رب کی طرف بلایا، اور کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو، اور اُسی سے ڈرو۔ میری اطاعت کرو۔ میں تمہارے لیے ایک صاف صاف خبردار کرنے والا پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے گا، اور تمہیں ایک وقتِ مقررہ تک باقی رکھے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب آ جاتا ہے تو پھر ٹالا نہیں جاسکتا۔ لیکن قوم نے ان کی ایک نہ سنی۔

ایک طویل عرصہ تبلیغ کرنے کے بعد بھی جب قوم کفر پر ہی ڈٹی رہی تو حضرت نوحؑ نے دعا کی۔

اے میرے رب! میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب وروز پکارا، لیکن میں جتنا ان کو پکارتا گیا، وہ اتنے ہی زیادہ دور بھاگتے چلے گئے۔ میں نے جب بھی ان کو بلایا تاکہ تُو انہیں معاف کر دے، انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں، اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانک لیے، اپنی روش پر اڑ گئے، اور بڑا تکبر کیا، پھر میں نے ان کو ہانکے پکارے دعوت دی، علانیہ بھی ان کو تبلیغ کی، اور چپکے چپکے بھی سمجھایا۔

میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو، بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تمہیں مال واولاد سے نوازے گا، بارش برسائے گا، باغ پیدا کرے گا، نہریں جاری کر دے گا، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے لیے تم کسی وقار کی توقع نہیں رکھتے، حالاں کہ اس نے طرح طرح سے تمہیں بنایا

ہے، سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے ہیں، ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا۔ اس نے مٹی سے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا، اور اسی سے یکا یک تم کو نکال کھڑا بھی کردے گا۔

اللہ نے زمین کو تمہارے لیے بچھا دیا، کہ اس کے اندر کھلے راستوں پر چلو......

نوحؑ نے کہا: میرے رب! انہوں نے میری بات رد کردی، اور انہوں نے ان رئیسوں کی پیروی کی جو مال اور اولاد پاکر اور زیادہ نامراد ہو گئے ہیں۔ ان لوگوں نے بڑا بھاری مکر کا جال پھیلا رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو۔ نہ چھوڑو وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو۔ انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے...... تو بھی ان ظالموں کو گمراہی کے سوا کسی چیز میں ترقی نہ دے۔

پھر وہ اپنی خطاؤں کی بنا پر غرق کیے گئے، اور آگ میں جھونک دیے گئے، انہوں نے اپنے لیے اللہ سے بچانے والا کوئی مددگار نہ پایا......!

نوحؑ نے کہا: میرے رب! ان کافروں میں سے کوئی زمین پر بسنے والا نہ چھوڑ، اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے، اور ان کی نسل سے بھی جو پیدا ہوگا، بدکار اور سخت کافر ہی ہوگا۔

میرے رب! مجھے اور میرے والدین کو، اور ہر شخص کو جو میرے گھر میں مومن کی حیثیت سے داخل ہوا ہے، اور سب مومن مردوں اور عورتوں کو معاف فرما دے۔ اور ظالموں کے لیے ہلاکت کے سوا کسی چیز میں اضافہ نہ کر۔

سورۃ الجن:

اس کے بعد ہم نے سورۂ جن کی تلاوت سنی، جو کہ مکی سورۃ ہے، اور اس میں ۲ رکوع اور ۲۸ آیات ہیں، سورۃ کا نام ''الجن'' ہی اس کا عنوان ہے۔ یہ واقعہ نبوت کے ابتدائی سالوں میں اس وقت پیش آیا جب آپؐ اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ بازارِ عکاظ تشریف لے جا رہے تھے۔ راستے میں نخلہ کے مقام پر آپ نے فجر کی نماز ادا کی۔ اس وقت جنات کے ایک گروہ نے آپؐ کی زبانِ مبارک سے قرآن سنا، اور وہ ایمان لے آیا۔ اس موقع پر قرآن سننے والے جنات مشرک اور

منکرینِ آخرت تھے۔ سورہ احقاف میں جنات سے متعلق جس واقعے کا ذکر آیا ہے وہ سن ۱۰ نبوی میں طائف سے واپسی کے وقت پیش آیا تھا۔ یہ دونوں الگ الگ واقعات ہیں۔ سورۃ الحجر کی آیت نمبر ۲۳ سے واضح ہوتا ہے کہ جنات انسانوں سے پہلے پیدا کیے گئے۔ سورہ کہف کی آیت نمبر ۵ میں بتایا کہ ابلیس جنوں میں سے تھا۔ سورہ اعراف میں یہ بھی بتایا کہ جنات انسانوں کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن انسان انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ وہ عالم بالا کی طرف پرواز بھی کرتے ہیں، لیکن ایک خاص حد سے آگے نہیں جا سکتے۔ جنات انسانوں کی طرح ایک بااختیار مخلوق ہے، لیکن چونکہ زمین کی خلافت اللہ نے انسانوں کو دی ہے اس لیے جنات انسانوں سے افضل ہرگز نہیں ہیں۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہے کہ جن اور انسان دو الگ الگ مخلوق ہیں، جنہیں توحید، رسالت، اور آخرت پر ایمان لانے کی یکساں دعوت دی گئی۔ نیز یہ کہ رسولِ اکرمؐ کو نبی بنا کر جنات اور انسان سب کی طرف بھیجا گیا ہے، تاکہ انہیں ہدایت کا راستہ دکھایا جا سکے۔

پہلی پندرہ آیتوں میں بتایا گیا کہ جنوں کے ایک گروہ نے قرآن مجید سن کر اس کا کیا اثر لیا، اور واپس جا کر اپنی قوم کے دوسرے جنات سے کہا کہ ہم نے بڑا ہی عجیب قرآن سنا ہے، جو راہِ راست کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور اب ہرگز اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے۔

اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ اس نے کسی کو بیوی یا بیٹا نہیں بنایا ہے۔

جنوں میں بھی انسانوں کی طرح کچھ لوگ صالح ہوتے ہیں اور کچھ فاسق ہیں، جو کوئی راہِ راست پر ثابت قدمی سے چلے گا تو اللہ اسے اپنی نعمتوں سے نوازے گا، یہ بھی ان کی آزمائش ہوگی اور جو کوئی بھی اپنے رب کے حکم سے منہ موڑے گا، سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جائے گا۔

اے رسول! آپ بتا دیں کہ میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں، اور اس کے ساتھ کسی شریک نہیں کرتا، اور مجھے کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار قطعاً نہیں ہے۔

عالم الغیب صرف اللہ کی ذات ہے اور غیب کی جو باتیں وہ مناسب سمجھتا ہے، اپنے رسولوں کو وحی کے ذریعے بتا دیتا ہے۔ اللہ کو ہر چیز کا علم ہے، اور تمام اعداد و شمار اس کے پاس ہیں۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۹، رکوع ۱۳ تا ۱۷...... سورۃ المزمل والمدثر﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ ''المزمل'' اور سورۃ ''المدثر'' کی تلاوت سنی ہے۔
سورہ مزمل مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۲۰ آیات ہیں۔ پہلی ہی آیت کے لفظ یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ سے سورۃ کا نام لیا گیا ہے۔ یہ سورۃ نبوت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی، اور حضورؐ کو ہدایت کی گئی کہ آپ نبوت کی عظیم ذمہ داری سنبھالنے کے لیے اپنے آپ کو تیار کریں۔ چونکہ یہ قوت نماز اور عبادت کے ذریعے ہی پیدا ہوسکتی ہے، اس لیے حکم دیا گیا کہ آپ راتوں کو اٹھ کر اللہ کی عبادت کریں، اس کے علاوہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخالفین کی زیادتیوں پر صبر کی تلقین کی گئی۔

فرمایا: اے کملی والے محبوبؐ! رات کو قیام کیجئے، لیکن آپ کو اختیار ہے کہ یہ قیام نصف شب سے کم ہو یا زیادہ اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے۔ عنقریب ہم آپ پر ایک بھاری کلام نازل کرنے والے ہیں، جس کا بار اٹھانے کے لیے آپ میں اس کے تحمل کی طاقت پیدا ہونا ضروری ہے اور یہ طاقت آپ اس طرح حاصل کر سکتے ہیں کہ راتوں کو اپنا آرام چھوڑ کر نماز کے لیے اٹھیں اور آدھی رات یا کم وبیش عبادت میں گزاریں۔

درحقیقت رات کا اٹھنا نفس پر قابو پانے کے لیے بہت کارگر ہے، اور قرآن کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے کے لیے زیادہ موزوں ہے۔ دن کو تو ویسے بھی آپ کی مصروفیات بہت ہیں، آپ اللہ کو خوب یاد کریں، اور سب سے ٹوٹ کر صرف اُسی کے ہو جائیں۔ وہ مشرق ومغرب سب کا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اُسی کو آپ اپنا کارساز سمجھئے، اور کافروں کی بات پر صبر کیجئے، انہیں مجھ پر چھوڑ دیجئے، ان کے لیے بس تھوڑی ہی مہلت ہے۔ پھر ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی ہوئی آگ ہے، گلے میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

روزِ قیامت زمین اور پہاڑ تھرتھرائیں گے۔ یہ پہاڑ ریت کا ٹیلا بن جائیں گے۔

بے شک ہم نے تم لوگوں کے پاس ایک رسول بھیجا، جو مومنوں اور کافروں کو پہچاننے والا ہے۔

فرعون کے پاس بھی رسول بھیجا تھا، لیکن اس نے نافرمانی کی تو ہم نے اسے سخت گرفت میں پکڑا۔

قیامت کے دن کفار کس طرح بچ سکیں گے؟ وہ دن ایسا ہولناک ہوگا کہ بچے بوڑھے ہو جائیں گے، اور آسمان پھٹ جائے گا، اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

اے میرے محبوب ﷺ! آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے صحابہ کبھی دو تہائی رات کے قریب، کبھی آدھی رات اور کبھی تہائی رات قیام کرتے ہیں، تاہم مسلمانوں کے لیے آسانی کر دی گئی ہے کہ وہ اپنی آسانی کے مطابق جتنا چاہیں قرآن پڑھیں، کیونکہ ان میں سے کچھ بیمار ہوتے ہیں، کچھ سفر میں ہوتے ہیں، اور کچھ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، تو جتنا قرآن میسر ہو، پڑھو، اور نماز قائم رکھو، زکوٰۃ دو، اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو، اور جو شخص اپنے لیے بھلائی کے کام کرے گا تو اسے بہت ثواب اور اجر ملے گا، اللہ سے بخشش مانگو، بے شک وہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

سورۃ المدثر:

اس کے بعد سورۃ مدثر ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۵۶ آیات ہیں۔ اس سورۃ کا نام پہلی ہی آیت کے لفظ ''المدثر'' یعنی: ''اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے'' سے لیا گیا ہے۔ اس کی پہلی سات آیات عہد نبوت کے بالکل ابتدائی دور کی نازل شدہ ہیں۔ پھر ایک لمبے عرصے کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا تو دوسرا حصہ آیت نمبر ۸ سے آخر تک اس وقت نازل ہوا جب علانیہ تبلیغ شروع ہونے کے بعد پہلی مرتبہ حج کا موقع آیا۔ پہلی سات آیات میں رسولِ اکرم کو حکم دیا گیا کہ آپ کمر بستہ ہو جائیں، اور خلقِ خدا کو اس روش کے انجام سے ڈرائیں جس پر وہ چل رہی ہے۔ آپ اس کام کے لیے تیاری کریں، اور اپنی زندگی کو ہر لحاظ سے پاکیزہ بنائیں۔ یہ بھی نصیحت کی گئی ہے کہ اس فریضے کی ادائیگی میں جو مشکلات پیش آئیں ان پر صبر کریں۔ اس کے بعد قیامت کا نقشہ پیش کر کے نافرمانی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی، اور اللہ کے عذاب سے ڈرایا گیا۔

اے بالا پوش اوڑھنے والے محبوبؐ! آپ کھڑے ہو جائیں، اللہ سے ڈرائیں، اور اپنے رب کی عظمت و کبریائی کا نعرہ بلند کریں، کپڑے پاک رکھیں، اور بتوں سے دور رہیں۔ اپنی نیکی کو کبھی زیادہ نہ سمجھیں اور صبر کریں۔

جب صور پھونکا جائے گا تو وہ کافروں کے لیے بڑا سخت دن ہوگا، اس دن یہ مخالفین اپنے

آپ کو عذابِ الٰہی سے بچا نہ سکیں گے۔

پھر بتایا گیا کہ یہ شخص (ولید بن مغیرہ) جس نے اللہ کے رسول کو بدنام کرنے کے لیے جادوگر کا لفظ تجویز کیا ہے، یہ اللہ کی مار سے نہ بچ سکے گا۔ یہ قیامت کو جھٹلاتا ہے، حالانکہ میں نے اسے اکیلا پیدا کیا تھا، پھر اسے مال اور اولاد سے نوازا۔ پھر وہ اور زیادہ کی طمع کرتا ہے، اور میری آیتوں سے عناد رکھتا ہے۔ تیوری چڑھا کر اور منہ بگاڑ کر دیکھتا ہے، اور وہ قرآن کو جادو کہتا ہے۔ اب اس کا انجام دوزخ ہے جس پر ۱۹ داروغے متعین ہیں۔ اور اہل کتاب بھی یہ تعداد اپنی کتابوں میں پڑھ چکے ہیں۔ اس سے ایمان والوں کو یقین ہو گا۔ اللہ ہی ہدایت یا گمراہی دینے والا ہے۔

مجھے چاند کی قسم، صبح کی قسم، دوزخ بہت بڑی ہے۔ آپ لوگوں کو اس سے ڈرایئے پھر جو چاہے ایمان قبول کرے، اور جو چاہے نہ کرے۔

داہنی طرف والے جنت میں ہوں گے، وہ مجرموں سے پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کس لیے ڈالے گئے؟ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے، مسکینوں کو کھانا نہیں دیتے تھے، بیہودہ فکر والوں کے ساتھ تھے، اور قیامت کے منکر تھے۔ اب ایسے لوگوں کو کوئی سفارش کام نہیں دے گی۔ دنیا میں منکرین کیوں نصیحت سے منہ پھیرتے ہیں، اور ایسے بھاگتے ہیں جیسے گدھا شیر سے بھاگتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک ایک کھلا صحیفہ دے دو، جس میں ہر ایک کا نام ہو تو پھر شاید ایمان لائیں: ایسے لوگ کیا ایمان لائیں گے۔ اللہ چاہے تو وہ ایمان لا سکتے ہیں۔ اور اللہ ہی ہے جس سے ڈرا جائے، اور وہی مغفرت بھی فرما سکتا ہے۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۲۹، رکوع ۱۷ تا ۲۲......سورۃ القیامۃ تا المرسلٰت﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے تین سورتوں کی تلاوت سماعت کی ہے۔ پہلے سورۃ القیامۃ ہے، جو کہ مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۴۰ آیات ہیں۔ پہلی ہی آیت کے لفظ القیامۃ سے اس کا نام لیا گیا ہے۔ یہی اس کا عنوان بھی ہے، کیونکہ اس میں قیامت پر بحث کی گئی ہے۔ یہ سورۃ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی دور میں بالکل ابتدا میں نازل ہوئی۔ اس میں نہایت جامع طریقے سے اسلام کے بنیادی عقائد اور اخلاقی تعلیمات کو پیش کیا گیا، قیامت اور آخرت کے

متعلق کفار کے اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ پہلی تین آیتوں میں یومِ قیامت اور نفس لوامہ یعنی انسانی ضمیر کی قسم کھا کر بتایا گیا کہ آخرت بالکل برحق ہے۔ اور اس دن تمام انسانوں کو دوبارہ صحیح سالم حالت میں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ اپنی مخلوق کو جب چاہے، پھر سے زندہ کر دے۔ قیامت کے دن تمام کائنات کو الٹ پلٹ کر دیا جائے گا۔ چاند اور سورج بے نور ہو جائیں گے، اور تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا جائے گا۔

گفتگو کے درمیان میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ قرآن کو جلدی جلدی نہ پڑھیں۔ پھر فرمایا کہ آخرت پر یقین نہ کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان دنیا سے محبت کرتا ہے، اور آخرت کو بھول جاتا ہے پھر بتایا گیا کہ روزِ قیامت کچھ چہرے نہایت تروتازہ ہوں گے، اور کچھ چہرے اداس اور پریشان ہوں گے۔ جن لوگوں نے دنیا میں آخرت کو جھٹلایا اور اسلام قبول نہ کیا وہ جب قیامت کو اپنے سامنے پائیں گے تو بدحواس ہو جائیں گے۔

اگر انسان خود اپنی پیدائش پر غور کرے تو اسے احساس ہو جائے گا کہ وہ اللہ جو پانی کے ایک حقیر قطرے سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے، اس کے لیے یہ بالکل آسان ہے کہ وہ اسے دوبارہ زندہ کر دے۔ خالق مطلق نے انسان کو بے مقصد نہیں پیدا کیا۔ یقیناً اس کی زندگی کے کل اعمال کو سامنے رکھ کر اس کے لیے قیامت میں سزا یا جزا کا فیصلہ کرے گا۔ انسان کا یہ سمجھنا کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا، بالکل غلط ہے۔

سورۃ الدھر:

اس کے بعد ہم نے سورۃ ''الدھر'' کی تلاوت سنی۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، ۲ رکوع اور ۳۱ آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا موضوع انسان کو اس دنیا میں اس کی حقیقی حیثیت سے آگاہ کرنا ہے۔ پھر یہ بھی بتایا گیا کہ اگر وہ شکر کرے گا تو اس کا انجام کیا ہو گا اور اگر وہ کفر کرے گا تو کس انجام سے دوچار ہو گا۔

اسلام کے بنیادی عقائد کا مختصر تعارف کرانے کے بعد اس جگہ وہ اخلاقی اوصاف اور اعمال بیان کیے گئے ہیں جو اللہ کو پسند ہیں اور ان اخلاقی واعتقادی برائیوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے جن سے اسلام انسان کو پاک کرنا چاہتا ہے۔

پہلی ہی آیت میں انسان کو توجہ دلائی گئی کہ وہ اپنی پیدائش کے عمل کو یاد کرے کہ کس طرح اللہ نے اسے باپ کے جسم سے نکلے ہوئے ایک حقیر قطرے سے پرورش کر کے ایک مکمل انسان کی شکل میں کھڑا کر دیا، اور اللہ نے اسے عقل وفہم عطا کر کے ایک بااختیار مخلوق بنا دیا۔ اب وہ چاہے تو شکر کرے یا انکار کرنے والا بن جائے۔ اس طرح اس دنیا کو انسان کے لیے ایک گمراہ امتحان بنا دیا ہے، جس میں پاس ہونے والوں کے لیے اللہ نے بے شمار انعامات رکھے ہیں، اور ناکام ہونے والوں کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

انعام حاصل کرنے والے لوگ وہ ہیں جو دنیا میں اس احساسِ ذمہ داری سے رہتے ہیں کہ انہیں آخرت میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا۔ پس اللہ انہیں قیامت کے دن کے شر سے بچا لے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔

پھر اللہ نے ان انعامات کی تفصیل بھی بتائی جو اہل جنت کو دیے جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے ایک مصلحت کے تحت قرآن کو تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا۔ پس آپ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کریں اور کسی منکرِ حق کی بات نہ مانیں، اپنی راتیں عبادت میں گزاریں اور ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہیں، عام لوگ تو دنیا سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ آخرت کو بھول جاتے ہیں۔

یہ قرآن تو ایک نصیحت ہے جس کا جی چاہے اسے اختیار کرے۔

آخر میں رسولِ اکرمؐ پر یہ بات واضح کر دی گئی کہ اگرچہ آپ کی خواہش ہے کہ سارے انسان ہدایت کی راہ پر آ جائیں، لیکن جب تک اللہ نہ چاہے، کوئی بھی ہدایت نہیں پا سکتا۔

سورۃ المرسلات:

آخر میں ہم نے سورۃ ''المرسلات'' کی تلاوت سماعت کی۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے۔ اس میں ۲ رکوع اور ۵۰ آیات ہیں۔ اس کا موضوع بھی قیامت اور آخرت کا اثبات ہے۔

شروع ہی میں ہواؤں کے منظم اور مربوط نظام کی قسم کھا کر اس حقیقت پر گواہ بنایا گیا ہے کہ وہ آخرت جس کی خبر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں، ضرور واقع ہوگی۔

فرمایا: قسم ہے ان ہواؤں کی جو لگاتار بھیجی جاتی ہیں، پھر زور سے جھونکے دیتی ہیں، پھر ان رحمت والی ہواؤں کی قسم جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ان ملائکہ کی جماعتوں کی قسم جو حق و ناحق کو جدا

کرنے والی اور اللہ کی یاد کا القا کرنے والی ہیں، کہ بے شک قیامت اور وعدے کا دن ضرور آئے گا اس دن تارے محو کر دیے جائیں گے، آسمان میں رخنے پڑ جائیں گے، پہاڑ غبار ہو کر اڑ جائیں گے، کائنات کا پورا نظام الٹ پلٹ ہو جائے گا۔ وہ فیصلہ کا دن ہوگا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے پچھلی نافرمان قوموں کو ہلاک کیا، اُسی طرح قیامت کا دن قرآن اور رسالت کے جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت اور تباہی کا دن ہوگا۔

پھر توجہ دلائی گئی کہ آخر انسان خود اپنی پیدائش پر غور کیوں نہیں کرتا کہ کس طرح اللہ نے اس کی ابتدا ایک حقیر پانی کی بوند سے کی، اور مختلف مراحل سے گزار کر اسے ایک تندرست و توانا انسان بنا کر کھڑا کر دیا۔ پھر روئے زمین پر دی ہوئی نعمتوں، مثلاً میٹھے پانی وغیرہ، کا ذکر کیا گیا، اور بتایا کہ ہم نے زمین کو سمیٹ کر رکھنے والی بنایا۔ اور آخرت میں یہ زمین تمام خزانے اگل دے گی۔ قیامت کے دن انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، تاکہ وہ اپنی دنیا کی زندگی کے اعمال کا حساب کتاب دے۔

آخرت کو جھٹلانے والوں کو اس دن سخت عذاب کا سامنا کرنا ہوگا۔ اس دن وہ اپنی نافرمانی کے لیے کوئی عذر پیش نہیں کر سکیں گے، جبکہ متقی لوگ بڑے مزے میں ہوں گے، اور جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔

پھر کفار کو تنبیہ کی گئی کہ بس وہ چند دن اور مزے کر لیں، آخرت میں انہیں سخت سزا ملے گی۔ قرآن بھیج کر اللہ نے اتمام حجت کر لیا ہے۔ اب کوئی اور کلام نہیں آئے گا۔ قرآن وہ بہترین کتابِ ہدایت ہے جو حق اور باطل کا فرق واضح کر دیتی ہے۔ اس کے بعد اور کون سا کلام ہوگا جس پر یہ ایمان لائیں گے؟

..........☆☆☆..........

......ستائیسویں تراویح......

پہلی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۳۰، رکوع ۱ تا ۶ ......سورۃ النبا تا التکویر﴾

معزز حضرات اور خواتینِ اسلام!

آج رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب، ختم القرآن اور لیلۃ القدر کی طاق راتوں میں سے اہم ترین رات ہے۔ ہم جتنا بھی اپنے اللہ کا شکر ادا کریں، کم ہے کہ اس نے ہمیں اس مقدس ماہ میں قرآن سے جوڑے رکھا، اور اس بات کی توفیق عطا فرمائی کہ ہم قرآن پڑھنے اور سننے کے ساتھ ساتھ کسی حد تک اس کا فہم بھی حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو قبول فرمائے اور قرآن کو ہمارے دلوں کی دھڑکن، سینوں کی روشنی اور آنکھوں کا نور بنا دے۔ آمین

تیسویں پارے کی پہلی سورۃ النبا مکی ہے، اس میں ۴۰ آیتیں اور ۲ رکوع ہیں۔

فرمایا کہ کفار مکہ قیامت اور قرآن پر شک کرتے ہیں، اور آپس میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں، لیکن انہیں جلد ہی پتہ چل جائے گا۔

کیا ہم نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟ پہاڑوں کو زمین کے لیے میخیں نہیں بنایا؟ رات کو پردہ پوش اور دن کو روزگار کے لیے نہیں بنایا؟ ہم نے تمہیں چمکتا ہوا سورج بھی دیا۔ پھر بدلیوں سے زور کا پانی اتارا، تاکہ غلہ، سبزی اور گھنے باغ تیار ہوں۔

پھر فیصلے کا دن جب آئے گا تو صور پھونکا جائے گا، تم سب فوج در فوج جمع ہو گے۔ آسمان کھول دیا جائے گا، پہاڑ چلائے جائیں گے، اور جہنم سرکشوں کا ٹھکانا ہوگا، جہاں ان کے لیے کوئی ٹھنڈک یا پینے کا پانی نہیں ہوگا صرف کھولتا ہوا پانی اور پیپ ملے گی۔ یہ سب ان کے جھٹلانے کا نتیجہ ہوگا۔

البتہ ڈرنے والوں کے لیے کامیابی ہوگی، قسم قسم کے پھل اور انگور ملیں گے۔ ہر طرح کی راحت کا سامان ہوگا۔ کوئی لغو بات نہ ہوگی۔

قیامت کے دن تمام کائنات کے رب کے سامنے کسی کو بات کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ جبریلؑ

اور فرشتے بھی کھڑے ہوں گے، اور بغیر اجازت کسی کو بولنے کی مجال نہ ہوگی۔

لوگو! یہ قیامت کا دن برحق ہے، اور اسے آکر رہنا ہے۔ اب بھی موقع ہے کہ قرآن سے نصیحت حاصل کر کے آخرت کی تیاری کرلو۔ ہم نے تم لوگوں کو اس عذاب سے ڈرا دیا ہے جو قریب آلگا ہے، جس روز آدمی اپنی کمائی دیکھ لے گا، اور کافر پکار اٹھیں گے کہ اے کاش، ہم مٹی ہوتے!

سورۃ النازعات:

اس کے بعد دوسری سورۃ النازعات ہے۔ یہ مکی سورۃ ہے اس میں ۴۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں۔ اس کا موضوع بھی قیامت اور زندگی بعد از موت کا اثبات ہے:

ان فرشتوں کی قسم کھائی گئی ہے جو کافروں کی جانیں سختی سے، اور مومنوں کی جانیں نرمی سے، قبض کر لیتے ہیں، اور اللہ کے ہر حکم کی تعمیل تیزی سے کرتے ہیں۔ فرمایا گیا کہ قیامت ضرور واقع ہوگی۔ یہی فرشتے جو اللہ کے حکم سے جان نکالتے ہیں دوبارہ جان ڈال کر انسان کو زندہ بھی کر دیں گے۔ روزِ قیامت ایک زوردار زلزلے کا جھٹکا ہوگا اور کائنات تباہ ہو جائے گی پھر دوسرا جھٹکا ہوگا تو تمام انسان زمین سے نکل کر اللہ کے حضور پیش ہونے کے لیے کھلے میدان میں بھاگے چلے جا رہے ہوں گے۔ قیامت کو جھٹلانے والے سخت گھاٹے میں ہوں گے۔

بتاؤ، انسان اور کائنات کی پہلی بار تخلیق زیادہ مشکل کام ہے یا اس کا دوبارہ پیدا کرنا؟ وہ اللہ جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا، دن اور رات بنائے، پانی سے چارہ اور فصلیں اگائیں، اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ آخرت کو برپا کر دے۔ جب وہ ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا تو ہر انسان کے ہاتھ میں اس کا نامۂ اعمال پکڑا دیا جائے گا، اور اللہ سے سرکشی کرنے والے لوگوں کو دوزخ کی طرف ہانک کر لے جایا جائے گا، جب کہ متقی لوگ جنت میں عزت کے ساتھ داخل کیے جائیں گے۔ اب جس کا جی چاہے، اس دعوت کو قبول کر کے اپنی آخرت سنوار سکتا ہے۔ روزِ آخرت منکرین پچھتائیں گے کہ انہوں نے دنیا کی چند روزہ زندگی کی خاطر اپنا مستقبل کیوں برباد کر لیا۔ دنیا کی زندگی انہیں ایک شام یا دن سے زیادہ محسوس نہیں ہوگی۔

سورۃ عبس:

پھر سورۃ عبس ہے۔ یہ بھی مکی سورۃ ہے، اس میں ۴۲ آیتیں اور ایک رکوع ہے۔

فرمایا اے میرے محبوبؐ! آپ کے پاس جو نابینا حاضر ہوا ہے وہ خلوص سے دین سیکھنا چاہتا ہے۔ آپ اس سے منہ نہ پھیریں اور جو لوگ اپنے مال و دولت کی وجہ سے دین کو اہمیت نہیں دیتے، آپ بھی ان کو اہمیت نہ دیں، آپ صرف سمجھا دیں، پھر جس کا جی چاہے، دین کو اختیار کرے۔

انسان تو ناشکرا ہے۔ اللہ کی کثیر نعمتوں اور احسانوں کو حاصل کر کے بھی اس کو یاد نہیں کرتا۔ انسان کی حیثیت ہی کیا ہے؟ وہ کس طرح پیدا کیا گیا؟ کن کن منزلوں سے اسے گزارا گیا؟ یہاں تک کہ موت آ گئی، اور وہ ایمان نہ لایا۔ وہ دیکھے کہ ہم نے اس کے لیے کس طرح کھانے کا انتظام کیا، پانی دیا، زمین کی کاشت کرائی، غلہ اگایا، پھل اور باغ پیدا کیے، اللہ نے نہایت عمدہ طریقے سے اس کے لیے اور اس کے مویشیوں کے لیے غذا کا انتظام کیا لیکن وہ یہ سب کچھ دینے والے اللہ کو نہیں پہچانتا...... پھر جب قیامت آئے گی تو انسان اپنے بھائی اور ماں باپ سے بھی بھاگے گا، بیوی اور بچوں سے بھاگے گا، نہایت افراتفری کے عالم میں ہر انسانی رشتہ کٹ جائے گا، اور کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، لیکن اس دن بھی اہل ایمان کے چہرے خوشی سے دمک رہے ہوں گے، اور آخرت کو جھٹلانے والے سخت پریشانی اور مصیبت کے عالم میں ہوں گے۔ یہ فیصلے کا دن ہوگا، اور ہر شخص کو دنیاوی زندگی کے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

سورۃ التکویر:

اس کے بعد سورۃ التکویر ہے، جس میں آخرت کا تفصیلی نقشہ کھینچ کر بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن، سورج اور ستارے بے نور ہو جائیں گے، زمین کی کشش ثقل ختم ہو جانے کی وجہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے اکھڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، لوگوں پر ایسی سخت مصیبت آئے گی کہ انہیں اپنے عزیز ترین رشتہ داروں اور مال و متاع کا بھی ہوش نہ رہے گا۔ اس دن پانی کے دونوں اجزا، آکسیجن اور ہائیڈروجن کی ترکیب کے بدل جانے سے سمندروں میں آگ بھڑک اٹھے گی۔ پھر قیامت کے دوسرے مرحلے پر تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کر کے ان کے نامۂ اعمال ان کے ہاتھ میں دے دیے

جائیں گے، اور انہیں اُن کے عمل کے مطابق جنت یا دوزخ کی طرف بھیج دیا جائے گا۔

یہ قرآنِ کریم ایک بااعتماد فرشتے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعے رسولِ اکرمؐ پر نازل کیا گیا، اور یہ سارے جہان والوں کے لیے ایک نصیحت ہے، تاکہ تم میں سے جو راہِ ہدایت پر چلنا چاہے، اس سے رہنمائی حاصل کر لے، لیکن جب تک اللہ نہ چاہے، کسی کو ہدایت نہیں مل سکتی۔

دوسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۳۰، رکوع ۷ تا ۱۱...... سورۃ الانفطار تا سورۃ الطارق﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ ''الانفطار'' سے آغاز کیا ہے۔ یہ سورۃ بھی روزِ قیامت کا منظر پیش کرتی ہے۔

ارشاد ہے: جب آسمان پھٹ پڑے گا، جب تارے جھڑ جائیں گے، نظامِ افلاک الٹ جائے گا، سمندروں میں پانی کے بجائے آگ بھڑک اٹھے گی، اور تمام انسان دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کے حضور حاضر ہو جائیں گے اور ہر شخص جان لے گا جو اعمال اس نے آگے بھیجے ہیں اور جو پیچھے چھوڑے ہیں۔

اے انسان! کس چیز نے تجھے اپنے اس ربِ کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا، ٹھیک بنایا، تیرے اعضاء درست کیے، صورت عطا کی۔ پھر بھی تم روزِ جزا کے منکر ہو؟ بے شک تمہارے اعمال واقوال کے نگران فرشتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں اور جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

بے شک نیک لوگ جنت میں ہوں گے، اور بدکار لوگ دوزخ میں ہوں گے، اور قیامت سے کوئی بچ نہ سکے گا، یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا، کوئی اختیار نہ رکھے گا، اور سارا حکم اس دن اللہ ہی کا ہوگا۔

سورۃ المطففین:

اس کے بعد سورۃ المطففین ہے، جس میں فرمایا گیا کہ ناپ تول میں ڈنڈی مارنے والوں اور کاروبار میں دھوکہ دینے والوں کے لیے آخرت میں سخت گرفت ہوگی۔ یہ بُری عادت ان لوگوں

میں پیدا ہوتی ہے جو یومِ آخرت پر اور حساب کتاب پر یقین نہیں رکھتے۔

اس دن اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو نامۂ اعمال ان کے ہاتھ میں دے دے گا، اور ہر ایک کو دنیا میں کیے ہوئے اعمال کے مطابق سزا یا جزا دی جائے گی، چونکہ آدمی میں سچی دیانت داری صرف خدا کے خوف اور آخرت پر یقین ہی سے پیدا ہو سکتی ہے اس لیے آخرت میں بدکاروں کو جہنم کی سزا ملے گی، جبکہ نیک لوگوں کا انجام بہترین ہوگا۔ دنیا میں کافر جتنا چاہیں، مسلمانوں کا مذاق اڑا لیں، لیکن آخرت میں مومن لوگ کافروں کے انجام کو دیکھ کر ان پر ہنسیں گے، اس طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان تمام مشکلات کی تلافی کر دے گا جو مسلمان اس دنیا میں اٹھا رہے ہیں۔

سورۃ الانشقاق:

اس کے بعد سورۃ ''الانشقاق'' ہے۔ اس میں بھی قیامت کا منظر دکھایا گیا ہے: جب آسمان اللہ کے حکم سے شق ہوگا، زمین برابر کر دی جائے گی، اور اپنے اندر کی تمام چیزیں اگل دے گی، اس وقت انسان اپنے اعمال کے نتائج دیکھے گا تو جس شخص کے داہنے ہاتھ میں اعمال نامہ دیا جائے گا وہ اپنے جنتی گھر والوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا، لیکن جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا وہ جہنم کے خوف سے موت کی آرزو کرے گا۔ وہ دنیا میں سمجھتا تھا کہ اسے اللہ کے یہاں نہیں جانا ہے۔

شام کے اجالے کی قسم، اور رات کی قسم جب سب چیزیں جمع ہو جاتی ہیں، اور چاند کی قسم جب اس کا نور کامل ہو جاتا ہے کہ تم مختلف منزلوں سے گزرتے ہو پھر بھی ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔ یہ عمل تو کافروں کا ہے، اور اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ لوگ دین کے خلاف کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا، البتہ جو لوگ ایمان لائے، اور عملِ صالح کیے، ان کے لیے ایسا ثواب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

سورۃ البروج:

پھر سورۃ ''البروج'' ہے، جس میں بلند و بالا آسمان اور قیامت کے دن کی قسم کھا کر بتایا گیا ہے کہ اصحاب الاخدود یعنی گڑھے والے صرف اس لیے اللہ کے عذاب کے مستحق ہوئے کہ وہ اہل ایمان کو آگ سے بھرے ہوئے گڑھوں میں ڈال کر ان کے تڑپنے سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ وہ

مومنوں کو اس بات کی سزا دے رہے تھے کہ وہ ایک اللہ پر ایمان کیوں لائے، جو لوگ بھی مسلمانوں پر ظلم توڑیں گے، اللہ انہیں جہنم کے عذاب میں مبتلا کر دے گا، جبکہ ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو اللہ بہترین اجر دے گا، اور انہیں جنت میں داخل کر دے گا۔

یقیناً تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔ اللہ ہی ہمارا خالق ہے، اور وہی آخرت میں ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا۔

سورۃ کے آخر میں فرعون اور ثمود کا حوالہ دے کر بتایا گیا کہ یہ لوگ اپنی طاقت کے زعم میں اس طرح سرکشی کر رہے تھے جیسے کہ اہل مکہ کر رہے ہیں۔ آخر کار انہیں اللہ نے تباہ کر دیا۔ اسی طرح اللہ کے مقابلے میں کفار مکہ بھی شکست کھا جائیں گے۔ قرآن کا لکھا اٹل ہے، اور وہ لوحِ محفوظ میں ثبت ہے۔ اگر تمام دنیا بھی اسے باطل کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی۔

سورۃ الطارق:

آخر میں سورۃ ''الطارق'' ہے جس میں فرمایا کہ آسمان کی قسم، رات کو آنے والے ستارے کی قسم، جو خوب چمکتا ہے، کوئی شخص ایسا نہیں جس کے اعمال کی نگرانی کے لیے اس کے رب کی طرف سے نگراں مقرر نہ ہو۔ انسان کو چاہیے کہ وہ غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا، کس طرح اس کی تخلیق پانی سے ہوئی ہے، اور ایک نطفہ سے اسے وجود میں لایا گیا، اور اسے ایک جیتا جاگتا انسان بنا دیا گیا۔ وہ اللہ جس نے اسے پہلی مرتبہ پیدا کیا، اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ وہ اسے قیامت کے دن دوبارہ صحیح وسالم انسان بنا کر کھڑا کر دے۔ اس دن اس کے تمام اعمال کی، جو اس نے دنیا میں کھلے عام یا پوشیدہ طور پر کیے تھے، باز پرس ہوگی، اور اس دن اس کی کوئی بھی مدد نہ کر سکے گا۔

آخر میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا گیا کہ آپ ان کافروں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ ظلم کے دن گنے جا چکے ہیں، اور اللہ تعالیٰ خود ان کی چالوں کا جواب دے گا۔ یہ لوگ اپنی سازشوں میں کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ آسمان کی قسم کھا کر ایک بار پھر کہا گیا کہ یہ قرآن ایک فیصلہ کن کتاب ہے۔ اس میں کوئی بھی بات غیر سنجیدہ نہیں ہے۔

تیسری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۳۰، رکوع ۱۲ تا ۱۷......سورۃ الاعلیٰ تا اللیل﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ اعلیٰ کی تلاوت سماعت کی، جس میں حکم دیا گیا کہ اپنے رب کے نام کی تسبیح کیجیے، جس نے کائنات کو پیدا کیا، ہر چیز کا تناسب قائم کیا، اور تقدیر بنائی۔ اس نے انسان کے لیے نباتات اگائیں، اور اس کے کھانے کے لیے رزق دیا۔ پھر قرآن کے متعلق فرمایا گیا کہ جس معجزانہ طریقے سے اسے آپ کے قلب پر نازل کیا گیا ہے، ہم اس کا ایک ایک لفظ آپ کو یاد کرا دیں گے۔ پھر فرمایا: ان لوگوں کو نصیحت کرتے رہیں جو قبول کرنے پر تیار ہوں اور ایسے لوگوں کو اہمیت نہ دیں جو دنیا پرست ہیں اور نصیحت قبول کرنے پر تیار نہیں ہوتے۔ آخرت میں وہی شخص فلاح پائے گا جو اللہ کے ذکر اور نماز کی پابندی کے ذریعے اپنے باطن اور نفس کو پاک کرلے گا مگر تم لوگوں نے دنیا کی زندگی کو زیادہ مؤثر سمجھ رکھا ہے، جبکہ آخرت کی زندگی بہتر بھی ہے اور پائیدار بھی۔ یہی بات ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں بھی بیان کی گئی تھی۔

سورۃ الغاشیہ:

پھر سورۃ ''الغاشیہ'' ہے، جس میں غفلت میں پڑے لوگوں کو چونکانے کے لیے اچانک یہ سوال کیا گیا کہ کیا انہیں قیامت کی ہیبت اور مصیبت کا کچھ اندازہ ہے؟ جس دن سارے انسان دو گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے: ایک وہ جو جہنم میں جائیں گے، اور دوسرے وہ جو اہل ایمان ہیں، اور جنت میں داخل کیے جائیں گے، جبکہ دوزخی شدید آگ میں جھلس رہے ہوں گے۔

پھر اہل مکہ کو توجہ دلائی گئی کہ وہ اپنے ارد گرد نظر ڈالیں، اور دیکھیں کہ اللہ نے آسمان، پہاڑ، زمین اور انسان کے استعمال کے لیے اونٹ جیسے جانور کتنی حکمت سے بنائے ہیں، نبی کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاتے رہیں۔ اس سے زیادہ ذمہ داری آپ پر نہیں ہے، کیونکہ سب انسانوں کو اللہ کی طرف ہی پلٹنا ہے۔ اور قیامت کے دن اللہ ہر ایک سے اس کے اعمال کی باز پرس خود کرے گا۔

سورۃ الفجر:

سورۃ الغاشیہ کے بعد سورۃ ''الفجر'' ہے، جس میں چار مظاہرِ قدرت کی قسم کھا کر بتایا گیا کہ جو کچھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے ہیں وہ برحق ہے، کافر ضرور عذاب میں ڈالے جائیں گے۔ قومِ عاد، ثمود اور قومِ فرعون گو زیادہ قد، زیادہ قوت، زیادہ عمر اور زیادہ دولت والے تھے، لیکن نافرمانی کے سبب ان کا حال کیا ہوا؟ اس قوم میں شداد بھی تھا، جس نے ایک عظیم شہر بنایا تھا۔ ثمود قوم نے پتھر کی چٹانیں کاٹ کاٹ کر مکان تعمیر کیے تھے۔ وہ سب اور فرعون، جس نے سرکشی کی، تباہ کر دیے گئے۔ پھر انسان کی فطرت کے متعلق بتایا کہ وہ کسی حال میں بھی اللہ کا شکر گزار نہیں ہوتا۔ اللہ نے ہر شخص کو کثرتِ مال دے کر یا مفلسی میں مبتلا کر کے، ایک آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ دولت عزت کا معیار ہرگز نہیں، بلکہ عزت کا اصل معیار صرف تقویٰ ہے۔ جو لوگ بد اخلاقی دوسروں کی حق تلفی اور مال کی محبت میں گرفتار ہیں انہیں قیامت کے دن سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ آخرت میں کفار یہ حسرت کریں گے کہ کاش! انہوں نے اگلی زندگی کے لیے کوئی پیشگی سامان بھیجا ہوتا، لیکن اطمینان والے لوگ اپنے رب کی طرف خوشی خوشی جائیں گے۔ وہ اللہ سے راضی ہوں گے، اور اللہ ان سے راضی ہوگا۔ وہ خاص بندوں میں شمار ہوں گے اور جنت میں داخل کر دیے جائیں گے۔

سورۃ البلد:

پھر سورۃ ''البلد'' میں شہر مکہ کی قسم کھا کر بتایا گیا کہ اگرچہ یہ شہر حرم ہے، لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شہر میں بھی امن نصیب نہیں، اور کفار ہر طرف سے آپ پر ظلم وستم کر رہے ہیں۔ حضرت آدمؑ اور بنی نوعِ انسان کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ انسان کو اللہ نے ایک خاص مقصد کے لیے پیدا کیا ہے، لیکن وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ وہ اپنے عمل کے لحاظ سے بالکل آزاد ہے، اور اس پر اس کے خالق کی طرف سے کوئی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی لیکن اللہ نے اسے بالکل کھلا نہیں چھوڑا ہے۔ اسے علم وعقل دے کر اللہ نے اس کی رہنمائی کی ہے، اور رسول بھیج کر اس کے لیے ہدایت کا سامان کیا ہے۔ لہٰذا یہ اس کا فرض ہے کہ اللہ کی بندگی بجا لائے، اور اللہ کے دیے ہوئے مال کو

یتیموں اور مسکینوں میں خرچ کرے اوران لوگوں میں شامل ہو جائے جو ایمان لانے کے بعد ایک دوسرے کو صبر اور رحم کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو دائیں بازو والے ہیں، لیکن جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں وہ بائیں بازو والے ہیں، اور وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔

سورۃ الشمس:

پھر سورۃ ''الشمس'' میں سورج، چاند، دن رات کے نظام، آسمان وزمین کی تخلیق اور نفس انسانی میں ودیعت کیے ہوئے نیکی اور بدی کے احساسات کی قسم کھا کر بتایا گیا کہ جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا وہ فلاح پا گیا، اور جس نے اپنے حیوانی وجود کو ابھار کر اپنے ضمیر کو دبا دیا وہ ناکام ہوا۔

قومِ ثمود نے اپنے نبی حضرت صالحؑ کی نافرمانی کی اور عذابِ الٰہی کے سزاوار ٹھہرے۔ انہیں اللہ نے صرف اس لیے تباہ کر دیا کہ وہ اپنے نبی کو جھٹلاتے تھے، اور ان کے اپنے مطالبہ پر جب اللہ نے حضرت صالحؑ کو اونٹنی کا معجزہ دیا تو انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس پر اللہ نے پوری قوم کو ہلاک کر دیا۔

دراصل قومِ ثمود کے لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے تھے، اور انہیں بُرے کاموں کے انجام کا کوئی احساس نہ تھا۔

سورۃ اللیل:

پھر سورۃ ''اللیل'' میں ارشاد ہوا: رات کی قسم جب وہ چھا جائے، دن کی قسم جب وہ روشن ہو، اور اس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ بھی پیدا کیے، بے شک انسان کی کوشش مختلف قسم کی ہے، جس نے نیک راستے میں مال خرچ کیا، اور اللہ سے ڈرتا رہا، اور دین کی باتوں کو سچ جانا وہ راحتیں حاصل کرے گا۔ لیکن جس نے اللہ کی راہ میں دینے سے بخل کیا وہ سخت عذاب میں ڈالا جائے گا، اور اس وقت اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا۔

ہدایت، دنیا اور آخرت سب ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔ جہنم میں بدبخت لوگ جائیں گے۔ یہ وہی ہوں گے جنھوں نے دین کی تکذیب کی اور اس سے منہ پھیرا۔ اللہ سے ڈرنے والے اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرنے والے اس جہنم سے بچا لیے جائیں گے۔ اور وہ جو اپنا مال دل کو

پاک کرنے کی خاطر دیتے ہیں، نہ کہ کسی کے احسان کا بدلہ اتارنے کے لیے۔ وہ صرف اپنے رب کی رضا چاہتے ہیں اور ان کا رب ان سے ضرور راضی ہوگا۔

یہ آخری آیتیں حضرت ابوبکرؓ صدیق کی شان میں ہیں، جن کے متقی ہونے کی تصدیق وحی کے ذریعے کی جارہی ہے، اور انہیں رب کی رضا کی خوش خبری دی جارہی ہے۔

چوتھی چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۳۰، رکوع ۱۸ تا ۲۷......سورۃ الضحیٰ تا التکاثر﴾

نمازِ تراویح کے اس حصے میں ہم نے سورۃ ''الضحیٰ'' سے لے کر سورۂ ''التکاثر'' تک کی سورتوں کی تلاوت سماعت کی ہے۔ سورۃ ''الضحیٰ'' میں اللہ تعالیٰ نے روزِ روشن اور سکونِ شب کی قسم اٹھا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا کہ اللہ نے آپ کو چھوڑا نہیں، اور نہ آپ سے ناراض ہے۔ آپؐ کی مشکلات کا دور ختم ہونے والا ہے۔ عنقریب کامیابیاں آپ کے قدم چومنے والی ہیں اس کے بعد اللہ نے اپنے رسول کو یاد دلایا کہ اس نے کس طرح شروع زندگی سے آپ کی پرورش اور تربیت کی، اور آپ کو نبوت کی عظیم ذمہ داری کے لیے تیار کیا۔ لہٰذا ان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آپ یتیموں اور ضرورت مندوں سے بہترین سلوک کریں اور اللہ کی نعمتوں کا اظہار کریں۔

سورۃ الم نشرح:

سورۃ ''الم نشرح'' میں فرمایا: اللہ نے آپ کو شرح صدر کی دولت دی ہے۔ راہِ راست دکھا کر اور کامیابی دے کر آپ کے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہے، اور آپ کا ذکر بلند کرنے کا ہم نے ایسا بندوبست کیا ہے کہ قیامت تک دنیا کے گوشے گوشے میں جہاں کہیں بھی مسلمان ہوں گے، اذان و درود کی صورت میں آپ کا نام ہمیشہ بلند ہوتا رہے گا۔ لہٰذا جب بھی آپ فارغ ہوں، اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہو جائیں۔

سورۃ التین:

سورۃ ''التین'' میں فرمایا: مجھے انجیر کی قسم، زیتون کی قسم، طورِ سینا کی قسم، شہرِ مکہ کی قسم کہ میں

نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے، لیکن کبھی کبھی وہ فطرت کے حیوانی تقاضوں کی وجہ سے ذلیل ترین مخلوق کی حد تک گر جاتا ہے، لیکن جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کے لیے کبھی نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ اس کے بعد کون جزا و سزا کے معاملے کو جھٹلا سکتا ہے؟ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

سورۃ العلق:

پھر سورۃ ''العلق'' کی پہلی ہی آیت، یعنی پہلی وحی میں فرمایا کہ آپ اپنے رب کا نام لے کر، یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ قرآن کو پڑھیے۔ آپ کا رب آپ پر بہت مہربان ہے۔ اس نے انسان کی تخلیق ایک نہایت حقیر پانی سے کی، اور وہی ہے جو قلم کے ذریعے انسان کو علم سکھاتا ہے۔ پھر بھی ان میں سے بعض انسان اللہ کے مقابلے میں سرکشی کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔

اس کے بعد کسی کا نام لیے بغیر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دشمن ابو جہل کا حوالہ دیا گیا۔ فرمایا کہ یہ دشمن حق حرم پاک میں رسول کو عبادت سے روکتا ہے، اور دھمکیاں دیتا ہے۔ اس کی حرکتوں کو اللہ دیکھ رہا ہے۔ اگر وہ باز نہ آیا تو اللہ عذاب کے فرشتوں کو بھیج کر اس کی سرکوبی کر دے گا۔

اس کے بعد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی، اور اللہ کا ذکر کرنے کی ہدایت کی گئی۔

سورۃ القدر:

سورۃ ''القدر'' میں فرمایا کہ ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا (جو شاید آج ہی کی رات ہے) تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور نیک روحیں اس شب سلامتی لے کر اپنے رب کے حکم سے اترتے ہیں، اور تمام رات صبح فجر تک خیر اور برکت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔

سورۃ البینۃ:

سورۃ ''البیّنۃ'' میں ارشاد ہے کہ اللہ نے اپنے رسول کو اس لیے مبعوث فرمایا کہ وہ خود قرآنِ پاک لوگوں کو پڑھ کر سنائے تاکہ مشرکین اور اہلِ کتاب کو کفر کی حالت سے نکالنے کے لیے ایک

روشن اور عملی دلیل ثابت ہو سکے۔ رسول اکرم انہیں ایک واضح راستہ دکھاتے ہیں تا کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں، یکسو ہو کر نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں۔ یہی صحیح دین اسلام ہے۔ مشرکین اور اہل کتاب میں سے جو لوگ اب بھی کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں وہ بدترین مخلوق ہیں، جبکہ اللہ کی کتاب اور رسول اکرمؐ پر ایمان لانے والے لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ بہترین اجر دے گا۔ اللہ ان سے راضی ہوگا اور وہ اللہ سے راضی ہوں گے، کیونکہ وہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔

سورۃ الزلزال:

سورۃ ''الزلزال'' میں فرمایا: جب قیامت برپا ہوگی تو زمین کو ایک سخت زلزلہ کے ذریعے ہلا ڈالا جائے گا، اور تمام انسان جو برس ہا برس سے زمین میں دفن تھے، ایک دم باہر نکل کر دوبارہ زندہ ہو جائیں گے، اس دن زمین اللہ کے حکم سے اپنے اوپر گزرنے والے تمام حالات خود بیان کرے گی۔ اس دن تمام انسان فرداً فرداً سخت پریشانی کے عالم میں اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور ان کے اعمال انہیں دکھائے جائیں گے۔ پس جس کسی نے ذرّہ برابر بھی نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے تھوڑی سی بدی بھی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

سورۃ العٰدیٰت:

سورۃ ''عادیات'' میں جنگی گھوڑوں کی قسم کھا کر یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور وہ خود اس حقیقت پر گواہ ہے۔ اس لیے کہ جب کوئی انسان آخرت پر یقین نہ رکھتا ہو تو وہ مال کی محبت میں گرفتار ہو کر ظلم و ستم کرنے لگتا ہے۔ وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ قیامت میں اللہ ہر ذی روح کو دوبارہ زندہ کرے گا، اور ہر شخص کو اپنی قبر سے نکل کر اللہ کے حضور پیش ہونا پڑے گا، اور اپنے تمام اعمال کا حساب دینا ہوگا۔

سورۃ القارعہ:

سورہ ''قارعہ'' میں روزِ قیامت کا نقشہ کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے قیامت کا دن نہایت ہنگامہ خیز ہوگا۔ اس دن کائنات کا تمام نظام الٹ پلٹ ہو جائے گا، پہاڑ رنگ برنگی اون کی طرح اڑ رہے ہوں گے، اور لوگ منتشر پروانوں کی طرح گھبرائے ہوئے پھر رہے ہوں گے۔ پھر ہر شخص کے

اعمال کا جائزہ لیا جائے گا جس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اسے دل پسند عیش ملے گا اور جس کے اعمال میں نیکیوں کی کمی ہو گی اور گناہ زیادہ ہوں گے اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

سورۃ التکاثر:

سورۃ ''التکاثر'' میں فرمایا کہ غفلت میں رکھا تمہیں مال کی کثرت نے، یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے اور اسی دنیا کے مفاد کے حصول اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی خواہش نے آخرت سے تمہیں غافل کر دیا۔ اگر تم اس روش کے انجام کا علم رکھتے تو تمہیں یقیناً معلوم ہوتا کہ دنیا کی نعمتوں کے حصول میں بھی تمہارے لیے ایک آزمائش ہے۔ آخرت میں تم سے ان تمام نعمتوں کے بارے میں بازپُرس ہو گی اور جو لوگ ان نعمتوں کے لیے اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے، اور اللہ کے باغی بن کر زندگی گزارتے ہیں انہیں عذابِ دوزخ کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آخری چار رکعات میں تلاوت کی جانے والی آیات کا خلاصہ

﴿پارہ نمبر ۳۰، رکوع ۲۸ تا ۳۹......سورۃ العصر تا والناس﴾

سورۃ العصر:

سورۃ ''العصر'' میں زمانے کی قسم کھائی گئی کہ زمانہ اس بات پر گواہ ہے کہ انسان ہمیشہ گھاٹے اور نقصان میں رہا ہے۔ اس گھاٹے سے صرف وہی لوگ بچ سکتے ہیں جن کے اندر یہ چار اوصاف ہوں۔ ا۔ ایمان لائیں۔ ۲۔ نیک عمل کریں۔ ۳۔ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کریں۔ ۴۔ ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہیں۔ ان صفات سے خالی ہو کر اگر کوئی شخص زندگی گزار رہا ہے تو وہ دنیا و آخرت میں خسارے کا سودا کر رہا ہے۔

سورۃ الھمزۃ:

سورۃ ''الھمزۃ'' میں بتایا کہ تباہی ہے اس شخص کے لیے جو لوگوں کو طعنے دیتا اور غیبت کرتا ہے، مال کو جمع کرتا ہے، اور اسے گنتا رہتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا، حالاں کہ وہ اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

سورۃ الفیل:

سورۃ ''الفیل'' میں اس ابرہہ کا انجام بتایا، جو اللہ کے گھر (بیت اللہ) کو گرانے کے لیے ہاتھیوں کا ایک بہت بڑا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آیا تھا،لیکن عرفات کے مقام پر اللہ نے ابابیلوں کو ہاتھیوں کے لشکر کے مقابلے میں بھیج دیا۔ان چھوٹے چھوٹے پرندوں نے اپنی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں اٹھا کر ہاتھیوں پر پھینکیں تو وہ بم بن گئیں۔ان کا وہ حال کر دیا جیسے کھایا ہوا بھس۔

سورۃ القریش:

سورۃ ''قریش'' میں قریشیوں پر اس احسان کا ذکر کرتے ہوئے کہ انہیں ہر موسم میں سفر کے لیے امن کا ماحول دیا ہے، یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں، جس نے انہیں خوف سے بچا کر امن دیا ہے،اور بھوک سے بچا کر کھانا دیا ہے۔

سورۃ الماعون:

سورۃ ''الماعون'' میں ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا اس شخص کو جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے،اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا، پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نمازوں میں غفلت برتتے ہیں، ریاکاری کرتے ہیں،اور عام استعمال کی چیزیں بھی لوگوں کو ادھار نہیں دیتے۔

سورۃ الکوثر:

قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورۃ۔سورۃ ''الکوثر'' میں ارشاد فرمایا کہ اے رسولِ رحمتؐ! ہم نے آپ کو خیرِ کثیر دنیا و آخرت کی تمام تر بھلائیوں سے نوازا ہے۔پس آپ اپنے رب کے حکم سے نماز پڑھتے رہیں،اور قربانی کریں۔آپؐ کے دشمن ناکام ہوں گے اور ان کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں رہے گا۔

سورۃ الکافرون:

سورۃ ''الکافرون'' میں کفار کے معبودوں سے واضح برأت کا اعلان فرمایا دیا گیا، کہ جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو، میں ان کی عبادت نہیں کر سکتا اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اس طرح دین کے معاملے میں کوئی مفاہمت یا سودے بازی ناممکن ہے اور جب تک تم سچے دل سے ایمان نہیں لاتے، تم اپنے دین پر قائم رہو، اور میں اپنے دین پر پوری طرح قائم ہوں، تمہارے معبودوں سے یہ برأت کا اظہار میں اللہ کے حکم سے ہی کر رہا ہوں، اور تم سے اس معاملے میں کوئی مصالحت نہیں ہو سکتی۔

سورۃ النصر:

سورہ ''نصر'' میں ارشادِ ربانی ہے کہ اے رسولؐ! جب اللہ کی مدد سے آپ کو فیصلہ کن فتح حاصل ہو جائے، اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگیں تو آپ کو اس کامیابی پر اپنے رب کی حمد کے ساتھ ساتھ اس کی تسبیح بھی کثرت سے کرنا چاہیے۔ اور اس سے مغفرت کی دعا بھی کرنا چاہیے۔ یقیناً وہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

سورۃ اللھب:

سورۃ ''اللھب'' میں یہ پیشین گوئی کی گئی کہ ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے وہ اپنے مشن میں ناکام ہو گیا۔ اس کا مال اور اولاد اس کے کسی کام نہ آئے۔ قیامت کو اسے اور اس کی بیوی کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی بیوی کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ جلتی پر تیل چھڑکنے والی، یعنی چغلیاں کھا کر فساد ڈلوانے والی عورت ہے، اور روزِ قیامت اس کی گردن میں رسی ڈال کر اسے گھسیٹا جائے گا۔

سورۃ الاخلاص:

سورۃ ''الاخلاص'' میں فرمایا کہ اللہ یکتا اور بے مثل ہے۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ اور سب اسی کے محتاج ہیں۔ ساری کائنات میں اسی کی حاکمیت ہے۔ وہی حاجت روا اور وہی سب

سے برتر ہے نہ وہ خود کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔ ساری کائنات میں نہ کبھی کوئی ایسا تھا، نہ ہے، اور نہ ہوگا جو اللہ کی مانند ہو یعنی، اللہ کا کسی لحاظ سے بھی کوئی ہمسر نہیں ہے۔ وہ تنہا تمام صفاتِ عالیہ کا مالک ہے۔

سورۃ الفلق:

سورۃ ''الفلق'' میں ارشاد ہے کہ آپ کہیں: میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی، ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے، اور رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے، جادو کرنے والی عورتوں کے شر سے اور حاسدوں کے شر سے جبکہ وہ حسد اور دشمنی پر تلے ہوئے ہوں۔

سورۃ الناس:

قرآن مجید کی اس آخری سورۃ، سورۃ الناس میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین سے کہا گیا ہے کہ آپ تمام انسانوں کے رب، کائنات کے بادشاہ اور تمام انسانوں کے معبودِ حقیقی کی پناہ میں آجایئے، ان لوگوں کے شر سے جو بار بار لوگوں کے دلوں میں شبہات ڈالتے ہیں۔ یہ وسوسہ اندازی کرنے والے شیاطین جنوں میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالْعَاقِبَةُ الْمُتَّقِيْنَ○

☆☆☆